(156)

THE SPIRIT OF LIFE.

عین الحیات

یعنی

روح القدس کی ذات اور افعال کے بارہ میں

کلام الٰہی کی شہادت

مصنفہ پادری ای۔ انچ بکرسٹتھ صاحب ایم۔ اے

مترجمہ

پادری تاراچند صاحب دہلوی

کریسچن نالج سوسائٹی

لاہور

S. P. C. K. LAHORE.

بار دوم ۱۰۰۰

قیمت فی جلد

156

فہرست مضامین

عین الحیات

خادمانِ دین یار پسٹو کی تقرری کا گیت

۱- اب سے اور ابن سے اے پاک روح — ثنا تیرا ہے درود
حُب سے اور راستی سے ممدوح — جیسا تیرا ہے وجود
۲- دلوں میں آ کے پاک مہمان — فضل اپنا نازل کر
بخشی وبینداری اور ایمان — کی طرف مائل کر
۳- تو دوست تسلی بخش ہے جب — دکھ غم سے ہم حیران
یہ خاص انعام اللہ کا کب — ہم کریں گے بیان
۴- منبع اور چشمہ رحمت کا — تیر آتش آب شیرین
تقویت تیری روشن ہوا — تو مرہم ہے اور تسکین
۵- فضائل تیرے گونا گوں — ان بابلوں کی پشت
شرح تو کہتا اندرون — پھول خدا کا انگشت
۶- پرو فسا تو خوبیوں کو — دیتا فصیح زبان
تا ہوں عالم میں خوش گو — خدا کے ثنا خوان
۷- ہمارے اندر دل افروز — نور اپنا ریختہ کر
جوش حق محبت کا ہر روز — ہر رات انگیختہ کر
۸- امت ضعیف اور ناتوان — مضبوط کر اور سیراب
نہ نفس نہ دنیا نہ شیطان — ہو ہم پر فتحیاب
۹- اس گشت کے بیچ ہو میرا نور — ہادی اور رہنما
تا ہم گمراہوں سے ہو دور — ہر لغزش اور خطا
۱۰- فیض تیرے قوت بخش میں ہم — محکم پاویں پناہ
تا ہمیں ہو بے خوف و غم — ہو اتنی عدالتگاہ

عین الحیات

۱۱- بدعت اور فرق اور جھگڑوں کا ... بند اور منصوبہ توڑ
رشتہ محبت کا ہر جا ... اور عقد ملاپ کا جوڑ
۱۲- بخش دے باپ قادر کا اقرار ... اور پوری ہو فہمید
اور ابن محبوب کا بھی دیدار ... اور قربت ہو سعید
۱۳- پاک روح پر بھی (یہ کل ثبات) ... ایمان ہو مستقیم
اب ابن روح قدس کے تین حضرات ... جو وحدت میں مقیم
۱۴- ہم معتقد ہیں اور ثنا خوان ... اس درخواست میں بھی مشغول
اے رب پاک اُمت پر ہر آن ... روح پاک کا ہو نزول



مفید عام پریس لاہور

عین الحیات

پہلا باب

کلام الٰہی کی شہادت

واضح ہو کہ جو تعلق حقائق موجودات کو علوم نظری سے ہے وہی تعلق کلمات ربانی کو علم الٰہی سے ہے۔ وہ کلمات کسی طرح دلائل عقلی سے باطل نہیں ہو سکتے۔ وہ ہم کو باہم موافق معلوم ہوں یا متناقض مگر پھر بھی اُن کو تسلیم کرنا واجب ہے۔ یہ مقولہ کسی عالی خیال فاضل کا ہے۔ اس کتاب کے عالی مضمون کی بحث میں اُسی پر عمل کیا جائیگا۔ پس ہم اوّل کتاب مقدس کی وہ آیات پیش کرینگے جو رُوح القدس سے متعلق ہیں۔ مگر بعض کی طرف صرف اشارہ ہی ہوگا اور بعد ازاں جو عقیدہ کلیسیائے جامع کا کلام الٰہی کے موافق رُوح القدس کے بارہ میں ہے اُس کا ثبوت پیش کیا جائیگا۔ اور جو آیتیں پیش ہونگی وہی اس ثبوت کی بنیاد ہونگی۔ اور اس پہلے باب میں یہ آیات صرف نقل کیجائینگی مگر اُن پر کچھ بحث نہ ہوگی۔ اور اُن کی نقل زیادہ تر بلحاظ زمانہ کے ترتیب وار کی جائینگی۔ اگرچہ ان آیات کا پیش کرنا صرف بنیاد ڈالنا ہے لیکن پھر بھی ہم چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کو اور ناظرین کو بھی یاد دلائیں کہ یہ بنیاد اُس پاک ہیکل کی ہے جس میں عہد کا صندوق ہے۔ لہٰذا واجب ہے کہ نہایت احتیاط اور ادب کے ساتھ بنیاد ڈالی جائے۔ جب ہم کتاب مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں تو خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں اور یہ بات اُس وقت بالخصوص ہر حرف

آتی ہے جب ہم کتاب مقدس کی اُن آیات کا مطالعہ کرتے ہیں جو رُوح القدس کا جلال اور تاثیر ظاہر کرتی ہیں۔ کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ابنِ آدم کے حق میں بُرا کہے اُسے معاف ہو سکیگا پر جو کوئی رُوح القدس کے حق میں بُرا کہے اُسے ہرگز معاف نہ ہوگا نہ اِس جہان میں نہ اُس جہان میں۔ خدا ہم پر ایسا فضل کرے کہ ہم ان کلمات کو یاد رکھیں اور آیات مذکورہ کے مطالعہ میں نہایت احتیاط کام میں لائیں ✣

کتب عہد عتیق اور عہد جدید کے ناظرین پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو حالات ان کتابوں میں دُنیا کی پیدائش اور انتظام اور کلیسیا کے بارہ میں مندرج ہیں اُن میں ایک ایسے صاحب قدرت وجود کی طرف جو عقل و فہم سے برتر ہے متواتر اشارات پائے جاتے ہیں۔ جو لوگ اس بات کے کہنے کی جُرأت کرتے ہیں کہ خدا کی وحدت اس قسم کی ہے کہ اُس میں کثرت اقانیم ناممکن ہے اُن کو یہ بیان کرنا چاہئے کہ وہ بعید الفہم وجود کون ہے جس کی طرف پیدائش کی کتاب سے لے کر مکاشفات کی کتاب تک متواتر اشارات پائے جاتے ہیں ✣

چنانچہ جب اس امر کا اظہار کیا گیا کہ خدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پہلے دن کے کام سے پہلے زمین سنسان اور ویران تھی تو ساتھ ہی اس امر کا بھی اظہار کیا گیا کہ خدا کی رُوح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ جنبش کرنا ہوا ہے اُس کے اصلی معنے سینے کے ہیں پس یہ لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح مرغی اپنے انڈے سیتی ہے اور اپنی ذاتی حرارت سے اُن میں جان ڈالتی ہے اُسی طرح رُوح القدس بھی تمام دُنیا کے لئے ابتدا سے موجب حیات ہے۔ اور کتاب مقدس میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دُنیا کی بنا سے پہلے بھی رُوح القدس نے اور عالم بنائے اور اُن کی ذوی العقول مخلوقات کو حیات بخشی۔ چنانچہ ایک نہایت پُرانی الہامی کتاب میں نہ صرف الیہو کا یہ قول درج ہے کہ خدا کی

متی ۱۲ : ۳۲ ۔ پیدائش ۱ : ۱ ۔ پیدائش ۱ : ۲ ۔ پیدائش ۱ : ۲ ✣

رُوح نے مجھے بنایا ہے بلکہ ایوب کی بھی یہ عمدہ شہادت پائی جاتی ہے۔ کہ اُس نے یعنی خدا نے اپنی رُوح سے آسمانوں کو آراستہ کیا اور اس کے مطابق مزامیر میں نہ صرف دنیا کی ذی حیات مخلوقات کے باب میں لکھا ہے کہ تُو اپنا دم بھیجتا ہے وہ پیدا ہوتے ہیں بلکہ عبارت ذیل بھی پائی جاتی ہے جس میں ہمارے دین کے نہایت گہرے بھید کی طرف صاف صاف اشارہ ہے خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور اُن کے سارے لشکر اُس کے منہ کے دم سے ✣

دُنیا کا دوسرا بڑا واقعہ طوفان کا ہے پس ہم اس بات کی طرف صرف اشارہ کرکے کہ حنوک اُن پاک نبیوں میں سے تھا جو دُنیا کی پیدائش سے ہوتے آئے ہیں اور رُوح القدس کے چلوائے بولتے تھے یہ یاد دلاتے ہیں کہ جو آفت اُس زمانہ کے تقصیروار لوگوں پر نازل ہونے کو تھی اُس کی اوّل خبر اُنہیں اس طرح دی گئی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا میری رُوح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کریگی وہ تو بشر ہے تو بھی اُس کے دن ایک سو بیس برس اور ہونگے ✣

پھر لکھا ہے کہ ابراہیم کے باب میں جو ایمانداروں کا باپ ہے خدا نے یہ فرمایا کہ وہ نبی ہے اور جب یوسف نے فرعون کے خواب کی تعبیر کی اور زمانہ مستقبل کا حال اُس پر ظاہر کیا تو فرعون نے یہ کہا کہ کیا ہم ایسا جیسا یہ مرد ہے کہ جس میں خدا کی رُوح ہے۔ پا سکتے ہیں؟ اب ہم عہد شریعت کی طرف رجوع کرتے ہیں ✣

جب موسیٰ نے بنی اسرائیل کی بدسلوکی اور بے ایمانی سے تنگ آکر خدا کے حضور میں یہ شکایت کی کہ میں اکیلا ہوں ان سب لوگوں کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا اِس لئے کہ مجھ پر بہت بھاری ہے تو اُس کو یہ جواب ملا کہ

ایوب ۳۳ : ۴ ۔ ایوب ۲۶ : ۱۳ ۔ زبور ۱۰۴ : ۳۰ ۔ زبور ۳۳ : ۶ ۔ یہوداہ ۱۴ ۔ ۲ پطرس ۱ : ۲۱ ۔ پیدائش ۶ : ۳ ۔ پیدائش ۲۰ : ۷ ۔ پیدائش ۴۱ : ۳۸

بنی اسرائیل کے بزرگوں میں سے ستر مردوں کو کہ جنہیں تو جانتا ہے کہ قوم کے بزرگ ہیں اور سردار ہیں میرے لئے جمع کر۔ . . . اور میں اُس رُوح میں سے جو تجھ میں ہے کچھ لونگا اور اُن میں ڈالونگا۔ اِس سے واضح ہوتا ہے کہ موسٰے اب تک رُوح القدس ہی کی مدد سے قوم کی حکومت کے بوجھ کا متحمل ہوا تھا۔ آگے لکھا ہے کہ جب رُوح نے اُن میں قرار پکڑا تو وہ نبوت کرنے لگے اور اُس سے باز نہ آئے مگر اُن میں سے دو شخص خیمہ گاہ ہی میں رہے جن میں سے ایک کا نام الداد تھا اور دوسرے کا میداد چنانچہ رُوح نے اُن میں قرار پکڑا . . . . اور اُنہوں نے خیمہ گاہ ہی میں نبوت کی اور جب یشوع نے اپنے آقا کی عزت کے لئے غیرتمند ہو کر کہا کہ اے میرے خداوند موسٰے اُنہیں منع کر موسٰے نے جواب دیا کیا تجھے میرے لئے رشک آتا ہے کاش کہ خداوند کے سارے بندے نبی ہوتے اور خداوند اپنی رُوح اُن میں ڈالتا۔[۱] مذکورہ بالا اُس رُوح کے بپتسمہ کا ایک عجیب نشان تھا جس کے دینے کا استحقاق صرف خدا کے مجسم بیٹے کو حاصل ہے اور وہ اس قدر پُر معنی ہے کہ اگر اُس کو ایک دفتر کہیں تو بجا ہے۔ ہم کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ خیمہ گاہ کی تعمیر کا ادنیٰ سا کام بھی ایسے شخص کے سپرد ہوا جس کے باب میں خداوند نے موسٰے سے فرمایا کہ دیکھ میں نے بضلی ایل بن اوری بن حور کو جو یہوداہ کے فرقے میں سے نام لے کے بلایا اور میں نے اُس کو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی ہنرمندی میں رُوح اللہ سے معمور کیا۔[۲] اور جب خدا کی یہ مرضی ہوئی کہ ایک جھوٹے نبی سے بنی اسرائیل کے حق میں دعائے خیر کرائے تا کہ شان خداوندی بخوبی آشکارا ہو جائے تو لکھا ہے کہ بلعام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور اسرائیل کو دیکھا . . . . تب روح اللہ اُس پر نازل ہوئی۔[۳] اور کتاب

[۱] گنتی ۱۱ : ۱۰ ــ ۳۰ [۲] خروج ۳۱ : ۳ و ۳۵ : ۳۰ ــ ۳۱ [۳] گنتی ۲۴ : ۲ و ۳

نحمیاہ ۹ : ۱۹ ـ ۲۰ و یسعیاہ ۶۳ : ۱۴ ۔

مقدس میں یہ بھی مذکور ہے کہ خدا نے اپنی نیک رُوح بیابان میں بنی اسرائیل کو اُن کی تربیت کے لئے دی۔ اور خداوند کی رُوح ہی اُنہیں آرامگاہ میں لائی۔ اور جب موسٰے دُنیا سے رحلت کرنے کو تھا تو اُس کے جانشین کے باب میں اُس کو یہ ہدایت کی گئی کہ نون کے بیٹے یشوع کو لے وہ ایک شخص ہے جس میں رُوح ہے اُس پر اپنا ہاتھ رکھ۔[۱] اور اسی طرح یشوع کے باب میں لکھا ہے کہ نون کا بیٹا یشوع دانائی کی رُوح سے معمور ہوا۔ کیونکہ موسٰے نے اپنے ہاتھ اُس پر رکھے تھے۔[۲] غرضیکہ بنی اسرائیل مصر سے نکل کر ملک کنعان میں داخل ہونے تک خدا کی ازلی رُوح سے برابر ہدایت پاتے رہے ۔

قاضیوں کے زمانہ میں بھی رُوح القدس کے آثار صاف صاف نظر آتے ہیں چنانچہ غتنی ایل کے باب میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی اور خداوند نے بنی اسرائیل کے لئے ایک رہائی دینے والے کو اُٹھایا اور کالب کے چھوٹے بھائی قنز کے بیٹے غتنی ایل نے اُنہیں چھڑایا اور خداوند کی رُوح اُس پر اُتری اور وہ اسرائیل کا حاکم ہوا اور جنگ کے لئے نکلا۔[۳] اور بنی اسرائیل کے جوانمرد سردار جدعون کے باب میں یہ مذکور ہے کہ خداوند کی رُوح جدعون پر نازل ہوئی سو اُس نے نرسنگا پھونکا اور ابی عزر کے لوگ اُس کی پیروی میں اکٹھے ہو گئے۔[۴] اسی طرح افتاح پر رُوح کا اُترنا مذکور ہے اور سمسون کے احوال میں کم سے کم چار جگہ ایسے اشارے پائے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے یہوواہ کی قادر مطلق رُوح ہی کی مدد سے ایسے ایسے کام کئے جو طاقت بشری سے باہر تھے۔[۵]

اب ہم بنی اسرائیل کے بادشاہوں کے عہد کی طرف رجوع کرتے ہیں

[۱] گنتی ۲۷ : ۱۸ [۲] استثنا ۳۴ : ۹ [۳] قاضیوں ۳ : ۹ و ۱۰ [۴] قاضیوں ۶ : ۳۴ ۔

[۵] قاضیوں ۱۱ : ۲۹ [۶] قاضیوں ۱۳ : ۲۵ و ۱۴ : ۶ و ۱۹ و ۱۵ : ۱۴ ۔

جب تک کہ بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ساؤل اپنے خداوند کے عہد پر قائم رہا وہ رُوح القدس کی مدد سے نبوت کا کام اور اپنے تمام جنگی اور شاہی فرائض پُورے پُورے ادا کرتا رہا۔ لیکن جب وہ راہ اطاعت سے منحرف ہوا تو اُس کا زوال شروع ہوا اور اُس کے زوال کی علامت یہی تھی کہ خداوند کی رُوح اُس پر سے چلی گئی۔ اور اگرچہ ایک مرتبہ پھر رُوح نے اُس سے اور اُس کے نوکروں سے نبوت کرائی۔ مگر تاہم اُس کا آفتاب اقبال ڈوبا ہی رہا۔ اور اس کے برعکس داؤد کے باب میں مرقوم ہے کہ جب سموئیل نے تیل سے اُسے اُس کے بھائیوں کے درمیان مسوح کیا تو خداوند کی رُوح اُسی دن سے ہمیشہ داؤد پر اُترتی رہی۔ وہ اُسی کے حضور میں زندگی بسر کرتا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے "تیری رُوح سے میں کدھر جاؤں"۔ اُسی کی ہدایت پر اُس کا بھروسہ تھا کیونکہ اُس نے یہ دُعا مانگی کہ تیری نیک رُوح مجھے راستی کے ملک میں لے چلے۔ اُسی کی طفیل سے اسرائیل کے لشکر داؤد کے مطیع ہوئے اور جب داؤد اپنے گناہ کے سبب نہایت شکستہ دل اور پشیمان تھا تو اُس نے اپنا درد دل اس طرح ظاہر کیا "اپنی رُوح پاک مجھ سے نہ نکال اپنی نجات کی شادمانی مجھ کو پھر عنایت کر اور اپنی آزاد رُوح سے مجھ کو سنبھال" اور خدا نے اُس کی دُعا قبول کی پھر خدا نے اُسی رُوح کے وسیلے سے داؤد کو اُس ہیکل کا نقشہ دکھایا جو اُس کے بیٹے سلیمان نے تعمیر کی اور داؤد کے اخیر کلمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خوش الحان مغنی نے رُوح القدس ہی سے الہام پایا تھا۔ چنانچہ اُس نے کہا کہ خداوند کی رُوح مجھ میں بولی اور اُس کا سخن میری زبان پر تھا۔ اور اُس کی وفات کے بعد اُس کے بیٹے نے امثال کی کتاب کی پیشانی پر جو ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے مخزن دانش ہے الہام ربانی سے یہ پیغام رقم کیا "تم میری تنبیہ پر متوجہ ہو دیکھو میں اپنی

ا ۱ سموئیل ۱۱: ۶ و ۱۱ ۔ ۱ سموئیل ۱۹: ۲۰ و ۲۳ ۔ ۱ سموئیل ۱۶: ۱۳ ۔ [illegible]
زبور ۱۳۹: ۷ ۔ زبور ۱۴۳: ۱۰ ۔ ۱ تواریخ ۱۲: ۱۸ ۔ زبور ۵۱: ۱۱ و ۱۲ ۔ ۱ تواریخ ۲۸: ۱۲ ۔ ۲ سموئیل ۲۳: ۲

رُوح تم پر ڈالونگا اور میں اپنی باتیں تمہیں بتاؤنگا۔

اور جس وقت آسا بادشاہ کوشیوں کے لشکر پر فتحیاب ہو کر یروشلم کو واپس آیا تو عودد کا بیٹا عزریاہ رُوح القدس ہی کی ہدایت سے اُس کے ملنے کو گیا اور جو عہد خدا کے اور بنی یہوداہ اور بنی بنیامین کے درمیان تھا اُسے اُس سے از سر نو تازہ اور مستحکم کیا۔

اب ہم اُس زمانہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جس میں آفتاب نبوت عروج پر تھا۔ اول ایلیاہ نبی کا ذکر کیا جاتا ہے جو تمام انبیا کا پیشوا سمجھا جا سکتا ہے عبدیاہ نے محض اپنے بچاؤ کے واسطے ایلیاہ سے یہ کہا کہ خداوند کی رُوح تجھ کو ایسی جگہ جس کی خبر مجھے نہیں لے جائیگی۔ مگر پھر بھی کلمات مذکورہ سے ایلیاہ کی حشمت اور قدرت کا اصلی سبب منکشف ہوتا ہے۔ اگرچہ صدقیاہ نے میکایاہ کے گال پر طمانچہ مار کر طنزاً یہ سوال کیا کہ خداوند کی رُوح کس راہ میں ہو کے کس راہ سے گئی اور تجھ سے بولی۔ مگر پھر بھی اس سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب لوگ اس بات پر متفق تھے کہ ہر ایک نبی رُوح القدس سے الہام پاتا ہے۔ اور جب الیسع ایلیاہ کا جانشین ہونے کو تھا تو اُس نے یہی درخواست کی کہ اُس رُوح کا جو تجھ پر ہے مجھ پر دوہرا حصہ ہو۔ اور جب یردن کا پانی اُس کے آگے سے پھٹ گیا تو انبیازادے اس بات کے مُقِر ہوئے کہ خداوند کی رُوح الیسع پر اُتری۔ اور جس وقت وہ اپنے اور الیسع کے آقا کو ڈھونڈنا چاہتے تھے تو اُن کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا جانے خداوند کی رُوح نے اُسے اُٹھا کر کسی پہاڑ یا کسی وادی میں پھینک دیا ہو۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً لوگوں کے دلوں میں یہ خیال جما ہوا تھا کہ انبیاء رُوح القدس کے زیر ہدایت و حکومت رہتے ہیں۔

اور ایک نہایت نازک وقت پر جبکہ بنی موآب اور بنی عمون کے ٹڈی

ا امثال ۱: ۲۳ ۔ ۲ تواریخ ۱۵: ۱-۸ ۔ ۱ سلاطین ۱۸: ۱۲ ۔ ۱ سلاطین ۲۲: ۲۴
۲ سلاطین ۲: ۹ و ۱۵ و ۱۶

دل لشکر یروشلم پر چڑھ آور ہوئے اور یہوسفط نے یہ دعا مانگی کہ اے ہمارے خدا کیا تو اُن کو سزا نہیں دیگا کیونکہ اُس بڑے انبوہ کے مقابل جو ہم پر چڑھ آتا ہے ہم کچھ طاقت نہیں رکھتے اور کون کام کرنا ہے سو بھی نہیں جانتے بلکہ ہماری نگاہ تجھ پر ہے۔ تو سارے بنی یہوداہ کی نظر کے سامنے جو اُس وقت اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ خداوند کے حضور کھڑے تھے یحزی ایل بن زکریاہ بن بنایاہ بن یعی ایل بن متنیاہ ایک لاوی پر جو بنی آسف میں سے تھا خداوند کی رُوح جماعت کے بیچ میں اتر آئی اور اُس نے کہا کہ اے سارے بنی یہوداہ اور یروشلم کے باشندو اور تو بھی اے بادشاہ یہوسفط کان لگا کے سُنو خداوند تمہیں یُوں فرماتا ہے کہ تم اس بڑے انبوہ سے مت ڈرو اور نہ گھبراؤ کیونکہ جنگ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی ہے۔ اور یہ آواز خداوند کی آواز تھی چنانچہ لکھا ہے کہ یہوسفط نے جھک کے منہ کے بل گر کے سجدہ کیا اور تمام یہوداہ اور یروشلم کے رہنے والوں نے بھی خداوند کے آگے گر کے خداوند کو سجدہ کیا ؎

اور جب یہوداہ کے بادشاہ اور سردار اپنے باپ دادا کے خداوند خدا کے گھر کو چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرنے لگے اور اگرچہ خدا نے اُن پاس نبی بھیجے تاکہ اُن کو پھرا لائیں مگر پھر بھی وہ اُن کے سُننے والے نہ ہوئے تو لکھا ہے کہ خدا کی رُوح یہویدع کاہن کے بیٹے زکریاہ پر نازل ہوئی سو اُس نے اونچے پر کھڑے ہو کے لوگوں سے کہا خدا یُوں فرماتا ہے تم کیوں خداوند کے حکموں سے باہر جاتے ہو تم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اس لئے کہ تم نے خداوند کو چھوڑ دیا ہے سو وہ تمہیں بھی چھوڑ دیگا۔ تب انہوں نے اُس کی مخالفت میں ہجوم کر کے بادشاہ کے حکم سے خداوند کے گھر کے صحن میں اُسے پتھراؤ کیا ..... اور مرتے وقت اُس نے کہا خداوند دیکھے اور انتقام لے۔ زکریاہ کے دم مرگ کی یہ شہادت جس پر اُس نے اپنے خون سے مہر کی اس وجہ سے خاص کر قابل یادگار ہے کہ غالباً خداوند نے اُن دردناک کلمات میں جو اُس نے پچھلے مرتبہ یروشلم کی نسبت زبان مبارک سے فرمائے زکریاہ بن برخیاہ کے نام سے اسی زکریاہ بن یہویدع کی طرف اشارہ کیا۔ برخیاہ اور یہویدع غالباً ایک ہی شخص تھے۔ یہودیوں

۱؎ تواریخ ۲۰: ۱-۲۰ ؛ ۲؎ تواریخ ۲۴: ۲۰-۲۲ ۳؎ متی ۲۳: ۳۵

میں اکثر ایک آدمی کے دو نام ہوا کرتے تھے۔ خصوصاً جب پہلے نام میں یہوواہ کا نام آتا تھا تو ایک اور نام بھی رکھ لیا جاتا تھا۔ پس اگر زکریاہ کے باپ کے بھی دو نام تھے تو کچھ جائے تعجب نہیں۔ مانا کہ اُوریاہ زکریاہ کے بعد قتل ہوا مگر چونکہ عبرانی بائبل میں تواریخ کی کتابیں جن میں زکریاہ کی شہادت کا حال درج ہے کتب عہد عتیق کے مجموعے کا آخری جزو ہیں اس لئے گو وقت کے اعتبار سے اُوریاہ کی شہادت زکریاہ کی شہادت کے بعد ہوئی تاہم کتب عہد عتیق کی ترتیب کے لحاظ سے زکریاہ آخری شہید سمجھا جا سکتا ہے۔ پس خداوند کے ان کلمات میں کہ ہابیل راستباز کے خون سے لے کر برخیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک۔ کل راستباز جو زمانہ سلف میں یہودیوں کے ہاتھ سے قتل ہو گئے شامل ہیں اور جو بیان کتب موسومہ بہ تواریخ میں درج ہے اُس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رُوح القدس ہی سے قوت پا کر زکریاہ نے حق پر گواہی دی اور مصیبت اُٹھائی اور جان دینی قبول کی ؎

اب ہم جلیل القدر مبشر یسعیاہ نبی کے اقوال جو روح القدس سے متعلق ہیں جمع کرتے ہیں وہ بنی اسرائیل کی بحالی کے ذکر میں اُس مبارک زمانہ کی خبر دیتا ہے جبکہ خداوند صیہون کی بیٹیوں کی گندگی کو دھو ڈالیگا اور یروشلم کا لہو اُس کے درمیان سے عدل اور جلانے کی رُوح سے صاف کریگا۔ کیا اس آیت میں صاف صاف اشارہ اُس آگ کے بپتسمہ کی طرف نہیں جس کی خبر یوحنا بپتسمہ دینے والے نے منادی کی۔ بعد ازاں وہ مسیح کے جلال کی پیشین گوئی کر کے کہ کنواری عورت سے پیدا ہو کر عمانوایل کہلائیگا، سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ یسّی کے تنے سے کونپل کی طرح نکلیگا۔ رُوح القدس کے اُس مسیح کا جو خداوند نے بے حساب پایا تھا اس طرح ذکر کرتا ہے خداوند کی رُوح اُس پر ٹھہریگی۔ حکمت اور خرد کی رُوح مصلحت اور قدرت کی رُوح معرفت اور خداوند کے خوف کی رُوح۔ اور وہ خداوند کے خوف کی بابت تیز فہم ہوگا۔ پھر جہاں وہ نافرمان اسرائیل کو تنبیہ کرتا ہے تو اُن کا بڑے سے بڑا گناہ یہی قرار دیتا ہے کہ وہ منصوبے باندھتے ہیں پر میری رُوح کی طرف سے نہیں۔ اور صیہون کی تباہی کی پیشین گوئی میں خبر دیتا

۱؎ یسعیاہ ۴: ۴ ۲؎ یسعیاہ ۷: ۱۴ ۳؎ یسعیاہ ۹: ۶ ۴؎ یسعیاہ ۱۱: ۱

ہے کہ اُس وقت تک تباہی رہیگی جب تک کہ عالم بالا سے رُوح ہم پر اُنڈیلی نہ جاوے[1] اور عدلوم کی پیشین گوئی میں کہتا ہے کہ جنگلی جانور اُسے اپنا مسکن بنائینگے۔ کیونکہ خداوند کی رُوح نے اُنہیں جمع کیا ہے[2] اور جو عظیم الشان پیشین گوئی یشعیاہ نبی کی کتاب کے پچھلے ۲۷ بابوں میں درج ہے اُس میں بھی جابجا رُوح القدس کی قدرت ظاہر ہوتی ہے[3]۔ چنانچہ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ رُوح القدس ہی کے قبضہ میں زندگی اور موت ہے۔ مخلوقات کی بڑی سے بڑی چیزیں اُسی کی بنائی ہوئی ہیں۔ ازلی باپ نے اُسی سے مسیح کو ممسوح کیا۔ اُسی سے وہ کلیسیا کو سیراب اور تروتازہ کرتا ہے۔ وہی باپ کے ساتھ بیٹے کے بھیجنے میں شامل ہے۔ وہی دشمنوں کا غرور ڈھاتا ہے اور اپنوں کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ وہی نجات دہندہ کے ساتھ رہا۔ جبکہ اُس نے خدا کی طرف سے رحمت کا پیغام آدمیوں کو پہنچایا[4]۔ اور جو سلوک خدا نے زمانہ گزشتہ میں بنی اسرائیل سے کئے تھے اُن کے ذکر میں یشعیاہ نبی جتاتا ہے کہ وہ رُوح القدس ہی تھا جس کو اُنہوں نے اپنی ناحسانمندی سے غمگین کیا تھا۔ اُسی نے اُنہیں اپنی ہیکل بنایا تھا۔ وہی اُنہیں بیابان کی راہ سے کنعان کی موعودہ آرام گاہ میں لایا تھا۔

یرمیاہ نبی کی کتاب میں رُوح القدس کا نام تو نہیں آیا۔ لیکن جو خاص کام اُسی سے متعلق ہے اُس کا بہت ذکر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنی شریعت کو اُن کے اندر رکھونگا اور اُن کے دل پر اُسے لکھونگا[5] اور حزقیل نبی کی ذی شان پیشین گوئیوں میں جو سونے فرشتوں اور اُن کے عجیب پہیوں کو رُوح ہی چلاتی ہے۔ رُوح ہی نے نبی میں داخل ہوکر اُسے اُس کے پاؤں پر کھڑا کیا۔ اور آسمان اور زمین کے درمیان اُٹھایا۔ اور اُسے عالم رویا میں کسدیوں کے ملک میں پہنچایا۔ اور اُس سے کہا کہ کہہ خداوند یوں کہتا ہے۔ اور خشک ہڈیوں

[1] یسعیاہ ۳۲: ۱۵ و ۳۴: ۱۶ [2] یسعیاہ ۴۰: ۷ [3] یسعیاہ ۴۲: ۱ و ۴۴: ۳ و ۴۸: ۱۶ و ۶۱: ۱ و ۵۹: ۱۹ و ۲۱ [illegible] [4] یسعیاہ ۶۳: ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ [5] یرمیاہ ۳۱: ۳۳ مقابلہ کرو عبرانیوں ۸: ۱۰ [6] حزقیل ۱: ۱۲ و ۲۰ و ۲: ۲ و ۳: ۱۲ و ۱۴ و ۲۴ و ۸: ۳ و ۱۱: ۱ و ۵ و ۲۴ و ۴۳: ۵

والے رویا میں بھی اسی امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ خدا کی رُوح مُردہ دلوں کو ازسرِنو حیات بخشیگی[1]۔ اور نبی نے ہیکل کے عظیم الشان رویا کے نقل کرنے سے پہلے یہی آخری پیغام بنی اسرائیل کو دیا کہ میں پھر کبھی اُن کی طرف سے اپنا منہ نہیں چھپاؤنگا کیونکہ میں اپنی رُوح اہل اسرائیل پر انڈیلونگا خداوند یہوواہ کا کہنا ہے[2]۔

دانیال اس قدر دانشمند تھا کہ نبوکدنضر اور بیلشضر بادشاہوں کو بمجبوری یہ اقرار کرنا پڑا کہ اُس میں مقدس الہوں کی رُوح تھی[3] اور اُس کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ خبر دے کہ مسیح رُوح القدس سے مسح کیا جائیگا۔ اور دُنیا کے کفارہ کے لئے قتل ہوگا[4]۔ یوئیل نبی نے الہام سے کلیسیا پر رُوح القدس کے نازل ہونے کی پیشین گوئی کی[5]۔ میکاہ جوش ایمان کے سبب بنی اسرائیل سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا خداوند کی رُوح کوتاہ ہو گئی۔ اور ادائے خدمت پر اپنے مستعد ہونے کی یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ میں خداوند کی رُوح کے سبب سے قوت اور راستی اور دلاوری سے بھرا ہوں تاکہ یعقوب کو اُس کا گناہ اور اسرائیل کو اُس کی خطا جتاؤں[6] اور جب بنی اسرائیل بابل سے واپس آئے پر نہایت کمزور تھے تو اُس حالت میں اُن کو اس کلام سے تقویت دی گئی۔ میری رُوح تمہارے درمیان رہتی ہے۔ مت ڈرو[7]۔ اُنہیں یہ بھی بتایا گیا کہ رُوح القدس ہی کی مدد سے ہیکل بنیاد سے لیکر سرے کے پتھر تک تعمیر ہوئی۔ پھر اُن کے باپ دادا کے ذمہ بڑا گناہ یہی تھا کہ اُنہوں نے رُوح القدس کی ہدایت قبول نہ کی تھی[8]۔ اور اُن کی آئندہ کی اُمید اسی وعدہ پر مبنی تھی کہ میں داؤد کے گھرانے پر اور یروشلم کے باشندوں پر فضل اور مناجات کی رُوح برساؤنگا[9]۔ اور ملاکی نبی جس کی کتاب پر مجموعۂ عہد عتیق ختم ہوتا ہے یہیں یہ جتاتا ہے

[1] حزقیل ۱۱: ۱۹ و ۱۸: ۳۱ و ۳۶: ۲۶ و ۲۷ و ۳۷: ۹ و ۱۴ [2] حزقیل ۳۹: ۲۹ [3] دانیال ۴: ۸ و ۹ و ۱۸ و ۵: ۱۱ و ۱۴ [4] دانیال ۹: ۲۴ و ۲۶ [5] یوئیل ۲: ۲۸ و ۲۹ [6] میکاہ ۲: ۷ و ۳: ۸ مقابلہ کرو نحمیاہ ۹: ۳۰ [7] حجی ۲: ۵ [8] زکریاہ ۴: ۶ و ۷ [9] زکریاہ ۷: ۱۲ [10] زکریاہ ۱۲: ۱۰

کہ رُوح کا بقیہ خدا کے پاس اُس کے لوگوں کے لئے ہنوز باقی ہے۔ انجیل
زمانۂ مسیح سے پہلے کتب عہد عتیق میں اسی سے زیادہ ایسے علانیہ اشارے پائے جاتے
ہیں جن سے رُوح القدس کی موجودگی اور قدرت صاف صاف ظاہر ہوتی ہے ۔

یہ ایک نہایت دلچسپ سوال ہے کہ جو روح القدس کے کام کا اظہار کتب عہد عتیق میں مختلف وقتوں پر کیا گیا اُس میں کچھ ترقی کے آثار نمایاں ہیں یا نہیں ہم بے تامل کہہ سکتے ہیں کہ جو شخص اس امر پر غور کریگا اُس کو ایسے آثار ضرور ملینگے توریت اور ایوب کی کتاب میں خاصکر رُوح القدس کی اُس قدرت کا اظہار ہے جو دُنیا کی پیدائش اور نظم ونسق سے متعلق ہے ۔ تواریخی کتابوں میں خاصکر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے بنی اسرائیل کے جوانمردوں کو لڑنے کی قوت دی ۔ بادشاہوں کو ملکی انتظام کے لئے مسح کیا ۔ اور نبیوں کو معجزوں کی طاقت عطا کی ۔ زبور کی کتاب سے یہ روشن ہوتا ہے کہ وہ انسان کے دل کو تبدیل کرتا ہے اور پاک بناتا ہے ۔ اور تسکین بخشتا ہے ۔ یشعیاہ کی کتاب میں ایام مسیح کی بشارات مندرج ہیں ۔ حزقیل کی کتاب میں آسمانی راز ۔ دانیال کی کتاب میں مسیح کا کفارہ کی قربانی کے لئے مسح ہونا مرقوم ہے یوئیل کی کتاب میں رُوح القدس کے کلیسیا پر نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے ۔ ذکریاہ کی کتاب میں آخری زمانہ کے بڑے جلال کا پہلے سے ذکر کیا گیا ہے ۔

بیان مذکورہ بالا جو کتب عہد عتیق سے اقتباس کیا گیا گویا صبح صادق کا نور تھا ۔ جو آفتاب صداقت کے طلوع ہونے سے پہلے نمودار ہوا تھا ۔ پس اب ہم کتب عہد جدید کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ۔ اُن سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارا خداوند رُوح القدس ہی کی قدرت سے کنواری مریم کے پیٹ میں مجسم ہوا چنانچہ جبرئیل نے پہلے سے کنواری مریم کو اس امر کی بشارت دی اور بعد ازاں اُسی فرشتہ یا کسی دوسرے فرشتہ نے یوسف کو بھی اس امر سے مطلع کیا ۔ اُسی رُوح کے الہام سے الیشبا نے مریم کے آنے پر اپنی خوشی ظاہر کی ۔ اور جب یوحنا پیدا ہوا تو اُس کے باپ ذکریاہ نے نبوت کی اور یوحنا خود بھی اپنی ماں کے پیٹ سے رُوح القدس سے بھر گیا ۔ رُوح القدس

۱ ملاکی ۲ : ۱۵ ۲ لوقا ۲ : ۳۵ ۳ متی ۱ : ۱۸ و ۲۰ ۴ لوقا ۱ : ۱۵ و ۴۱ و ۶۷ ۔

جس نے بوڑھے شمعون کو مسیح کی پیدائش سے آگاہ کیا ۔ اور اسی کی ہدایت سے جس وقت مسیح کو ہیکل میں لائے عین اُسی وقت وہ بھی ہیکل میں آیا ۔ اور یوحنا بپتسمہ دینے والے کی منادی کا لُبّ لباب بھی یہی تھا ۔ وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے زور آور ہے میں اُس کی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں رُوح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا ۔

رُوح القدس سے جو مدد خداوند کو ملی اُس کا مفصل بیان آگے آئیگا پس یہاں صرف اتنا ہی لکھنا کافی ہے کہ جب رُوح القدس بپتسمہ کے وقت خداوند پر بشکل کبوتر نازل ہوا تو اُس وقت خداوند نبوت کے منصب پر مامور ہوا ۔ اسی علامت سے یوحنا پر یہ بات ثابت ہو گئی کہ خداوند ہی وہ رُوح سے بپتسمہ دینے والا تھا جس کی اُس نے پہلے سے خبر دی تھی یعنی مسیح جسے باپ رُوح بے حساب دیتا ہے ۔ یہی رُوح اُسے شیطان سے آزمائے جانے کے لئے بیابان میں لے گئی اور جبکہ وہ آسمانی بادشاہت کی خوشخبری دینے کے لئے بیابان سے لوٹا آیا تو اُسی رُوح سے معمور تھا یہی رُوح اُس نئی پیدائش کی بانی ہے جس کے بغیر کوئی مسیح کے قول کے موافق اُس کا سچا شاگرد نہیں ہو سکتا ۔ یہ ہی رُوح القدس وہ نعمت عظمیٰ ہے جس کے مانگنے کی خداوند نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی ۔ اُس کے فیض سے وہ بے تکلف ہر بات کا جواب دے سکتے تھے ۔ اُسی کی مدد سے خداوند نے معجزے کئے ۔ اُسی کے خلاف کفر کے کلمے بولنے کی نسبت اُس نے لوگوں کو نہایت سنجیدہ طور سے متنبہ کیا ۔ اُسی کا حلم اختیار کرنے کی

۱ لوقا ۲ : ۲۶ و ۲۷ ۲ متی ۳ : ۱۱ + مرقس ۱ : ۸ + لوقا ۳ : ۱۶ + یوحنا ۱ : ۳۳ ۳ متی ۳ : ۱۶ و ۱۷ + مرقس ۱ : ۱۰ و ۱۱ + لوقا ۳ : ۲۱ و ۲۲ ۴ یوحنا ۱ : ۳۲ و ۳۳ ۵ یوحنا ۳ : ۳۴ ۶ متی ۴ : ۱ + مرقس ۱ : ۱۲ + لوقا ۴ : ۱ ۷ لوقا ۴ : ۱ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ ۸ یوحنا ۳ : ۳ - ۸ ۹ متی ۷ : ۱۱ مقابلہ لوقا ۱۱ : ۱۳ ۱۰ متی ۱۰ : ۲۰ + مرقس ۱۳ : ۱۱ + لوقا ۱۲ : ۱۲ ۱۱ متی ۱۲ : ۲۸ ۱۲ متی ۱۲ : ۳۱ و ۳۲ + مرقس ۳ : ۲۹ + لوقا ۱۲ : ۱۰ ۱۳ لوقا ۹ : ۵۵ ۔

اُس نے اپنے شاگردوں کو فہمائش کی[۱]۔

اور جب اُس نے عید کے پچھلے دن آوازِ بلند لوگوں کی دعوت کی تو اُس سے یہی مراد تھی کہ وہ اُس کے پاس آ کر رُوح القدس لیں[۱]۔ اُس کے قول کے موافق کلامِ الٰہی رُوح ہی کے الہام سے لکھا گیا۔ یہی وہ دوسرا تسلی دینے والا تھا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے نکلتی ہے۔ اُسی کو باپ خداوند کے نام سے اُس کے شاگردوں کے پاس بھیجنے کو تھا تاکہ وہ ہمیشہ اُن کے ساتھ رہے۔ اُسی کی نسبت جس رات کہ خداوند گرفتار ہوا اُس نے نہایت عجیب کلمات فرمائے۔ اُسی رُوح سے مسوح ہو کر اُس نے اپنی جان دی تاکہ اُسے پھر لے[۳]۔ اور اُس نے اپنے رسولوں کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ دینے کا حکم دیا جس سے بخوبی آشکارا ہوتا ہے کہ رُوح القدس باپ اور بیٹے کے ساتھ واحد خدا ہے[۴]۔ اور کوہِ زیتون کو جانے سے پہلے اُس نے اپنے شاگردوں سے یہ کلمات زبانِ مبارک سے فرمائے کہ دیکھو میں اپنے باپ کے اُس موعود کو تم پر بھیجتا ہوں لیکن تم جب تک عالمِ بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو یروشلم شہر میں ٹھہرو[۵]۔

رسولوں کے اعمال کی کتاب میں جس کو بعض نے انجیلِ رُوح کا لقب دیا ہے اور جو گویا لوقا کی انجیل کا تتمہ ہے مذکور ہے کہ جو چالیس دن خداوند کے جی اُٹھنے اور آسمان پر جانے کے درمیان گذرے اُن میں اُس نے رُوح القدس سے رسولوں کو حکم دیا اور رُوح کے بپتسمہ کا وعدہ بھی زیادہ توضیح کے ساتھ مکرر فرمایا[۶]۔ اس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ پطرس نے خداوند کی طرح کتابِ مقدس کے

لوقا ۹ : ۵۵ - تم نہیں جانتے کہ تم کیسی رُوح کے ہو یعنی تم اس سے ناواقف ہو کہ مسیح کی رُوح نرم حلیم کبوتر کی مانند رُوح ہے۔ ایسی رُوح تم مجھ میں دیکھتے ہو۔ ایسی ہی رُوح میں نے تمہیں دی ہے تاکہ تم اپنی خدمت کو انجام دے سکو۔ یہ فضل کا دن ہے تحمل اور صبر اور محبت کا وقت ہے۔

۱ یوحنا ۷ : ۳۷ و ۳۹ + متی ۲۲ : ۴۳ + مرقس ۱۲ : ۳۶ + یوحنا ۱۴ : ۱۶ و ۱۷ و ۲۶ و ۱۵ : ۲۶ و ۱۶ : ۷ - ۱۴ ۳ یوحنا ۱۰ : ۱۷ و ۱۸ + عبرانیوں ۹ : ۱۴ + رومیوں ۸ : ۱۱ ۴ متی ۲۸ : ۱۹ ۵ لوقا ۲۴ : ۴۹ ۶ اعمال ۱ : ۲ و ۵ و ۸

لکھنے والوں کے کلام کو رُوح القدس کا کلام سمجھا۔ اُس میں رُوح القدس کے اوّل مرتبہ شان و شوکت کے ساتھ نازل ہونے کے حالات مفصّل بیان کئے گئے ہیں[۱]۔ اُس میں لکھا ہے کہ پطرس نے رُوح القدس سے معمور ہو کر قوم کے سرداروں اور بزرگوں کو جواب دیا[۲]۔ اور جب وہ اور یوحنا اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے اور دُعا مانگ چکے۔ وہ مکان جہاں وہ جمع تھے ہلایا گیا اور سب رُوح القدس سے بھر گئے اور خدا کا کلام دلیری سے سُنانے لگے[۳]۔ اُس میں حننیاہ اور سفیرہ کی عبرت انگیز موت کا حال درج ہے[۴] جس سے لوگوں کے دلوں پر رُوح القدس کا رُعب و داب مسلط ہوا۔ اُس میں مذکور ہے کہ رُوح القدس نے مسیح کے عروج پر شہادت دی۔ خادموں کو الٰہی خدمت کے لائق بنایا[۵]۔ سب سے پہلے شہید استیفان کو اُس کی خدمت کے بجالانے کی توفیق بخشی[۶]۔ اور موت کے لئے مستعد کیا[۷]۔ علی ہذا فیلبوس نے جو سامریہ میں کلام کیا اُس کی صداقت پر رُوح نے گواہی دی اور فیلبوس کو خوجہ کے پاس جانے کی ہدایت دی اور جب وہ پیغامِ حیات دے چکا وہ اُس کے پاس سے اُسے لے گیا[۸]۔ اسی طرح رُوح القدس نے ترسوس کے باشندے ساؤل کو جسے خدا نے اپنی رحمت سے مسیح کا نام ظاہر کرنے کے لئے منتخب کیا تھا اپنے سے معمور کیا۔ کلیسیا کو تسلی دی۔ اور بڑھایا[۹]۔ پطرس کو حکم دیا کہ وہ کرنیلیس اور اُس کے خاندان کو انجیل سُنائے[۱۰]۔ اور جب وہ بول رہا تھا تو رُوح القدس نے سامعین پر نازل ہو کر اُس کے کلام کی نسبت اپنی خوشنودی ظاہر کی جس سے مخالفین پر بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ خدا نے حیات کا دروازہ غیر قوموں پر بھی کھول دیا[۱۱]۔ جو لوگ انطاکیہ میں ایمان لائے تھے اُن کو برنباس نے رُوح القدس سے معمور ہونے کے سبب پُر تاثیر نصیحت کی اور اگبوس پر رُوح القدس نے یہ بات ظاہر کی کہ تمام مملکت میں بڑا کال

۱ اعمال ۲ و ۱۶ ۲ اعمال ۴ : ۸ - ۱۲ ۳ اعمال ۴ : ۳۱ - ۲۳ ۴ اعمال ۵ : ۱ - ۱۱ ۵ اعمال ۵ : ۳۲ و ۶ : ۳ ۶ اعمال ۶ : ۵ و ۷ : ۵۵ ۷ اعمال ۸ : ۱۵ - ۱۷ ۸ اعمال ۸ : ۲۹ و ۳۹ ۹ اعمال ۹ : ۱۷ و ۳۱ ۱۰ اعمال ۱۰ : ۱۹ ۱۱ اعمال ۱۰ : ۴۴ - ۴۷

پڑھیگا۔ علاوہ ازیں اول مرتبہ رسول غیر قوموں میں انجیل کی منادی کرنے کے لئے
رُوح القدس ہی کے حکم سے بھیجے گئے۔ چنانچہ صاف لکھا ہے کہ جب وہ (یعنی
انطاکیہ کی کلیسیا کے نبی اور معلم) خداوند کی بندگی کرتے اور روزہ رکھتے تھے
رُوح القدس نے کہا میرے لئے برنباس اور ساؤلوس کو الگ کرو اُس کام کے
لئے جس کے واسطے میں نے اُنہیں بلایا ۔ ۔ ۔ پس وہ رُوح القدس کے بھیجے
ہوئے سلوکیہ کو گئے[1]۔ پولوس کو رُوح القدس ہی کے الہام سے الیماس کے دل
کا حال دریافت ہوا[2]۔ اور باوجود ستائے جانے کے انطاکیہ واقع ملک
پسدیہ میں شاگرد خوشی اور رُوح القدس سے معمور ہوتے گئے[3]۔ اور جبکہ اول مرتبہ کلیسیا
یروشلم میں صلاح و مشورہ کے لئے جمع ہوئی تو رُوح القدس اُس کا ہادی تھا۔
کیونکہ رسولوں اور بزرگوں اور بھائیوں نے اپنے خط میں یہ لکھا کہ رُوح القدس
اور ہم نے بہتر جانا[4]۔ رُوح القدس سفر میں پولوس اور سیلاس پر حکم کرتا تھا۔
چنانچہ اُس نے اُن کو آسیہ میں کلام کے سنانے سے منع کیا اور جب وہ ملک
بتونیہ کو جانے کی تدبیر میں تھے تو رُوح نے اُنہیں جانے نہ دیا[5]۔ جو شاگرد پولوس
کو افسس میں ملے اُنہیں رُوح القدس کے موعودہ نزول کی مطلقاً خبر نہ تھی
لیکن جب اُنہوں نے خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ پایا اور پولوس نے اُن پر ہاتھ رکھے
تو رُوح القدس اُن پر نازل ہوا اور اس طرح اس بڑے شہر میں بھی کلیسیا
کی بنیاد قائم ہوئی[6]۔ اور پولوس رُوح القدس کا بندھا ہوا یروشلم کو گیا۔ اور وہ
قید سے نہ گھبرایا جس کی رُوح القدس نے کئی شخصوں کی معرفت اُسے پہلے سے
خبر دی تھی[7]۔ اور اُس نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ افسس کے بزرگوں کو یہ بات
یاد دلائی کہ رُوح القدس نے تمہیں کلیسیا کا نگہبان اس لئے بنایا ہے کہ تم خدا
کے گلہ کی نگہبانی کرو[8]۔ اور اُس نے روم میں غیر قوموں کی طرف متوجہ ہونے سے

[1] اعمال ۱۳: ۱۔۴ [2] اعمال ۱۳: ۹ [3] اعمال ۱۳: ۵۲ [4] اعمال ۱۵: ۲۸
[5] اعمال ۱۶: ۶ و ۷ [6] اعمال ۱۹: ۶ [7] اعمال ۱۹: ۲۱ و ۲۰: ۲۲، ۲۳ و ۲۱: ۱۱۔
[8] اعمال ۲۰: ۲۸۔

پہلے اُن یہودیوں کو جو ایمان نہ لائے تھے آخری مرتبہ اس طرح متنبہ کیا کہ رُوح
القدس نے یسعیاہ نبی کی معرفت ہمارے باپ دادوں سے خوب کہا کہ اس قوم کے
پاس جا اور کہہ کہ تم کانوں سے سنو گے پر نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو
گے پر دریافت نہ کرو گے[1]۔ الغرض صرف رسولوں کے اعمال میں پچاس مرتبہ
سے زیادہ رُوح القدس کا نام مبارک آیا ہے ۔

رسول پولوس کے خطوط کے بعض باب رُوح القدس کے کاموں کی تجلی
سے آسمان کے چمکدار ستاروں کی طرح روشن ہیں مثلاً رومیوں ۸ باب۔ ۱ کرنتھیوں ۲
و ۱۲ باب ۲ کرنتھیوں ۳ باب گلتیوں ۵ باب لیکن ہم بہ ترتیب ان مکتوبات کی شہادت پیش
کرینگے۔ رومیوں ۵ باب ۵ سے واضح ہوتا ہے کہ جو دریائے محبت الٰہی بندگان
خدا کے دلوں میں جوش زن ہوتا ہے۔ اُس کا سرچشمہ رُوح القدس ہی ہے[2]۔
اور مذکورۃ الصدر ۸ باب میں ایمانداروں کی نسبت یہ مرقوم ہے کہ وہ رُوح حیات
کی شریعت سے آزادی پاتے ہیں۔ رُوح کے طور پر چلتے ہیں۔ رُوح کی پیروی
کرتے ہیں۔ رُوحانی مزاج رکھتے ہیں۔ رُوح میں رہتے ہیں۔ اور رُوح اُن میں
بستی ہے۔ اور علامت مسیح کی شاگردی کی ہے۔ اور چونکہ وہ اُس کی رُوح
ہے جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جلایا اس لئے وہ بھی اُس کی وساطت
سے جلائے جائینگے۔ پھر لکھا ہے کہ وہ رُوح سے جسم کی بدعادتوں کو مارتے ہیں
رُوح کی راہ پر چلتے ہیں۔ اور وہ اُن میں لے پالک ہونے کی رُوح ہے۔ وہ اُن
کی رُوح کے ساتھ گواہی دیتی ہے کہ وہ خدا کے فرزند ہیں۔ پھر آیا ہے کہ وہ
اس زندگی میں صرف رُوح کا پہلا پھل پاتے ہیں اور وہ دعا میں اُنکو تقویت
بخشتی ہے اور اُن میں ہو کر اُن کے لئے سفارش کرتی ہے اور جو دلوں کا

* ناظرین پر واضح ہو کہ مصنف نے یہ الفاظ [illegible] رُوح [illegible]
[illegible]
تیرے ساتھ قوم سے علاقہ نہیں رکھتے بلکہ مسیح کی انسانی رُوح سے متعلق ہیں ۔

[1] اعمال ۲۸: ۲۵، ۲۶ [2] رومیوں ۵: ۵ [illegible] رومیوں ۸: ۱۱ ۱ کرنتھیوں ۳: ۱۶ [illegible] افسیوں ۲: ۱۸

جانچنے والا ہے رُوح کے مطلب کو جانچتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق مقدس لوگوں کے لئے سفارش کرتی ہے۔ رُوح القدس کے کام کی طرف اِسی ایک باب میں سترہ اشارے ہیں۔ اور آئندہ بابوں سے منکشف ہوتا ہے کہ پولوس کو بنی اسرائیل سے جو دلی محبت تھی اُس کا شاہد رُوح القدس تھا۔ اور اُس نے اُسی رُوح القدس کی خوشی کو خدا کی بادشاہت کا اعلےٰ سے اعلےٰ نشان قرار دیا۔ اور یہ تمنا ظاہر کی کہ جن کو اُس نے یہ خط لکھا اُن کی اُمید رُوح القدس کی قدرت سے روز بروز بڑھتی جائے۔ اور وہ یہ اُمید رکھتا تھا کہ غیر قومیں رُوح القدس سے پاک ہو کر خدا کے لئے مقبول ہدیہ بن جائینگی۔ اور جو معجزے اُس سے ہوئے رُوح القدس ہی کی قدرت سے ہوئے تھے۔ اور اُس نے خداوند یسوع مسیح اور رُوح القدس کا واسطہ دے کر اپنے حق میں رُوم کے مسیحیوں سے دُعائیں طلب کیں۔

اور کرنتھیوں کے پہلے خط کے دوسرے باب میں مقدس پولوس صرف یہی نہیں کہتا کہ اُس کی منادی رُوح اور قدرت سے ثابت ہوتی تھی۔ بلکہ یہ بھی صاف صاف لکھتا ہے کہ جو راز آنکھوں نے نہ دیکھے اور کانوں نے نہ سُنے وہ خدا نے اپنی رُوح کے وسیلے سے اُن پر دیئے خود اُس پر اور اَور رسُولوں پر اور اُن کی تعلیم کے ذریعہ سے سب ایمانداروں پر کھولے اور رُوح ساری باتوں کو بلکہ خدا کی گہری باتوں کو بھی دریافت کر لیتی ہے۔ اور جس طرح آدمی کے بھید آدمی کی رُوح ہی جانتی ہے اُسی طرح خدا کے بھید بھی خدا کی رُوح ہی جانتی ہے اور یہی رُوح رسولوں نے پائی تھی اور وہ اسی کے سکھائے ہوئے کلمات سے خدا کی باتوں کی تعلیم دیتے تھے۔ جن کو نفسانی لوگ نہ سمجھ سکتے تھے مگر جو رُوح سے پیدا ہوئے تھے وہ اُن کو سمجھتے اور قبول کرتے تھے۔ اس کے بعد رسُول دو دفعہ یہ فرماتا ہے کہ مقدسوں کے بدن رُوح القدس کی

[1] رومیوں ۸: ۹ [2] رومیوں ۸: ۲۷ [3] رومیوں ۱۵: ۱۳، ۱۶، ۱۹ اور ۳۰ [4] ۱-کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۳، ۱۶ [5] ۱-کرنتھیوں ۶: ۱۱

ہیکل ہیں۔ یہی رُوح اُن کی راستبازی پر مُہر کرتی ہے۔ اور جو قواعد رسول نے کلیسیا کے لئے مقرر کئے اُن کی پابندی اِسی لئے واجب تھی کہ وہ خدا کی رُوح رکھتا تھا۔ اور رسُول بارھویں باب میں اُن طرح طرح کی عجائب و غرائب بخششوں کا ذکر کرتا ہے جو رُوح سے کلیسیا کو ملتی ہیں جس کے بغیر کوئی یسوع کو خداوند نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ایک کو رُوح سے حکمت کی بات ملتی ہے اور دوسرے کو اُسی رُوح سے علم کی بات اور کسی کو اُسی رُوح سے ایمان اور کسی کو اُسی رُوح سے چنگا کرنے کی نعمتیں اور کسی کو کرامتوں کی قدرتیں اور کسی کو نبوت اور کسی کو رُوحوں کی پہچان اور کسی کو طرح طرح کی زبانیں اور کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنا۔ لیکن وہی ایک رُوح یہ سب کچھ کرتی ہے۔ اور جیسا چاہتی ہے ہر ایک کو بانٹتی ہے اِسی ایک رُوح سے ہم سب بپتسمہ پا کر ایک جسم بنے ہیں اور اُسی رُوح کا پانی ہم سب کو پلایا گیا ہے۔

کرنتھی کلیسیا کے دوسرے خط میں یہ لکھا ہے کہ مقدس لوگ خدا سے رُوح القدس کا بیعانہ پاتے ہیں۔ اور وہ گویا مسیح کے خط ہیں جو زندہ خدا کی رُوح سے لکھے گئے ہیں۔ اور نئے عہد کے خادم رُوح کے خادم ہیں جو جلاتی ہے اور انجیل رُوح کی خدمت ہے۔ اور جہاں کہیں خداوند کی رُوح ہے وہیں آزادی ہے۔ اور ہم کو یہ بڑا استحقاق حاصل ہوا ہے کہ ہم بے حجابانہ خداوند کا جلال دیکھنے سے خداوند کی رُوح کے وسیلے اُس کے ہمشکل ہوتے جاتے ہیں۔ رُوح القدس ہی سے لوگوں پر یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ رسُول پولوس خدا کا خادم تھا اور جو ایمان میں رسُول کے فرزند تھے اُن کی نسبت اُس کو یہی فکر تھی کہ مبادا جو رُوح اُنہوں نے پائی تھی اُس کے سوا وہ کسی اَور رُوح کی طرف مائل ہو جائیں۔ اور رسُول نے اِن کلمات دعائیہ پر اِس خط کو ختم کیا۔ خداوند یسوع مسیح کا فضل اور خدا کی محبت اور رُوح القدس کی رفاقت تم سبھوں کے ساتھ رہے۔

[1] ۱-کرنتھیوں ۷: ۴۰ [2] ۱-کرنتھیوں ۱۲: ۳-۱۳ [3] ۲-کرنتھیوں ۱: ۲۲ [4] ۲-کرنتھیوں ۳: ۳، ۶، ۸، ۱۷ اور ۱۸ [5] ۲-کرنتھیوں ۶: ۴-۶ [6] ۲-کرنتھیوں ۱۱: ۴ [7] ۲-کرنتھیوں ۱۳: ۱۴

اور پولوس رسول گلتیوں کو بتاتا ہے کہ ایمان کے وسیلے سے انہوں نے روح پائی تھی پس اس طرح روح پاکر جسم سے کامل ہونے کی تمنا کرنی سراسر حماقت تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ خدا نے انہیں روح بخشی تھی۔ اور اسی کی وساطت سے ان میں معجزے ظہور میں آئے تھے۔ اور یہ بھی بتاتا ہے کہ مسیح نے اس لئے ہم کو مخلصی بخشی کہ ہم ایمان کے وسیلے سے موعودہ روح کو پائیں[1]۔ یہی روح بیٹے کی روح ہے جسے خدا ہمارے دلوں میں بھیجتا ہے اور جو ہم میں اے ابا یعنی اے باپ پکارتی ہے[2]۔ اسی روح کے سبب ہم انتظار کرتے ہیں کہ راستبازی کی امید بر آئیگی[3]۔ اس لئے ہم اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور نفس سے لڑتے ہیں وہی ہماری رہبر ہے۔ اور ہمارے دلوں میں اپنے آسمانی پھل پیدا کرتی ہے جو یہ ہیں[4] محبت۔ خوشی۔ سلامتی۔ صبر۔ خیر خواہی۔ نیکی۔ ایمانداری۔ فروتنی۔ پرہیزگاری[5]۔ اسی طرح ہم کو روح میں رہنا اور زندگی بسر کرنا لازم ہے۔ اور اسی طرح روح کے لئے بوکر ہم روح سے ہمیشہ کی زندگی کا پھل پائینگے[6]۔

افسیوں کے خط میں بھی روح القدس کی طرف کثرت سے اشارات پائے جاتے ہیں[7]۔ اسی کی مہر ایمانداروں پر وعدہ الٰہی کے موافق لگائی جاتی ہے۔ وہی حکمت اور مکاشفے کی روح ہے۔ اسی ایک روح سے ہم سب مسیح کے وسیلہ باپ کے پاس رسائی پاتے ہیں اور خدا کے لئے گویا مسکن بنتے ہیں[8]۔ اسی روح نے خداوند مسیح کا راز نئے عہد کے رسولوں اور نبیوں پر فاش کیا۔ اسی سے سب ایماندار اپنی باطنی انسانیت میں تقویت پاتے ہیں[9] وہی حقیقی یگانگت کا بانی ہے وہ ہمارا معاون ہوکر اپنے فضل وکرم سے ہمارے دلوں کو تبدیل کرکے نیا بناتا ہے۔ اپنے اس محبت اور شفیق کو ہمیں کسی نوع سے رنجیدہ کرنا نہ چاہئے۔ وہ ہم میں ہر قسم کی خوبی اور راستبازی اور سچائی کا پھل پیدا کرتا ہے[10] اُس سے معمور ہونے کے لئے ہمیں

[1] گلتیوں ۳: ۲ و ۵ و ۱۴۔ [2] گلتیوں ۴: ۶ [3] گلتیوں ۵: ۵ [4] ۱۶ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۵ [5] گلتیوں ۶: ۸ [6] افسیوں ۱: ۱۳ و ۱۷ [7] افسیوں ۲: ۱۸ و ۲۲ [8] افسیوں ۳: ۵ و ۱۶ [9] افسیوں ۴: ۳ و ۲۳ و ۳۰ [10] افسیوں ۵: ۹۔

کوشش کرنی چاہئیے۔ خدا کا کلام اسی کی تلوار ہے اور اسی کی مدد سے ہم ایسی دعا مانگیں[1] جو جناب باری میں مستجاب ہوں استقلال کے ساتھ مانگ سکتے ہیں[2]۔

فلپیوں کے خط سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کی امید نجات روح القدس کی مدد پر مبنی تھی[3] اور وہ روح کی رفاقت کو ان باتوں میں شمار کرتا تھا جن کے خیال سے مسیحی طور پر زندگی بسر کرنے کے لئے طبیعت کو نہایت رغبت ہوتی ہے اور یہ یقین رکھتا تھا کہ سچے مسیحیوں میں یہ علامت ضرور پائی جاتی ہے کہ وہ روح سے خدا کی عبادت[4] کرتے ہیں۔ کلسیوں کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ محبت سے کلیسیہ کی کلیسیا مزین تھی اس کی بانی روح ہی تھی[5]۔ تھسلنیکیوں کے خط سے مبرہن ہوتا ہے کہ انجیل نہ فقط لفظوں سے بلکہ قدرت اور روح القدس اور پورے اعتقاد کے ساتھ اُن کے پاس پہنچی اور انہوں نے کلام کو بڑی مصیبت میں روح القدس کی خوشی کے ساتھ قبول کیا۔ اور وہ اس امر سے آگاہ کئے گئے کہ خدا نے ایمانداروں کو پاک بننے کے لئے بلایا ہے۔ پس جو ناپاک کام کرتا ہے وہ اُس خدا کی حقارت کرتا ہے جس نے اپنی پاک روح انہیں بخشی۔ اور ان کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ روح کی آگ کو جس سے محبت الٰہی کا شعلہ دل میں بھڑکتا ہے نہ بجھانا چاہئے[6]۔ اور جس عجیب سلسلہ نجات کا شروع خدا کا ایمانداروں کو ازل سے چن لینا ہے اور انجام ابدی جلال اس کے درمیانی مراتب میں رسول نے روح کی پاکیزگی بخش تاثیر بھی شمار کی ہے[7]۔

تمطاؤس اور طیطس کے خطوط میں جو بالخصوص خادمان دین کے لئے کارآمد ہیں روح کی یہ صاف پیشین گوئی مندرج ہے کہ آخری زمانہ میں لوگ ایمان سے منحرف ہو جائینگے اور یہ بھی مذکور ہے کہ جو روح خدا نے ایمانداروں کو دی ہے وہ قدرت اور محبت اور ہوشیاری کی روح ہے اور اس امر کی تاکید کی گئی ہے کہ جو اچھی امانت خادمان دین کو ملی ہے۔ اُس کی نگہبانی انہیں روح القدس کے

[1] افسیوں ۶: ۱۷ [2] افسیوں ۶: ۱۸ [3] فلپیوں ۱: ۱۹ [4] فلپیوں ۲: ۱ و ۳: ۳ [5] کلسیوں ۱: ۸ [6] ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۵ و ۶ و ۴: ۷ و ۸ و ۵: ۱۹ [7] ۲ تھسلنیکیوں ۲: ۱۳ [8] ۱ تمطاؤس ۴: ۱۔

وسیلے سے کرنی چاہئے۔ اور یہ مرقوم ہے کہ خدا نے ہمیں اپنی رحمت کے مطابق نئے جنم کے غسل اور رُوح القدس کے سرِ نو بنانے سے بچایا ہے[21] ۔

عبرانیوں کے خط سے منکشف ہوتا ہے کہ نہ صرف نشان اور عجائبات اور معجزات انجیل کی منادی کرنے والوں سے ظہور میں آئے۔ بلکہ رُوح القدس کی تقسیم کی ہوئی بخششیں بھی اُن کو حاصل تھیں۔ اور جنہوں نے روشن ہو کر آسمانی بخشش کا مزہ چکھا تھا وہ رُوح القدس میں بھی شریک ہوئے تھے[22] ۔ اِسی خط میں زبور کی ایک آیت رُوح القدس کا قول قرار دی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ رُوح القدس ہی نے رُوحانی حقائق کے ظاہر کرنے کے لئے خیمہ کو جس شکل پر وہ بنایا گیا اُس شکل پر بنوایا تھا[23] ۔ اور خدا کے برّہ کی قربانی کے باب میں یہ مذکور ہے کہ وہ ازلی رُوح کے وسیلے سے گذرانی گئی[24] ۔

مقدّس یعقوب یہ سوال کرتا ہے کہ کیا جو رُوح ہم میں بستی ہے رشک کی طرف میلان رکھتی ہے[25] اور مقدّس پطرس اپنے پہلے خط میں مقدّسوں کے باب میں لکھتا ہے کہ وہ رُوح کی پاکیزگی بخش تاثیر سے فرمانبرداری کے لئے چُنے گئے ہیں۔ اور مسیح کی رُوح نے انبیاء سلف کی معرفت اُس کے دُکھوں اور جلال کی پیشین گوئی کی تھی۔ اور انجیل کی منادی کرنے والے رُوح القدس ہی کے وسیلے سے جو آسمان پر سے بھیجی گئی انجیل کی خوشخبری سُناتے تھے۔ اور انجیل قبول کرنے والوں نے حق کے تابعدار ہو کر رُوح کے وسیلے اپنے دل کو پاک کیا۔ اور جن لوگوں پر مسیح کے نام کے سبب لعن طعن ہوئی اُن پر جلال اور خدا کی رُوح نے قیام کیا[26] ۔ اور وہ اپنے دوسرے خط میں کتبِ مقدّسہ کے الہام کے باب میں یہ مستحکم شہادت درج کرتا ہے۔ کہ نبوّت آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ خدا کے مقدّس لوگ رُوح القدس کی تحریک کے سبب بولتے تھے[27] ۔ اور مقدّس یُوحنّا نے اپنے پہلے خط میں

[20] مکاشفات ۱: ۱۰ و ۱۴ [21] ططس ۳: ۵ [22] عبرانیوں ۲: ۴ و ۶: ۴ [23] عبرانیوں ۳: ۷ و ۱۰: ۱۵ ۔ عبرانیوں ۹: ۸ [24] عبرانیوں ۹: ۱۴ [25] یعقوب ۴: ۵ [26] ۱ پطرس ۱: ۲ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۲ و ۴: ۱۴ [27] ۲ پطرس ۱: ۲۱ ۔

صرف رُوح کے اُس مسح کا ذکر نہیں کیا جو مقدّس لوگ خداوند مسیح سے پاتے ہیں[1] ۔ بلکہ مسیح کے سچے شاگردوں کی یہ علامت بھی بتائی کہ اُس سے (یعنی رُوح سے) جو اُس نے ہمیں دی ہے ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم میں رہتا ہے[2] ۔ اور یہ لکھا کہ خدا کی رُوح جو سچائی کی رُوح ہے ہمیشہ کلمہ کے مجسّم ہونے کا اقرار کرتی ہے اور یہ بھی تحریر کیا کہ جو تین حق پر گواہی دیتے ہیں اُن میں سے ایک رُوح ہے[3] ۔ اور مقدّس یہوداہ بے دینوں کے باب میں تو یہ لکھتا ہے کہ رُوح اُن میں نہیں اور ایمانداروں کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اے پیارو تم آپ کو اپنے پاک ترین ایمان پر تعمیر کر کے رُوح پاک سے دُعا مانگتے ہوئے اپنے تئیں خدا کی محبّت میں محفوظ رکھو اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی رحمت کے منتظر رہو[4] ۔

اور اُس عجیب و غریب عالیشان کتاب میں جس پر عہدِ جدید کا مجموعہ ختم ہوتا ہے اوّل ہی فضل و سلامتی ازلی باپ اور ازلی بیٹے کے ساتھ سات رُوحوں یعنی رُوح القدس سے بھی چاہی گئی[5] اور جو رویتیں رسول نے دیکھیں اور لکھیں وہ سب رُوح ہی میں ہو کر دیکھیں[6] اور جو پیغامات سات کلیساؤں کو بھیجے گئے اُن کے کلمات رُوح ہی کے کلمات تھے اور حیات بخش رُوح ہی نے گواہوں میں آ کر اُن کو اُن کے پاؤں پر ایستادہ کیا[7] رُوح نے اُن لوگوں کو خوشحال بنایا جو ایمانداری کی حالت میں دُنیا سے رحلت کرتے ہیں۔ اور یسوع کی گواہی کے باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ نبوّت کی رُوح ہے۔ اور رُوح اور دُلہن کی طرف سے سب سے پچھلی نہایت شیریں دعوتِ انجیل کی گئی[8] ۔

واضح ہو کہ رُوح القدس کے خصائلِ حمیدہ و افعالِ جلیلہ کتبِ عہدِ جدید میں کتبِ عہدِ عتیق کے مطابق بتدریج معرضِ بیان میں آئے ہیں چنانچہ متی اور مرقس اور لوقا کی اناجیل میں رُوح القدس کے اکرام اور فضائل متواتر بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں

[1] ۱ یوحنا ۲: ۲۰ و ۲۷ [2] ۱ یوحنا ۳: ۲۴ و ۴: ۱۳ [3] ۱ یوحنا ۵: ۶ ۔ ۸ [4] یہوداہ ۱۹ و ۲۰ [5] مکاشفات ۱: ۴ و ۳: ۱ و ۴: ۵ و ۵: ۶ [6] مکاشفات ۱: ۱۰ و ۴: ۲ و ۱۷: ۳ و ۲۱: ۱۰ [7] مکاشفات ۲: ۷ و ۱۱ و ۱۷ و ۲۹ و ۳: ۶ و ۱۳ و ۲۲ [8] مکاشفات ۱۱: ۱۱ [9] مکاشفات ۱۴: ۱۳ و ۱۹: ۱۰ و ۲۲: ۱۷ ۔

اِس طرح پر کہ جو پیغام مریم اور یوسف اور زکریاہ اور شمعون کے پاس بھیجے گئے وہ اول مذکور ہیں۔ بعد ازاں یوحنا کی منادی کرنی اور خداوند پر بپتسمہ کے وقت رُوح القدس کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اور پھر خداوند کی خدمت اور موت اور قیامت کا جن کے لئے رُوح نے اُسے ممسوح کیا بیان ہے۔ اور رسولوں کے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ رُوح القدس کے پنتیکوست کے روز کلیسیا پر نازل ہونے سے لیکر اُس وقت تک کہ انجیلی جھنڈا روم کی دیواروں پر نصب ہؤا رُوح القدس کی برکت کا دائرہ پے درپے وسیع ہوتا گیا۔ وہی رُوح القدس کلیسیا کا رہنما ہو کر اُس کا منتظم ہؤا۔ وہی بصورت آتشیں زبانوں کے شاگردوں پر نازل ہؤا۔ اُسی نے غیر قوموں پر زندگی کا دروازہ کھولا جماعت کے نگہبان مقرر کئے۔ وہی اُن کا مشیر اور صلاح کار رہا۔ اور اس امر کی اطلاع دی کہ انجیل کے اقرار یا انکار پر انسان کی ابدی زندگی یا ابدی موت کا انحصار ہے۔ اور اگر رسولوں کے اعمال بمنزلہ ایک دُوربین کے ہیں جس میں ہم رُوح القدس کا انتظام اور کلیسیا کی کامیابی دیکھ سکتے ہیں تو مقدس پولُس اور مقدس پطرس کے خطوط بمنزلہ ایک خوردبین کے ہیں جس میں ہم کو رُوح القدس کی وہ ربّانی تاثیرات نظر آتی ہیں جن سے ایماندار پاک بنتے ہیں اور ایک درجہ جلال سے دوسرے درجہ جلال تک ترقی کرکے یسوع مسیح کے ہمشکل ہوتے جاتے ہیں۔ جس طرح رسولوں کے اعمال سے بالخصوص رُوح القدس کے وہ ظاہری کام جو کلیسیا کے انتظام سے علاقہ رکھتے ہیں عیاں ہوتے ہیں۔ اُسی طرح رسولوں کے خطوط سے خاص کر اُس کے وہ باطنی کام جو ایمانداروں کے دلوں سے متعلق ہیں ہویدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ امر پیارے یوحنا کے لئے چھوڑا گیا۔ کہ وہ پہلی صدی کے آخر میں اپنی انجیل اور خطوط اور مکاشفات کے وسیلے سے رُوح القدس کے کام کا راز کھولے۔ جو صرف ایماندار خداوند سے پاتے ہیں اُس کی حقیقت ظاہر کرے۔ اور اُس کے علم غیب سے مستفیض ہو کر یہ بیان کرے کہ زمانہ آئندہ میں کلیسیا طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوگی۔ مگر آخرکار فتحیاب ہو کر آسمانی یروشلم کا ابدی جلال حاصل کرے گی۔

شہادت مذکورہ بالا پر تفکر کرکے ہم بے اندیشہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب پیدائش سے تا

مکاشفات اسی مسلسل شہادت پائی جاتی ہے جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ کلیسیا میں ہمیشہ ایک رُوح عظیم موجود رہتی ہے جو نہایت عالیشان۔ نہایت حلیم و بُردبار نہایت عجیب و غریب ہے۔ پس یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حیرت انگیز رُوح کیا ہے۔ کاش کہ اُس کی ماہیت ہم پر منکشف ہو۔ اور اگر وہ خدا ہے تو ہم اُس کی عبادت بجا لائیں۔ اُس پر بھروسہ رکھیں اور دل و جان سے اُس سے محبت کریں۔

دوسرا باب

رُوح القدس کی اقنومیت کے ثبوت میں

کتاب مقدس کی جو آیات پچھلے باب میں منقول ہوئیں اُن سے ایک صاحب قدرت برتر از فہم رُوح کا آسمان و زمین میں ہر وقت فاعل ہونا ثابت ہے۔ اُس کے نام یہ ہیں۔ خدا کی رُوح۔ یہوواہ کی رُوح۔ باپ کی رُوح۔ بیٹے کی رُوح اور بالخصوص اُس کا نام رُوح القدس آیا ہے۔ اب چونکہ اُس کو باپ یا بیٹا نہ سمجھا جا سکتا ہے کتاب مقدس کی اُن آیات سے ثابت ہے جن میں اُن تینوں کا متفق ہو کر ایک وقت میں کوئی کام کرنا مذکور ہے۔ چنانچہ یسعیاہ کی کتاب میں آیا ہے۔ جس وقت سے کہ وہ تھا میں وہیں تھا اور اب خداوند یہوواہ اور اُس کی رُوح نے مجھے بھیجا ہے[1]۔ اب اگر رُوح اور خداوند یہوواہ میں کچھ تمیز نہیں تو پھر وہ اس آیت میں خداوند یہوواہ کے ساتھ مسیح کے بھیجنے میں کیوں شامل کی گئی۔ اور اگر وہ اور مسیح دونو ایک ہیں تو بھیجنے والا اور بھیجا ہوا ایک شخص ہو گئے اور یہ ناممکن ہے۔ پھر اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ خداوند خدا کی رُوح مجھ پر ہے کیونکہ خدا نے مجھے مسح کیا[2]۔ اِس آیت میں کوئی رُوح کو خداوند خدا کے ساتھ جو مسح کرتا ہے یا مسیح کے ساتھ جو مسح پاتا ہے مخلوط نہیں کر سکتا۔ اور زکریاہ کی کتاب میں یہ پیشین گوئی ہے کہ میں داؤد کے گھرانے پر اور یروشلم کے باشندوں

[1] یسعیاہ ۴۸: ۱۶ ۔ [2] یسعیاہ ۶۱: ۱ +

پر فضل اور مناجات کی رُوح برساؤنگا اور وہ مجھ پر جسے انہوں نے چھیدا ہے نظر کرینگے اور وے اُس کے لئے ماتم کرینگے[1]۔ کیا فضل کی رُوح جو برسائی جائیگی برچھے والے کے ساتھ یا چھیدے ہوئے نجات دہندے کے ساتھ جس کے لئے بنی اسرائیل ماتم کرینگے۔ ایک خیال کی جاسکتی ہے۔ ہرگز نہیں ✤

اب ہم عہد جدید کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انجیل میں مذکور ہے کہ جب سب لوگ بپتسمہ پا چکے تھے۔ اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دُعا مانگ رہا تھا آسمان کھل گیا اور رُوح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اُتری اور آسمان سے ایک آواز آئی جو یہ کہتی تھی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں راضی ہوں[2]۔ اِس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُترنے والی رُوح دُعا مانگنے والے نجات دہندہ اور خوشنودی ظاہر کرنے والے باپ سے علیحدہ ہے۔ پھر خدا کا یہ تسکین بخش وعدہ مرقوم ہے۔ اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے یعنی رُوح حق[3]۔ اس آیت میں جس طرح مانگنے والے بیٹے اور دینے والے باپ میں فرق ہے اسی طرح دوسرا تسلی دینے والا باپ اور بیٹے دونوں سے جدا معلوم ہوتا ہے۔ اور جو فرمان والا شان انجیل کی منادی کے بارہ میں جاری ہوا اُس میں یہ کلمات پائے جاتے ہیں کہ انہیں باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو[4]۔ جو علاقہ کہ باپ اور بیٹے اور رُوح القدس میں بہ اعتبار اقنومیت اِن کلمات سے ثابت ہوتی ہے اُس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اور جب ہم مسیحی کلیسیا کے پہلی پشت کے عجیب احوال پر غور کرتے ہیں تو رسول پطرس کا یہ قول یاد آتا ہے۔ اسی یسوع کو خدا نے اٹھایا جس کے ہم سب گواہ ہیں پس خدا کے دہنے ہاتھ بلند ہو کے اور باپ سے رُوح القدس کا وعدہ پا کے اُس نے یہ جو تم اب دیکھتے اور سنتے ہو ڈالا[5] اس قول سے بھی عیاں ہے کہ جو رُوح آتشیں زبانوں کی شکل میں نازل ہوئی

[1] زکریاہ ۱۲ : ۱۰ [2] لوقا ۳ : ۲۱ و ۲۲ [3] یوحنا ۱۴ : ۱۶ و ۱۷ [4] متی ۲۸ : ۱۹
[5] اعمال ۲ : ۳۲ و ۳۳ ✤

وہ یسوع مسیح ہے جو مُردوں میں سے زندہ ہوا نہ باپ ہے جس کے دہنے ہاتھ یسوع ممتاز ہوا۔ اسی طرح جو صریح تفاوت باپ اور بیٹے اور رُوح القدس میں آیات ذیل سے معلوم ہوتی ہے اُس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے رومیوں ۸ : ۱۴ و ۱۷ + ۱ کرنتھیوں ۱۲ : ۴-۶ + ۲ کرنتھیوں ۱۳ : ۱۴ + گلتیوں ۴ : ۴-۶ افسیوں ۲ : ۱۸ و ۳ : ۴-۶ - ۲ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳ و ۱۴ + طیطس ۳ : ۴-۶ + عبرانیوں ۱۰ : ۲۹ و ۳۰ + ۱ پطرس ۱ : ۲ + یہوداہ ۲۰ و ۲۱ اور جب کتاب مکاشفات میں خصوصیت سے سلامتی[1] اُس کی طرف سے چاہی گئی ہے جو ہے اور تھا اور آنے والا ہے اور اُن سات رُوحوں کی طرف سے جو اس کے تخت کے آگے ہیں اور یسوع مسیح کی طرف سے جو سچا گواہ ہے تو اس سے صرف یہی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خدا کی کلیسیا میں رُوحانی قوت کا ایک ایسا سرچشمہ موجود ہے جو ایک بھی ہے اور تین بھی اور تین بھی ہے اور ایک بھی ✤

اِس مقام پر صرف یہ امر غور طلب ہے کہ آیات مذکورہ بالا میں رُوح کو باپ اور بیٹے کے ساتھ واحد سمجھنا ممکن ہے یا نہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو رُوح بپتسمہ کے وقت ہمارے خداوند پر نازل ہوئی اور بشکل آتشین زبانوں کے پنتیکوست کے روز شاگردوں پر اُتری وہ باپ ہے یا بیٹا۔ ہرگز نہیں۔ اور گو دیگر آیات منقولہ میں رُوح القدس کی علیحدگی یکبارگی صاف نظر نہیں آتی مگر جو ثبوت اُن سے مستنبط ہوتا ہے وہ بھی کسی طرح باطل نہیں ہو سکتا پس ہم کو چار و ناچار یہ بات قبول کرنی ہوگی کہ رُوح القدس نہ باپ ہے نہ بیٹا بلکہ ان دونوں سے الگ ہے ✤

علاوہ ازیں رُوح القدس کو باپ اور بیٹے سے وہ تعلق نہیں جو صفت کو موصوف سے ہوا کرتا ہے بلکہ کتاب مقدس میں ایسے اوصاف۔ ایسی قوتیں۔ ایسے افعال۔ رُوح القدس کی طرف منسوب ہیں جن سے اُس کا ایک علیحدہ ذی عقل اقنوم ہونا ثابت ہوتا ہے ✤

[1] مکاشفات ۱ : ۴ و ۵ ✤

ہم اس بات کو بلا تامل تسلیم کرتے ہیں کہ کتاب مقدس میں بعض ایسی آیات بھی موجود ہیں جن میں لفظ رُوح کا استعمال اُس کی بخشائش اور فضائل کے معنی میں ہوا ہے مثلاً کلیسیا پر رُوح کے اُنڈیلے جانے اور الیسع نبی کو رُوح کے دوگنے حصے ملنے اور جو رُوح موسےٰ میں تھی اُس کے ستر سرداروں میں ڈالے جانے کا ذکر ہے۔ اب اگر کوئی اعتراض کرے کہ جس حال میں رُوح ذی حیات ہے پھر کیونکر اُنڈیلی اور بانٹی گئی۔ تو اُس کو سمجھنا چاہئے کہ مقامات مذکورہ میں رُوح سے مراد اُن بخششوں سے ہے جو اُس سے ملتی ہیں۔ مانا کہ ایسی آیتوں سے جن میں رُوح کا لفظ بجائے اُس کی بخششوں کے آیا ہے اُس کا ذی حیات ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ لیکن جاننا چاہئے کہ علاوہ ان آیتوں کے بہت سی ایسی آیتیں بھی کتاب مقدس میں موجود ہیں جن سے قطعاً اُس کا ذی حیات ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ کتاب مقدس کے موافق رُوح القدس ایسی صفات سے موصوف ہے۔ اُس سے ایسے افعال ظہور میں آتے ہیں۔ اور وہ ایسے دکھوں کا متحمل ہو سکتا ہے۔ اور ایسے لقب سے ملقب ہے کہ اُس کے ذی حیات ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا ۔

اوّل رُوح القدس ایسی صفات سے موصوف ہے جو اُس کے ذی حیات ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ وہ صاحب علم اور صاحب محبت اور صاحب ارادہ ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اوصاف سوائے ذی حیات کے اور کسی میں نہیں ہو سکتے ۔

رُوح القدس صاحب علم ہے کیونکہ لکھا ہے کہ خدا نے اُن کو اپنی رُوح کے وسیلہ سے ہم پر ظاہر کیا کہ رُوح ساری چیزوں بلکہ خدا کی گہری باتوں کو بھی دریافت کر لیتی ہے کہ آدمیوں میں سے کون آدمی کا حال جانتا ہے مگر آدمی کی رُوح جو اُس میں ہے اسی طرح خدا کی رُوح کے سوا خدا کا احوال کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت کے پہلے جملے سے یہ بات ثابت ہے کہ جس طرح

لہ ۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۰ و ۱۱ ۔

قوت ادراک انسانی صفت ہے اُسی طرح رُوح صفت الٰہی نہیں ہے۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ انسان اپنی قوت ادراک سے کوئی بات کسی پر ظاہر کرتا ہے۔ پس یہ عبارت کہ خدا نے اُن کو اپنی رُوح کے وسیلے سے ہم پر ظاہر کیا صاف صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ رُوح ذاتِ الٰہی کی صفت نہیں ہے بلکہ وہ ایک علیحدہ شخص ہے ۔

رُوح القدس صاحب محبت ہے چنانچہ پولوس لکھتا ہے کہ بھائیو میں اپنے خداوند یسوع مسیح کا اور رُوح کی محبت کا واسطہ دیکے تم سے التماس کرتا ہوں۔ پولوس رسول کا یہ قول جو اُس کے اُس قول سے مطابقت رکھتا ہے جو اُس نے پہلے تحریر کیا تھا کہ اے بھائیو میں خدا کی رحمتوں کا واسطہ دے کے تم سے التماس کرتا ہوں۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ رُوح القدس صاحب محبت ہے اور ظاہر ہے کہ محبت کی صفت جس کے سبب رُوح القدس خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے صرف ذی حیات ہی میں ہو سکتی ہے ۔

رُوح القدس صاحب ارادہ اور صاحب اختیار ہے چنانچہ ۱ کرنتھیوں ۱۲: ۱۱ میں لکھا ہے کہ رُوح اپنی بخششیں جیسا چاہتی ہے ہر ایک کو بانٹتی ہے (یوحنا ۳: ۸ ۔ اعمال ۱۶: ۶ و ۷ کو بھی دیکھو) اور یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ ارادہ کا اطلاق ذی حیات ہی پر ہو سکتا ہے۔ سبلیوس کے عقائد کے خلاف جس نے باپ اور بیٹے کو ایک شخص سمجھا اس سے بڑھ کر اور کوئی دلیل پیش نہیں ہو سکتی کہ خداوند نے فرمایا کہ میں آسمان پر سے اس لئے نہیں اُترا کہ اپنی مرضی پر چلوں بلکہ اس لئے کہ اُس کی مرضی پر چلوں جس نے مجھے بھیجا ہے۔ پر رُوح القدس ابھی اپنی مرضی پر قادر ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ وہ بھی بیٹے کی طرح ذی حیات ہے ۔

دوم - رُوح القدس سے ایسے افعال ظہور میں آتے ہیں جن سے اُس کا ذی حیات ہونا ثابت ہوتا ہے چنانچہ کتاب مقدس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دعا

لہ رومیوں ۱۵: ۳۰ ۔ ؎ رومیوں ۱۲: ۱ ۔ ؎ رومیوں ۵: ۵ ۔ ؎ یوحنا ۶: ۳۸ ۔

کا پیدا کرنے والا اور جانداروں میں جان ڈالنے والا ہے[1]۔

وہ گمراہوں کو روکتا ہے[2]۔

وہ دُنیا کو گناہ اور راستی اور عدالت کا قائل کرتا ہے[3]۔

وہ معجزوں کی قدرت رکھتا ہے[4]۔

وہ اپنی قدرتِ ربانی سے کنواری مریم کے حاملہ ہونے کا باعث ہوا[5]۔

وہ کتابِ مقدس کے لکھنے والوں کو الہام بخشتا تھا[6]۔

وہ رسولوں کی معرفت آخری زمانہ کے واقعات کی خبر دیتا تھا[7]۔

وہ ابنِ آدم کی طرف سے کلیسیاؤں کو پیغام سُناتا تھا[8]۔

وہ کلیسیا کے لئے خادمانِ دین مقرر کرتا ہے[9]۔

وہ حکم کرتا ہے اور مانع ہوتا ہے[10]۔

وہ رُوح کو ازسرِنو پیدا کرتا ہے[11]۔

وہ دُعا میں ہماری سفارش کرتا ہے[12]۔

وہ تعلیم دیتا ہے اور تسلی بخشتا ہے اور کامل حق شناسی کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے وہ خدا کی محبت سے ہمارے دلوں کو بھرتا ہے[13]۔

وہ خلاصی کے دن کے لئے ہماری رُوحوں پر مہر کرتا ہے[14]۔

وہ ہمارے دلوں میں ابّا یعنی اے باپ پکارتا ہے اور ہم کو بھی اسی طرح پکار سکتا ہے[15]۔

[1] زبور ۳۳: ۶ ۔ ایوب ۳۳: ۴ ۔ یسعیاہ ۳۴: ۱۶ ۔ [2] پیدائش ۶: ۳ ۔ [3] یوحنا ۱۶: ۸ ۔ [4] حزقیل ۳: ۱۲ و ۱۴ ۔ اعمال ۲: ۲ و ۸: ۳۹ ۔ رومیوں ۱۵: ۱۹ ۔ [5] لوقا ۱: ۳۵ ۔ [6] ۲ پطرس ۱: ۲۱ ۔ [7] ۱ پطرس ۱: ۱۱ ۔ [8] مکاشفات ۲: ۷ ۔ [9] اعمال ۲۰: ۲۸ ۔ [10] اعمال ۸: ۲۹ و ۱۱: ۱۲ و ۱۳: ۲ و ۱۶: ۶ و ۷ ۔ [11] یوحنا ۳: ۵ ۔ ۸ ۔ ططس ۳: ۵ ۔ [12] رومیوں ۸: ۲۶ ۔ [13] یوحنا ۱۴: ۲۶ ۔ رومیوں ۵: ۵ ۔ [14] افسیوں ۴: ۳۰ ۔ [15] گلتیوں ۴: ۶ ۔ رومیوں ۸: ۱۵ ۔

وہ ذی حیات گواہوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ میرے لئے گواہی دیگا اور تم بھی گواہی دو گے[1]۔

وہ ذی حیات صلاحکاروں کے ساتھ صلاحکار بنتا ہے کیونکہ مرقوم ہے کہ رُوح القدس اور ہم نے بہتر جانا[2]۔

وہ ذی حیات بلانے والوں کے ساتھ بلاتا ہے چنانچہ مذکور ہے کہ رُوح اور دُلہن کہتی ہیں آ[3]۔

وہ اُن کی خوشحالی کی تصدیق کرتا ہے جو ایمانداری کی حالت میں دُنیا سے گزر گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مبارک وہ مُردے ہیں جو خداوند میں ہو کے اب سے مرتے ہیں رُوح کہتی ہے کہ ہاں۔ تاکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائیں اور اُن کے کام اُن کے پیچھے چلے آتے ہیں[4]۔ واضح ہو کہ اوپر کی عبارت میں تقریباً رُوح القدس کے تمام کاموں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور منجملہ اُن کے بعض وہ اہم واقعات ہیں جن سے زمانہ سلف میں کلیسیا کی حالت پر بڑا اثر پیدا ہوا اور بعض وہ ہیں جن کا ایمانداروں کو ہمیشہ تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وہ سب کے سب رُوح القدس کے ذی عقل اور ذی شخص ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

سوم۔ رُوح القدس ایسے دُکھوں کا متحمل ہو سکتا ہے جن سے اُس کا ذی حیات ہونا ثابت ہوتا ہے۔

وہ غمگین ہو سکتا ہے چنانچہ بنی اسرائیل کے باب میں مرقوم ہے کہ وہ باغی ہوئے اور اُنہوں نے اُس کی رُوح مقدس کو غمگین کیا اس لئے وہ اُنکا دشمن ہو گیا[5]۔

وہ رنجیدہ خاطر ہو سکتا ہے کیونکہ ہم کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ خدا کی رُوح مقدس کو رنجیدہ مت کرو[6]۔

[1] یوحنا ۱۵: ۲۶ و ۲۷ ۔ [2] اعمال ۱۵: ۲۸ ۔ [3] مکاشفات ۲۲: ۱۷ ۔ [4] مکاشفات ۱۴: ۱۳ ۔ [5] یسعیاہ ۶۳: ۱۰ ۔ [6] افسیوں ۴: ۳۰ ۔

وہ اہانت کیا جا سکتا ہے کیونکہ ہم کو جتایا گیا ہے کہ جو رُوح القدس کے حق میں کفر بکے اُس کی معافی ہرگز نہیں ہوتی[1] ۔

وہ ایسا ہے کہ اُس سے جھوٹ بولا جا سکتا ہے اور اُسکی آزمائش ہو سکتی ہے کیونکہ پطرس نے حننیاہ سے یہ سوال کیا کہ اے حننیاہ کیوں شیطان تیرے دل میں سمایا کہ تو نے رُوح القدس سے جھوٹ بولا اور پھر سفیرہ سے یہ کہا کہ تم نے کیوں ایکا کیا کہ خداوند کی رُوح کو آزماؤ[2] ۔

وہ حقیر سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ عبرانیوں کے خط میں سینہ زور مرتدوں کے باب میں مذکور ہے کہ وہ فضل کی رُوح کی حقارت کرتے ہیں[3]۔ مقدس استیفان نے اس سخت الزام سے یہودیوں کو ملزم ٹھیرایا کہ تم ہر وقت رُوح القدس کا سامنا کرتے ہو جیسے تمہارے باپ دادے کرتے ویسے تم بھی ہو[4]۔ لیکن ہم اس آیت کو پیش نہیں کرسکتے کیونکہ سامنا ایک غیر ذی حیات شے کا بھی ہو سکتا ہے مگر آیات مذکورہ بالا سے رُوح القدس کا ذی حیات ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے کیونکہ کسی غیر ذی حیات شے کی نسبت ایسے کلمات ہرگز مستعمل نہیں ہو سکتے کہ وہ غمگین اور رنجیدہ خاطر ہوتی ہے ۔ اُسکی اہانت کی جاتی ہے ۔ اُس سے جھوٹ بولا جاتا ہے ۔ اُسکی آزمائش اور حقارت ہوتی ہے ۔

چہارم ۔ رُوح القدس دوسرے تسلی دینے والے کے لقب سے ملقب

چنانچہ خداوند مسیح نے یہ فرمایا کہ میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا[5]۔ اس جگہ یونانی میں جہاں تسلی دینے والے کے فارقلیط کا لفظ ہے اور اس لفظ کا اطلاق صرف ایسے شخص پر ہو سکتا ہے جو مدد گار ہو اور تسلی بخشے ۔ پس بجز ایک ایسے صاحب عقل اور صاحب محبت شخص کے جو مدد بھی کرسکے اور وقت پر مدد بھی کرسکے کوئی فارقلیط نہیں کہلایا جا سکتا اور خداوند کے کلمات مذکورہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ رُوح القدس ایسا ہی شخص ہے اور خود خداوند

[1] مرقس ٣: ٢٩ ۔ [2] اعمال ٥: ٣ و ٩ ۔ [3] عبرانیوں ١٠: ٢٩ ۔ [4] اعمال ٧: ٥١ ۔ [5] یوحنا ١٤: ١٦ ۔

بھی ایسا ہی ہے اِس لئے اُس کا بھی نام فارقلیط آیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یسوع مسیح جو صادق ہے باپ کے پاس ہمارا شفیع (یونانی فارقلیط) ہے[1]۔ علاوہ ازیں خداوند نے جو لقب دوسرے تسلی دینے والے کا رُوح القدس کو دیا اُس سے اُس کے اور رُوح القدس کے درمیان فرق ظاہر ہوتا ہے ۔ چنانچہ ورڈسورتھ اگستینس سے نقل کرتا ہے کہ " جس شخص کے بھیجنے کا یہاں وعدہ کیا گیا ہے اُس کو خداوند نے دوسرے فارقلیط کا لقب دیا اس سے ثابت ہے کہ بیٹا جو بھیجنے والا ہے ایک علیحدہ ذی حیات ہے ۔ اور رُوح القدس جو بھیجا گیا ہے علیحدہ " ۔ اور کرسسٹم کہتا ہے کہ " دوسرے کا لفظ رُوح القدس کے علیحدہ ذی حیات ہونے پر دلالت کرتا ہے اور فارقلیط کے لفظ سے رُوح القدس کا مسیح کے ساتھ مرتبہ میں مساوی ہونا ظاہر ہوتا ہے " ۔

کتاب مقدس کی آیات منقولہ سے اظہر من الشمس ہے کہ ایسے اوصاف اور افعال اور قوتیں اور القاب رُوح القدس کی طرف منسوب کئے گئے ہیں کہ اُس کے ذی حیات ہونے میں کچھ شک و شبہ نہیں ہو سکتا ۔ جو لوگ ثالوث اقدس سے منکر ہیں اُن کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ رُوح القدس خدا کی کسی قوت یا صفت یا فعل یا تاثیر کا نام ہے لیکن غور کرنا چاہئے کہ عقل یا محبت یا ارادہ کیا کسی قوت کے ساتھ منسوب ہو سکتا ہے یا کسی صفت یا غیر ذی حیات شے کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ پیدا کنندہ اور حیات بخش ہے اور گمراہوں کو روکتی ہے ۔ اور اُن کو قائل کرتی ہے ۔ اور صاحب معجزہ ہے ۔ اور آدمیوں سے ہم کلام ہوتی ہے ۔ اور عہدہ دار مقرر کرتی ہے اور امر و نہی کرتی ہے ۔ رُوحانی حیات عطا کرتی ہے ۔ شفاعت کرتی ہے تعلیم دیتی ہے تسلی بخشتی ہے ۔ کامل حق شناسی کی طرف رہنمائی کرتی ہے ۔ دلوں کو خدا کی محبت سے بھرتی ہے ۔ گواہوں کے ساتھ گواہی دیتی ہے ۔ صلاحکاروں کے ساتھ صلاحکار ہوتی ہے ۔ بُلانے والوں کے ساتھ بُلاتی ہے ۔ جو خدا کے پاس ہیں اُن کی خوشحالی

[1] ١ یوحنا ٢: ١ ۔

ظاہر کرتی ہے۔ کیا کسی فعل یا تاثیر کے باب میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ غمگین یا رنجیدہ خاطر ہوتا ہے اُس کی اہانت کی جاتی ہے۔ اُس سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ وہ آزمائش کیا جاتا اور حقیر سمجھا جاتا ہے۔ البتہ بعض اوقات غیر ذی حیات اشیا مجازاً ذی حیات تصور کی جا سکتی ہیں لیکن جو مثالیں اُوپر لکھی گئی ہیں اُن میں سے کسی کی نسبت ایسا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بہ حیثیت مجموعی اُن کی ایسی تاویل کی جائیگی تو وہ قواعد کلام کے بالکل برخلاف ہوگی۔ اور چونکہ کلام ہی اظہار حق کا ذریعہ ہے اس واسطے حق کی بنیاد میں خلل واقع ہوگا ۔

الحاصل اگرچہ کتاب مقدس کے بعض مقامات میں رُوح کا لفظ بجائے رُوح کی بخشائش و فضائل کے مستعمل ہوا ہے لیکن جب ہم کل کلام الٰہی پر نظر کرتے ہیں تو اُس میں اِس امر کا ایک نہایت کامل اور قوی ثبوت ملتا ہے۔ کہ رُوح القدس ایک قائل ذی حیات ہے۔ جو عقل اور ادراک اور مرضی اور ارادے اور محبت بے پایاں کے ساتھ ہمیشہ اپنے کلام کرتا ہے۔ یہ بات کس قدر قابل غور ہے کہ جو رُوح القدس ہر دم ہمارے دلوں میں رہتا ہے یا ہمارے دلوں میں آنے کے لئے کوشش کرتا ہے وہ ایک محض قوت نہیں ہے بلکہ ایک ذی حیات ہے۔ جو بہ باعث اپنی محبت کے ہماری بُرائی سے غمگین اور بھلائی سے خوش ہوتا ہے۔ جو اُس کا سامنا کرتے ہیں از حد برداشت کرنے کے بعد اُن سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اور جو اُس کی اطاعت دل و جان سے قبول کرتے ہیں اُن سے ایسی شفقت اور نرمی کے ساتھ سلوک کرتا ہے کہ اُن کے نہایت عزیز ماں باپ۔ بھائی بہن۔ یار دوست بھی نہیں کر سکتے ۔

تیسرا باب

رُوح القدس کی الوہیت کے بیان میں

پوشیدہ نہ رہے کہ کتاب مقدس کی نہایت پختہ اور قوی شہادت سے

رُوح القدس کا ذی حیات ہونا ثابت ہو چکا۔ اب ہم اُس کے الوہیت کے ثبوت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ کیونکہ ذی حیات ہونے سے الوہیت لازم نہیں آتی۔ چنانچہ حضرت داؤد اور مقدس یوحنا کی علیحدہ خصلتوں اور فعلوں اور تکلیفوں سے اُن کے ذی حیات ہونے کا ثبوت بہم پہنچانا کچھ دشوار نہیں۔ لیکن پھر بھی اُن کی یہ سب باتیں انسانی تھیں نہ کہ ربانی۔ اور وہ خود انسان تھے نہ کہ خدا۔ مگر رُوح القدس ایسے اوصاف سے موصوف ہے اُس سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں۔ اُس کو کتاب مقدس میں ایسا اعلےٰ رتبہ دیا گیا ہے۔ وہ باپ اور بیٹے کے ساتھ جلال اور پرستش میں اس طرح شامل کیا گیا ہے۔ کہ اُس کی الوہیت میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ ہم یہ چار دلیلیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مگر پھر بھی باہم مناسبت رکھتی ہیں ذیل میں مفصل بیان کرینگے ۔

اوّل۔ رُوح القدس اوصاف الٰہی سے موصوف ہے ۔

وہ ہمہ جا حاضر و ناظر ہے۔ ہم سب سے پہلے کتاب زبور کی شہادت جو صریحاً اس امر پر دلالت کرتی ہے پیش کرتے ہیں۔ تیری رُوح سے میں کدھر جاؤں۔ اور تیرے حضور سے میں کہاں بھاگوں۔ اگر میں آسمان کے اُوپر چڑھ جاؤں تو تو وہاں ہے اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے[1]۔ رُوح القدس کا ذی حیات ہونا ہم دوسرے باب میں ثابت کر چکے ہیں۔ اِس آیت سے اُس کا ہمہ جا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کُل عالم میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں رُوح موجود نہ ہو۔ اور جو نیز رُوح القدس کا آسمان و زمین میں کروڑہا دلوں کا ایک ہی وقت میں پہنچا رہتا ہے اُس سے بھی اُس کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صاف ظاہر ہوتا ہے۔

خداوند یسوع کا یہ قول کہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں وہاں میں اُن کے بیچ میں ہوتا ہوں[2] اُس کی الوہیت پر صاف دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح

[1] زبور ۱۳۹: ۷، ۸ [2] متی ۱۸: ۲۰

کلماتِ مذکورہ رُوح القدس کی الوہیت پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ جو ایماندار لوگ اِس جہان میں ہیں اور جو مبارک لوگ اس جہان سے گزر کر عالمِ بالا میں پہنچے ہیں۔ اور جو فرشتے خدا کے تخت کے سامنے کھڑے رہتے ہیں وہ سب کے سب زبانِ حال سے رُوح کی حضوری کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اُس کے آگے سربسجود ہیں۔ غرضیکہ رُوح القدس ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور آسمان و زمین اُس سے معمور ہیں ٭

وہ ہمہ دان ہے۔ رُوح القدس صرف ذی علم نہیں جیسا ذکر ہو چکا ہے بلکہ اُس کا علم کل عالم اور کل زمانہ پر محیط ہے۔ خداوند یسوع نے فرمایا کہ کوئی بیٹے کو نہیں جانتا مگر باپ۔ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا مگر بیٹا۔ اسی طرح رُوح القدس کے باب میں لکھا ہے کہ رُوح ساری چیزوں بلکہ خدا کی تہ کی باتوں کو بھی دریافت کر لیتی ہے کہ آدمیوں میں سے کون آدمی کا حال جانتا ہے مگر آدمی کی رُوح جو اُس میں ہے۔ اسی طرح خدا کی رُوح کے سوا خدا کا احوال کوئی نہیں جانتا۔ پس بیٹے کی طرح رُوح القدس ہی خدا کی ذات بےانتہا کو جانتا ہے۔ خدا کے پوشیدہ بھید اور اُس کی ذات کی گہری باتیں سب اُس پر روشن ہیں۔ اُس نے زمانہ ماضی کے علم سے جو واقعات آدم کی پیدائش بلکہ بنائے عالم سے پہلے گزرے کتبِ مقدسہ میں جو اُس کے الہام سے لکھی گئیں ظاہر کئے۔ اور زمانہ مستقبل کے علم سے اُس نے واقعات آئندہ کی خبر دی۔ رُوح القدس خداوند تعالےٰ کے اِس سوال کے جواب دینے میں عاجز نہیں کہ تُو کہاں تھا جب میں نے زمین کی بنیاد ڈالی بتلا اگر تُو نے سمجھ حاصل کی ہے۔ کس نے اُس کا اندازہ رکھا کچھ تو جانتا ہے۔ یا کس نے اُس پر سوت کھینچا۔ کونسی چیز پر اُس کی نیویں دھری گئیں یا کس نے اُس کے کونے کا پتھر بٹھایا الخ رُوح القدس اُس کے ساتھ جلال میں شامل

۱ متی ۱۱ : ۲۷ ۔ ۲ ا کرنتھیوں ۲ : ۱۰ و ۱۱ ۔ ۳ پیدائش ۱ : ۲ ۔ ۴ امثال ۸ : ۲۲-۳۱ ۔ کلسیوں
۱ : ۱۶ و ۱۷ ۔ یوحنا ۱۶ : ۱۳ ۔ ۲ پطرس ۱ : ۲۱ ۔ مکاشفات ۱ : ۱۰ و ۱۹ ۔ ۵ ایوب ۳۸ : ۴-۶

ہونے کو غیر واجب نہیں سمجھتا جس کا یہ قول ہے کہ اگلی چیزوں کو جو قدیم سے ہیں یاد کرو کہ میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں جو ابتدا سے انتہا تک کا احوال اور قدیم وقتوں کی باتیں جو اب تک وقوع میں نہیں آئیں بتاتا ہوں اور جو کہتا ہوں۔ میری مصلحت قائم رہیگی اور میں اپنی ساری مرضی کو پورا کرونگا۔ زمانہ ماضی و زمانہ حال و زمانہ مستقبل تینوں رُوح القدس کی نظر کے سامنے ہیں ٭

وہ ابدی ہے۔ اس امر کے ثبوت کے لئے رسول کا یہ قول کفایت کرتا ہے کہ کتنا زیادہ مسیح کا لہو جس نے بےعیب ہو کے ابدی رُوح کے وسیلہ آپ کو خدا کے سامنے قربانی گذرانا تمہارے دلوں کو مردہ کاموں سے پاک کریگا تاکہ تم زندہ خدا کی عبادت کرو۔ یہی لفظ ابدی خدا تعالےٰ کی بھی شان میں آیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے اُس بھید کے اظہار کے مطابق جو قدیم زمانوں سے پوشیدہ رہا مگر نبیوں کی کتابوں کے وسیلے خدائے ابدی کے حکم کے مطابق اب ظاہر ہوا۔ علاوہ ازیں رُوح کی ابدیت خدا کی ذات غیر متغیر سے بھی لازم آتی ہے۔ رُوح القدس باعتبار اپنی ابدیت کے باپ اور بیٹے سے متخرج ہے۔ وہ باپ کی بھی رُوح ہے اور بیٹے کی بھی۔ اب سمجھنا چاہئے کہ جس طرح باپ کی ابدیت اور بیٹے کی ابدیت دونو لازم و ملزوم ہیں۔ اسی طرح اگر رُوح باپ اور بیٹے سے متخرج ہے تو اُس کا خروج بھی ضرور ازل سے ہے۔ اور تا ابد رہیگا۔ کیونکہ خدا کی بےتبدیل محبت کی مانند اُس کی غیر متغیر ذات پر بھی یہ قول صادق آتے ہیں تُو وہی ہے اور تیرے برسوں کی انتہا نہ ہوگی۔ میں خداوند ہوں میں بدلتا نہیں۔ یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے ٭

وہ قادرِ مطلق ہے۔ اس کا صریح ثبوت یہ ہے کہ وہ جہان کے پیدا کرنے میں باپ اور بیٹے کے ساتھ شامل ہے اور اُس کا خاص کام یہ ہے کہ وہ انسان کی رُوح کو ازسرِنو خدا کی صورت پر پیدا کرتا ہے۔ غرضیکہ رُوح القدس کے کام قادرِ مطلق کے کام ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہ قادرِ مطلق ہے۔ لیکن یہ امر بالخصوص اُس کے افعال

۱ یسعیاہ ۴۶ : ۹ و ۱۰ ۔ ۲ عبرانیوں ۹ : ۱۴ ۔ ۳ رومیوں ۱۶ : ۲۶ ۔
۴ زبور ۱۰۲ : ۲۷ ۔ ۵ ملاکی ۳ : ۶ ۔ ۶ عبرانیوں ۱۳ : ۸ ٭

سے متعلق ہے۔ اس لئے ہم اس وقت اُس سے قطع نظر کر کے خدا کی اعلےٰ سے اعلےٰ
صفت کا ذکر شروع کرتے ہیں +

وہ تمام نیکی کا پاک و نیک ہے۔ یہ خدا کی اعلےٰ سے اعلےٰ صفت ہے
جیسا کہ اوپر اشارہ ہوا کیونکہ ظاہر ہے کہ اس کے بغیر قدرت اور علم اور حکمت اور
ابدیت وغیرہ اوصاف کچھ مفید نہیں ہو سکتے۔ لیکن رُوح کا خاص نام رُوح
القدس یعنی رُوح پاک ہے۔ چنانچہ داؤد نے یہ دُعا مانگی کہ اپنی پاک رُوح
مجھ سے نہ نکال۔ اور یسعیاہ نبی اسرائیل کے حق میں کہتا ہے کہ وہ باغی ہوئے
اور اُنہوں نے اُس کی رُوح پاک کو غمگین کیا۔ اور وہ یہ سوال کرتا ہے کہ وہ
کہاں ہے جس نے اپنی پاک رُوح اُن کے اندر ڈالی اور عہد جدید میں رُوح
کا ذکر رُوح القدس کے نام سے قریباً نوے بار ہوا ہے اسی طرح اُس کی نیکی
کے بارہ میں داؤد لکھتا ہے کہ تیری نیک رُوح مجھے راستی کے ملک میں
لے چلے۔ اور نحمیاہ میں ہے کہ تُو نے اپنی نیک رُوح اُن کی تربیت کے لئے دی
رُوح القدس پاک اور نیک اس لئے کہلاتا ہے کہ وہ بذاتہ پاک و نیک ہے
اور اوروں کے لئے بھی پاکیزگی اور نیکی کا سرچشمہ ہے۔ اور چونکہ اسی متی
میں یہ لکھا ہے کہ نیک کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ اور پھر یہ کہ تُو ہی صرف
قدوس ہے۔ پس اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ جو پاکیزگی اور
نیکی رُوح القدس سے منسوب ہے وہ ذات الٰہی کے خواص میں سے ہے۔ وہ
نیک ہے اور نیکی کرتا ہے۔ اب ہم رُوح القدس کے افعال بیان کریں گے +

دوم۔ افعالِ رُوح القدس افعال الٰہی ہیں +

وہ آسمان و زمین کا خالق ہے۔ ہمارا دل اس بات پر گواہی دیتا ہے
کہ تکلی و ماسبق کے کلمات ذیل قابل تسلیم ہیں کہ الغرض اگرچہ حکماء نے بڑی
جد و جہد سے بہت سی بندشیں باندھی ہیں۔ مگر تاہم خدا کی ہستی کا اقرار کرنے

۱ زبور ۵۱: ۱۱؛ یسعیاہ ۶۳: ۱۰، ۱۱؛ زبور ۱۴۳: ۱۰؛ نحمیاہ ۹: ۲۰؛ متی ۱۹: ۱۷؛
مکاشفات ۱۵: ۴؛ زبور ۱۹: ۷

سے کسی کو چارہ نہیں۔ مخلوقات میں صنعتِ الٰہی کے ایسے قوی نشان پائے جاتے
ہیں کہ اُن سے گریز نہیں ہو سکتی۔ صنعت سے صانع کا ہونا لازم آتا ہے۔ اور
وہ صانع ضرور ایک شخص ہونا چاہئے۔ وہی شخص خدا ہے۔ پولوس رسول
کے کلمات ذیل بھی خدا کے خالق ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اُس
کی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آتیں یعنی اُس کی ازلی قدرت اور خدائی دنیا
کی پیدائش کے وقت سے خلقت کی چیزوں پر غور کرنے سے ایسی صاف
معلوم ہوتی ہیں کہ اُن کو کچھ عذر نہیں۔ لیکن پھر بھی کتاب مقدس میں جا بجا
رُوح القدس جہان کا پیدا کنندہ قرار دیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ خدا کی
رُوح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ اُس نے اپنی رُوح سے آسمان کو آرائش
دی ہے۔ خدا کی رُوح نے مجھے بنایا ہے۔ خداوند کے کلام سے آسمان بنے
اور اُن کے لشکر اُس کے منہ کے دم (اُس کے منہ کی رُوح) سے۔ علاوہ ان
آیات کے نبی کا یہ عظیم الشان سوال نقل کرنا کافی ہوگا۔ کس نے پانیوں کو اپنے
ہاتھ کے چلوؤں سے ناپا۔ اور آسمان کو بالشت سے پیمائش کیا۔ اور زمین کی
گرد کو پیمانہ میں بھرا۔ اور پہاڑوں کو پلڑوں میں ڈال کے وزن کیا۔ اور ٹیلوں
کو ترازو میں تولا۔ کس نے خداوند کی رُوح کو اندازہ کیا ہے۔ یا اُس کا مشیر ہو کر
اُسے سکھلایا۔ ظاہر ہے کہ جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا وہ خدا ہے +

زندگی اور موت اُس کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ زندگی اور
موت خدا ہی کے اختیار میں ہیں اور ایسا ہی لکھا ہے۔ خدا جس نے دُنیا اور
سب کچھ جو اُس میں ہے پیدا کیا . . . . سب کو زندگی اور سانس سب کچھ
بخشتا ہے۔ لیکن رُوح القدس کا بھی زندگی اور موت کا مالک ہونا ثابت
ہے کیونکہ لکھا ہے۔ کہ تُو اپنی رُوح بھیجتا ہے وہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر
لکھا ہے کہ سب بشر گھاس ہے . . . . گھاس مرجھاتی ہے پھول کملاتے

۱ رومیوں ۱: ۲۰؛ پیدائش ۱: ۲؛ ایوب ۲۶: ۱۳؛ ایوب ۳۳: ۴؛
زبور ۳۳: ۶؛ یسعیاہ ۴۰: ۱۲ و ۱۳؛ اعمال ۱۷: ۲۴ و ۲۵ +

ہیں کیونکہ خداوند کی ہوا (رُوح) اُس پر چلتی ہے[1]۔ کیا اس سے عیاں نہیں کہ رُوح القدس وہ خدا ہے جس میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں[2]۔

وہ رُوحانی زندگی کا پیدا کرنے والا اور اُس کو کمال پر پہنچانے والا ہے۔ خدا ہی رُوحانی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ مگر پھر بھی جو شخص رُوح سے پیدا نہیں ہوتا وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا[3]۔

وہ انسان کے دل کو اپنا مسکن بنا کر اُس میں رہتا ہے۔ یہ خدا ہی کا کام ہے[4] مگر پھر بھی لکھا ہے کہ تمہارا بدن رُوح القدس کی ہیکل ہے[5]۔

وہ انسان میں آسمانی پھل پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی خدا ہی کا کام ہے[6] مگر تاہم لکھا ہے کہ رُوح کا پھل ہے کمال خوبی اور راستبازی اور سچائی ہے[7]۔

وہ خدا کے فرزندوں کو آسمان کی بادشاہت کے لئے تربیت کرتا ہے خدا ہی یہ کر سکتا ہے[8] مگر پھر بھی خداوند نے فرمایا کہ تسلی دینے والا جو رُوح القدس ہے وہی تمہیں سب چیزیں سکھلا دیگا . . . . رُوحِ حق تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادیگی[9]۔ ہاں رُوح القدس تسلی دینے والا ہے۔ اس عزیز نام سے ہزارہا خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں واقعی تسلی دینا ایک نازک اور دشوار کام ہے جس کے لئے خاص لیاقت اور کمال دانشمندی اور استقلال اور نرمی اور دل نوازی اور صبر اور محبت وغیرہ اوصاف درکار ہیں۔ البتہ انسان کی بچپن میں تسلی کرنی آسان ہے۔ لیکن جب وہ سن تمیز کو پہنچتا ہے تو بہ نسبت پہلے کے اُس کی تسلی کرنی ذرا مشکل ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ نوجوان ہوتا ہے تو اُس کے افکار کا علاج اور بھی زیادہ دشوار ہو جاتا ہے۔ لیکن عالم میں

[1] یسعیاہ ۴۰ : ۶ و ۷ [2] زبور ۱۰۴ : ۳۰ + اعمال ۱۷ : ۲۸ + [3] یوحنا ۳ : ۳-۸ +
[4] ۲ کرنتھیوں ۶ : ۱۶ [5] ۱ کرنتھیوں ۶ : ۱۹ [6] ہوسیع ۱۴ : ۸ [7] افسیوں ۵ : ۹ - ۷۵
[8] یسعیاہ ۵۴ : ۱۳ [9] یوحنا ۱۴ : ۲۶ و ۱۶ : ۱۳ +

ان سے بھی بڑھ کر دردناک صدمے ہوا کرتے ہیں مثلاً جوانی کے حادثات۔ ماں کی آہ پُر درد۔ بڑھاپے کا زخم جگر۔ سوچنا چاہئے کہ کون ایسے دردمندوں کی تسلی کر سکتا ہے۔ ہر چند تشفی کی جاتی ہے مگر اُن کے دل کا درد کسی طرح کم نہیں ہوتا۔ اُن کے زخم پر مرہم لگایا جاتا ہے۔ مگر کسی طرح کارگر نہیں ہوتا۔ مانا کہ بعض آدمی ایسے رحمدل ہوتے ہیں کہ اُن کو دیکھ کر خواہ مخواہ یہ خیال گزرتا ہے کہ یہ اَوروں کے دلاسا اور تسکین کے لئے ہی پیدا ہوئے ہیں۔ وہ نیک سامری کی طرح مصیبت زدوں کے ساتھ نہایت ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ اور اُن کے زخموں میں تیل اور شراب ڈالتے رہتے ہیں۔ تاہم دُنیا میں ایسے آدمی کم دکھائی دیتے ہیں اور غم زدہ بہت۔ اور بعض زخم ایسے نازک ہوتے ہیں کہ انسان اُن کو چھو بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ جو شخص اپنی بدیوں سے پشیمان ہو کر زار زار روتا ہے یا نااُمیدی کی حالت میں مضطرب اور تلخ جان ہے۔ یا گئے وقت کو حسرت سے یاد کرتا ہے۔ تو بھلا اُس کی تسلی کس طرح ہو سکتی ہے۔ کون انسان یہ دعوےٰ کر سکتا ہے کہ میں جہان کے تمام غمزدوں کو تسلی بخش سکتا ہوں۔ وہ دریائے غم میں ایک قدم آگے نہ بڑھائیگا کہ اُس کی گہرائی اپنے حوصلہ سے زیادہ پائیگا۔ لیکن رُوح القدس سے ہر ایک متنفّس کو جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے پُوری تسلی و تشفی مل سکتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ تسلی بخشنا خداوند یہوواہ ہی کا کام ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ وہ جو تمہیں تسلی دیتا ہے میں ہوں[1]۔ کیونکہ اس کام کے لئے کامل علم۔ کامل قدرت ابدیت وغیرہ درکار ہیں۔ پس جو تسلی دے سکتا ہے وہ ضرور ساری تسلی کا خدا ہے[2]۔

یہ مبارک تسلی دینے والا ایمانداروں کو ابدی جلال کے لئے تیار کرتا ہے[3]۔ اگرچہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔ مگر تاہم نظام ربانی میں یہ کام بالخصوص

[1] یسعیاہ ۵۱ : ۱۲ [2] ۲ کرنتھیوں ۱ : ۳ [3] رومیوں ۹ : ۲۳ +

روح القدس کا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ ہم سب جن کے بے نقاب چہرہ سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینہ میں۔ اُس خداوند کے وسیلہ جو روح ہے ہم اُسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں ✤

اُس نے کُتب عہد عتیق اور عہد جدید کے لکھنے والوں کو الہام بخشا۔ ظاہر ہے کہ خدا ہی الہام بخش سکتا ہے۔ مگر پھر بھی لکھا ہے کہ مقدس لوگ رُوح القدس کی تحریک کے سبب بولتے تھے۔ اس امر کا مفصل بیان پانچویں باب میں کیا جائیگا۔ اُس نے مجسّم کلمے کو ممسوح کیا۔ اس امر کی توضیح اگلے باب میں کی جائیگی۔ یہاں صرف اتنا لکھنا کافی ہے کہ جس قدرت سے انسان یسوع مسیح کے فعل صادر ہوتے تھے وہ کتابِ مقدس کے موافق اُس رُوح القدس کی قدرت ربانی تھی جو باپ نے بیٹے کو بے حساب دیا تھا ✤

وہ کلیسیائے جامع کا ہادی و حاکم ہے چنانچہ رسولوں کے اعمال سے یہ بات ثابت ہے کہ رُوح القدس کلیسیا پر اختیار کلی رکھتا ہے۔ وہ اپنی بخششیں اپنی مرضی کے موافق بانٹتا ہے۔ خادمانِ دین مقرر کرتا ہے۔ دروازہ کھولنا اور بند کرنا اُسی کے اختیار میں ہے۔ وہ خدا کے گھر میں جو زندہ خدا کی کلیسیا ہے بطور مالک اور خداوند کے حکمرانی کرتا ہے ✤

الحاصل چونکہ رُوح القدس آسمان و زمین کا خالق ہے۔ زندگی اور موت اُس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ رُوحانی زندگی کا پیدا کرنے والا۔ اور اُس کو کمال پر پہنچانے والا ہے۔ اُس نے کتب عہد عتیق اور عہد جدید کے لکھنے والوں کو الہام بخشا۔ اور مجسّم کلمہ کو ممسوح کیا۔ اور کلیسیائے جامع کا ہادی و حاکم ہے۔ پس ہم اقرار کرتے ہیں کہ یہ خدا کے افعال ہیں اور جس سے وہ صادر ہوتے ہیں وہ خداوند یہوواہ ہے ✤

سوم کتب مقدسہ کی آیات کے باہم مقابلہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے

۱؎ ۲ کرنتھیوں ۳: ۱۸ ۔ ۲؎ ۲ تمطاؤس ۳: ۱۶ ۔ ۳؎ ۲ پطرس ۱: ۲۱ ۔ ۴؎ یوحنا ۳: ۳۴ ۔ ۵؎ ۱ تمطاؤس ۳: ۱۵ ✤

کہ رُوح القدس خدا ہے ✤

یہاں صرف چند آیات بطور انتخاب لکھی جاتی ہیں۔ پیدائش ۶: ۳ میں لکھا ہے کہ خداوند یہوواہ نے کہا کہ میری رُوح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کریگی۔ اور ۱ پطرس ۳: ۲۰ میں ہے کہ خدا کا صبر نوح کے دنوں جب کشتی تیار ہوتی تھی انتظار کرتا رہا۔ ہم ان آیات کے مقابلہ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جس رُوح کا نوح کے زمانہ کے لوگ سامنا کرتے تھے وہ خدا ہے۔ ۲ سموئیل ۲۳: ۲ و ۳ میں ہے کہ خداوند کی رُوح مجھ میں بولی اور اُس کا سخن میری زبان پر تھا۔ اسرائیل کے خدا نے کہا۔ اسرائیل کی چٹان نے مجھے کہا اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو یہوواہ کی رُوح داؤد سے ہمکلام ہوئی۔ وہ اسرائیل کی خدا اور چٹان ہے۔ رسولوں کے اعمال ۱: ۱۶ اور ۲۸: ۲۵ میں رُوح القدس کے اور داؤد اور یسعیاہ کی معرفت بولنے کا ذکر ہے۔ اور لوقا ۱ باب ۶۸۔ ۷۰ میں لکھا ہے کہ جو اسرائیل کا خدا ہے . . . . اُس نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے کہا۔ ان آیتوں کے مقابلہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ رُوح القدس اسرائیل کا خداوند خدا ہے۔ رسولوں کے اعمال ۵: ۳ و ۴ میں ہے کہ پطرس نے کہا۔ اے حننیا کیوں شیطان تیرے دل میں سمایا کہ تو رُوح القدس سے جھوٹ بولے . . . تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹ بولا۔ ان آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس رُوح سے حننیا اور سفیرا جھوٹ بولے وہ خدا ہے۔ غرضیکہ اس قسم کی آیتیں بکثرت موجود ہیں۔ اگرچہ اُن سے رُوح القدس کی الوہیت کا ثبوت نتیجہ کے طور پر مستنبط ہوتا ہے۔ مگر تاہم اُس کے قطعی ہونے میں کسی طرح کا شک و شُبہ نہیں ہو سکتا ✤

چہارم۔ رُوح القدس جلال اور پرستش میں باپ اور بیٹے کے ساتھ ایسی طرح شامل کیا گیا ہے کہ اگر اُس طرح کوئی مخلوق خالق کے ساتھ شامل کیا جائے تو جو لا انتہا فرق خالق اور مخلوق میں ہے وہ جاتا رہے ✤

مسیح کی رسالت اور خدمت اور کفارہ کے احوال سے قول مذکورہ بالا کی

صداقت ہوتی ہے کیونکہ کوئی مخلوق خداوند یہوواہ کو اصلاح کار نجات دہندہ کو دنیا میں بھیجنے میں نہ ہو سکتا تھا مگر پھر بھی لکھا ہے۔ کہ خداوند یہوواہ اور اُس کی رُوح نے مجھے بھیجا ہے[1]۔ کوئی مخلوق مسیح کو اُس کی بے نظیر خدمت کے لئے قوت نہ بخش سکتا تھا۔ مگر پھر بھی لکھا ہے۔ کہ خداوند خدا کی رُوح مجھ پر ہے۔ کیونکہ خداوند نے مجھے مسح کیا تا کہ میں غمزدوں کو خوشخبری دوں[2]۔ اگر کوئی مخلوق مسیح کو قربان ہونے کے واسطے فضل عطا نہ کر سکتا تھا۔ مگر پھر بھی لکھا ہے کہ مسیح نے ابدی رُوح کے وسیلہ آپ کو خدا کے سامنے قربانی گذرانا[3]۔ کیا کوئی فرشتہ یا انسان اس طرح مسیح کا معاون و مددگار ہو سکتا تھا کوئی نہیں۔ پس جو معاون و مددگار ہوا وہ ضرور خدا ہے ۔

ایمانداروں کے دلوں میں رُوح القدس کے رہنے سے بھی قول متذکرہ بالا کی صداقت ہوتی ہے خداوند یسوع نے فرمایا کہ میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے[4]۔ اور پھر یہ فرمایا کہ اگر کوئی مجھے پیار کرتا ہے وہ میرے کلام پر عمل کریگا۔ اور میرا باپ اُسے پیار کریگا۔ اور ہم اُس پاس آوینگے اور اُس کے ساتھ رہینگے[5]۔ پس جس طرح باپ اور بیٹا ایمانداروں کے دلوں میں رہتے ہیں اُسی طرح رُوح القدس بھی اُن کے دلوں میں رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ رُوح القدس باپ اور بیٹے کے ساتھ واحد خدا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ خدا کے سوا کوئی ایمانداروں کے دلوں میں نہیں رہ سکتا۔ علاوہ بریں رُوح القدس کی پاکیزگی بخش تاثیر نجات کی آسمانی زنجیر کی درمیانی کڑی قرار دی گئی ہے۔ چنانچہ پولوس تسلنیکیوں کو لکھتا ہے کہ خدا نے تمہیں شروع سے چن لیا کہ تم رُوح کی پاکیزگی بخش تاثیر سے اور سچائی پر ایمان لانے سے نجات پاؤ جس کے لئے اُس نے تمہیں ہماری انجیل کے وسیلے بلایا کہ تم ہمارے خداوند یسوع مسیح کا جلال حاصل کرو[6]۔ مقدس پطرس کے کلمات ذیل بھی

[1] یسعیاہ ۴۸ : ۱۶ ؛ [2] یسعیاہ ۶۱ : ۱ ؛ [3] عبرانیوں ۹ : ۱۴ ؛ [4] یوحنا ۱۴ : ۱۶ ؛ [5] یوحنا ۱۴ : ۲۳ ؛ [6] ۲ تھسلنیکیوں ۲ : ۱۳ و ۱۴ ۔

اُس قول کے مطابق ہیں جو خدا باپ کے اُس علم کے موافق جو وہ پہلے سے رکھتا تھا۔ چنے ہوئے ہیں تاکہ رُوح کی پاکیزگی بخش تاثیر سے فرمانبردار رہیں اور یسوع مسیح کا خون اُن پر چھڑکا جاوے[1]۔ اس عمل پر سوچنا چاہئے کہ کیا کسی مخلوق کے کام پر ہماری نجات منحصر ہو سکتی ہے۔ اسی طرح رُوحانی زندگی کے بارہ میں مقدس یہوداہ نصیحت کرتا ہے۔ پیارے پیارو تم آپ کو اپنے پاکترین ایمان پر تعمیر کر کے رُوح پاک سے دعا مانگتے ہوئے اپنے تئیں خدا کی محبت میں محفوظ رکھو۔ اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی رحمت کے منتظر رہو[2]۔ اور پولوس یہ کہتا ہے کہ اُس ہی کے (یعنے یسوع مسیح) کے وسیلے ہم دونو ایک ہی رُوح سے باپ کے پاس دخل پاتے ہیں[3]۔ اور اُس نے یہ تسلی بخش کلمات بھی رقم کئے کہ رُوح آپ ہی ہماری رُوح کے ساتھ گواہی دیتی ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اور جب فرزند ہوئے۔ تو وارث بھی یعنے خدا کے وارث اور میراث میں مسیح کے شریک[4]۔ اب غور کرنا چاہئے کہ دُعا مانگنا یا خدا کی قربت حاصل کرنا یا اُس کی پدرانہ محبت پر بھروسہ رکھنا کسی مخلوق کی مدد پر موقوف ہو سکتا ہے۔ قیامت کے دن مُردوں کے زندہ کرنے میں بھی رُوح القدس مددومعاون ہوگا۔ کیونکہ لکھا ہے کہ اگر اُس کی رُوح جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جلایا تم میں بستی ہے تو مسیح کا جلانے والا تمہارے مُردہ بدن کو بھی اپنی اُس رُوح کے وسیلہ جو تم میں بستی ہے جلا دیگا[5]۔

رُوح القدس کا باپ اور بیٹے کے ساتھ ہم رتبہ ہونا آیات مندرجہ ذیل کے مقابلہ سے بھی صاف صاف ظاہر ہوتا ہے ۔

۱۔ پس نعمتیں طرح طرح کی ہیں پر رُوح ایک ہے ۔	۱۔ ایک بدن اور ایک رُوح ہے۔ چنانچہ تمہیں بھی جو بلائے گئے ہو اپنے بلائے جانے سے ایک ہی اُمید ہے ۔

[1] ۱ پطرس ۱ : ۲ ؛ [2] یہوداہ ۲۰ و ۲۱ ؛ [3] افسیوں ۲ : ۱۸ ؛ [4] رومیوں ۸ : ۱۶ و ۱۷ ؛ [5] رومیوں ۸ : ۱۱ ۔

۵- اور خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں پر خداوند ایک ہی ہے ۔	۵- ایک خداوند ایک ایمان - ایک بپتسمہ -
۶- اور تاثیریں بھی طرح طرح کی ہیں پر خدا ایک ہے جو سبھوں میں سب کچھ کرتا ہے -ا-کرنتھیوں ۱۲: ۴-۶ ۔	۶- ایک خدا جو سب کا باپ کہ سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور تم سب میں ہے - افسیوں ۴: ۴-۶

آیات منقولہ بالا کے مقابلہ سے ثابت ہے کہ رُوح القدس کا مرتبہ ہر ایک مخلوق سے برتر ہے - اور باپ اور بیٹے کے برابر ہے ۔

اب ہم رُوح القدس کی پرستش اور عبادت کی نظائر لکھتے ہیں اور سب سے اوّل اُس فرمان والاشان کو جو انجیل کی منادی کے بارہ میں جاری ہؤا نقل کرتے ہیں - تم جا کر سب قوموں کو شاگرد کرو - اور اُنہیں باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ دو - اس آیت کے بیان میں فاضل اجل جان اوین صاحب کے اقوال مختصر یہ کئے جاتے ہیں[۱] ان کلمات سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اور اگر کوئی اَور بات مفہوم ہو تو وہ بھی اُنہیں میں شامل ہو سکتی ہے - اوّل جب ہم باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ پاتے ہیں تو اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ اُن کی پرستش کریں اُن پر اعتقاد رکھیں - اور اُن کی اطاعت بجا لاویں ہم پر فرض ہے - اور چونکہ ہم یکساں اُن تینوں کے نام پر بپتسمہ پاتے ہیں اس واسطے ہم ظاہر کرتے ہیں کہ ہم اُن کی نسبت یکساں عقیدہ رکھتے ہیں - پس جس طرح ہم باپ کو ایک علٰحدہ شخص سمجھتے ہیں اُسی طرح رُوح القدس کو بھی ایک علٰحدہ شخص جانتے ہیں علاوہ ازیں جب ہم باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام پر بپتسمہ پاتے ہیں تو اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اُن کی خدمت اور عبادت بجا لائینگے - یہی وہ اقرار ہے جس سے ہم مسیحی بنتے ہیں اُسی کے وسیلے جو عہد خدا نے مسیح کی معرفت کیا ہے اُس کی برکتوں میں ہم شامل ہوتے ہیں - پس ایسا گمان کرنا کہ رُوح القدس باوجود خدا نہ ہونے کے فرمان مذکورۃ الصدر میں باپ اور بیٹے کے ساتھ شامل

[۱] متی ۲۸ : ۱۹ ۔

کیا گیا اور تاہم اُس کے خدا نہ ہونے کی طرف مطلقاً اشارہ نہیں کیا گیا - صریح خلاف عقل ہے - بلکہ یہ ایسا فاسد خیال ہے کہ اُس سے دینداری کی بیخکنی اور شرک کی تائید ہوتی ہے - الغرض جس طرح ہم بپتسمہ کے وقت باپ اور بیٹے کی نسبت یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اُن پر ایمان اور بھروسہ رکھینگے اور اُن کے خوف کو دل میں جگہ دینگے - اور اُن کی عزت اور خدمت کرینگے - اُسی طرح ہم رُوح القدس کی نسبت بھی یہی وعدہ کرتے ہیں - لیکن اگر رُوح القدس باپ اور بیٹے کی مانند خدا نہیں تو کیونکر اُس کی نسبت ایسا وعدہ ہو سکتا ہے ۔

جس دُعائے خیر پر کرنتھیوں کے دوسرے خط کا اختتام ہوتا ہے - اُس سے بھی رُوح القدس کی الوہیت کی کچھ کم قطعی دلیل نہیں نکلتی - خداوند یسُوع مسیح کا فضل - اور خدا کی محبّت - اور رُوح القدس کی رفاقت تم سبھوں کے ساتھ ہووے دائمی یہ ایک دُعائیہ جملہ ہے جس میں وہ اعلےٰ سے اعلےٰ رُوحانی برکتیں طلب کی گئی ہیں - جن کا بخشنے والا صرف خداوند یہوواہ ہے - اور الفاظ رُوح القدس کی رفاقت کا مدعا پہلے خط کے الفاظ ذیل کے مقابلہ سے زیادہ تر سمجھ میں آ سکتا ہے - جس نے تمہیں اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسُوع مسیح کی رفاقت میں بلایا وفادار ہے[۱] - رُوح القدس کی رفاقت میں زندگی اور قوّت اور نیکی جو اُس سے ایماندار پاتے ہیں شامل ہیں اُن سے کوئی برکت اعلےٰ تر خیال میں نہیں آ سکتی - پس اُن کا عطا کرنے والا ضرور خدا ہے ۔

اسی طرح جو دُعائے خیر مکاشفات کے شروع کتاب میں مرقوم ہے - اُس میں بھی نہایت اعلےٰ درجہ کی رُوحانی نعمتیں یکساں ازلی باپ اور ہفتگانہ رُوح اور خداوند یسُوع مسیح سے مانگی گئی ہیں - فضل اور سلامتی تمہیں ہو اُس کی طرف سے جو ہے اور تھا اور آنے والا ہے اور اُن سات رُوحوں کی طرف سے جو اُس کے تخت کے آگے ہیں اور یسُوع مسیح کی طرف سے جو سچّا گواہ اور اُن میں جو مر کے جی اُٹھے پہلوٹھا اور دُنیا کے بادشاہوں کا سلطان ہے[۲] - کتاب مقدّس سے

[۱] ا کرنتھیوں ۱: ۹ [۲] مکاشفات ۱: ۴ و ۵ ۔

یہ بات ثابت ہے کہ دُعائے مرقوم الصدر میں خدا کی ازلی و احد رُوح کو بباعث اُسکے
اوصاف کی کاملیت اور بخشائش کی کثرت کے سات رُوحوں کا لقب دیا گیا ہے چنانچہ
اُس کا ثبوت حاشیہ مندرجہ ذیل میں دیکھو✣۔ پس دُعائے مذکورہ بالا سے ایک صاف
نظیر باپ اور بیٹے کے ساتھ رُوح القدس کی پرستش کی ملتی ہے ✣

رُوح القدس کی پرستش انسان ہی نہیں بلکہ فرشتے بھی کرتے ہیں۔ ایک مقام
پر عہد عتیق میں اور ایک مقام پر عہد جدید میں لفظ قدوس کا تین مرتبہ یہوواہ کی
شان میں آیا ہے۔ اور کتاب مقدس میں ایسے صاف اشارے پائے جاتے ہیں جن
سے ثابت ہوتا ہے کہ مقامات مذکورہ میں لفظ قدوس کا استعمال صرف باپ کی

✣ جو آیات بالخصوص اِس امر سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں:-
(۱) خداوند کی رُوح اُس پر ٹھہریگی۔ حکمت اور خرد کی رُوح مصلحت اور قدرت
کی رُوح معرفت اور خداوند کے خوف کی رُوح اور وہ خداوند کے خوف کی بابت
تیز فہم ہوگا[1]۔ اگرچہ اس آیت میں رُوح القدس کی صرف چھ بخششوں کا ذکر ہے مگر
پھر بھی اُس سے رُوح کی بخششوں کی فراوانی ظاہر ہوتی ہے ✣
(۲) اُس ایک ہی پتھر پر سات آنکھیں ہونگی[2] ✣
خداوند کی وہ سات آنکھیں جو ساری زمین کی سیر کرتی ہیں[3] ✣
(۳) اُن سات روحوں کی طرف سے جو اُس کے تخت کے آگے ہیں[4]
(۴) جس پاس خدا کی سات رُوحیں اور سات ستارے ہیں یہ کہتا ہے[5] ✣
(۵) اور آگ کے سات چراغ اُس تخت کے آگے روشن تھے یہ خدا کی سات رُوحیں ہیں[6]
(۶) اور میں نے نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ اُس تخت اور چاروں جانداروں

[1] یسعیاہ ۱۱: ۲ و ۳ ؛ [2] زکریاہ ۳: ۹ ؛ [3] زکریاہ ۴: ۱۰ ؛ [4] مکاشفات ۱: ۴ ؛ [5] مکاشفات ۳: ۱ ؛ [6] مکاشفات ۴: ۵ ؛ [7] مکاشفات ۵: ۶ ✣

شان میں نہیں ہوا بلکہ بیٹے اور رُوح القدس کی بھی شان میں ہوا ✣
یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۶ باب میں لکھا ہے کہ میں نے خداوند کو ایک
بڑے اونچے تخت کے اوپر بیٹھے دیکھا۔ اور اُس کے لباس کے دامن سے ہیکل
معمور ہوگئی۔ اُس کے آس پاس سرافیم کھڑے تھے . . . . اور ایک نے دوسرے

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۸ - کے درمیان اور اُن بزرگوں کے بیچ ایک برّہ گویا کھڑا
ہے کہ گویا ذبح کیا گیا ہے۔ جس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں جو خدا
کی ساتوں روحیں ہیں اور تمام رُوئے زمین پر بھیجی گئی ہیں[1] ✣

آیات نمبر ۳ و ۵ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا اور سات رُوحوں میں فرق ہے۔ کیونکہ
اُن میں اُن کا خدا کے تخت کے سامنے ہونا مذکور ہے آیات نمبر ۲ و ۴ و ۶ سے واضح
ہوتا ہے کہ خدا اور سات رُوحوں میں عجیب طرح کا اتحاد ہے کیونکہ ان آیات میں
وہ یہوواہ کی آنکھیں اور وہ رُوحیں جو بیٹے کے پاس ہیں اور برّے کی آنکھیں قرار
دی گئی ہیں ✣
پھر آیات نمبر ۳ سے منکشف ہوتا ہے کہ اُن سے مراد کسی صفت اور قوت سے
نہیں بلکہ ذی عقل وجود سے ہے کیونکہ کون خیال کر سکتا ہے کہ اگر اُن سے مراد
کوئی صفت یا قوت ہوتی تو مقدس یوحنا باپ اور بیٹے کے ساتھ اُن سے فضل
و سلامتی کے لئے دُعا مانگتا ✣
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اُن سے مراد فرشتے نہیں کیونکہ فرشتوں کی پرستش
صاف ممنوع ہے[2]۔ پس جب ہم آیات نمبر اول سے باقی آیات کا مقابلہ کرتے ہیں اور
اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کے فرمانے کے موافق یہ نوشتہ
کہ خداوند کی رُوح مجھ پر ہے[3] اُسی کے حق میں تھا اور اس بات کو بھی یاد کرتے ہیں
کہ مشرقی زبانوں میں سات کا عدد کاملیت پر دلالت کیا کرتا ہے تو ہم بآسانی یہ نتیجہ
نکال سکتے ہیں کہ سات رُوحوں سے رُوح القدس مراد ہے اور اُس کا یہ لقب اُسکے
لاانتہا کمالات اور بے پایاں حکمت اور ازحد بخشائش کی طرف اشارہ کرتا ہے ✣

[1] مکاشفات ۵: ۶ ؛ [2] کلسیوں ۲: ۱۸ ؛ [3] یسعیاہ ۶۱: ۱ ✣ لوقا ۴: ۲۱ ✣

کو پکارا اور کہا قدوس قدوس قدوس۔ رب الافواج ہے۔ ساری زمین اُس کے جلال سے معمور ہے۔ . . . . تب میں بول اُٹھا کہ ہائے مجھ پر! میں تو برباد ہؤا . . . . کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ رب الافواج کو دیکھا . . . . اُس وقت میں نے خداوند کی آواز سنی جو بولا کہ میں کس کو بھیجوں اور ہماری طرف سے کون جاویگا۔ تب میں بولا میں حاضر ہوں مجھے بھیج۔ اور اُس نے فرمایا کہ جا اور ان لوگوں کو کہہ کہ تم سنا کرو پر سمجھو نہیں الخ

اب یہ بات کہ خدا نے اس موقع پر بوسیلہ اپنے اکلوتے بیٹے کے جو اُس کی ماہیت کا نقش ہے اپنے تئیں نبی پر ظاہر کیا یوحنا کے اس قول سے ثابت ہے کہ یسعیاہ نے فرمایا کہ جب اُس کے (مسیح کے) جلال کو دیکھا اور اُس کی بابت باتیں کہیں[1]۔ اور جو پیغام مذکورہ بالا نبی کی معرفت بھیجا گیا۔ اُس کو مقدس پولوس روح القدس کا قول قرار دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ روح القدس نے یسعیاہ نبی کی معرفت ہمارے باپ دادوں سے خوب کہا اور فرمایا کہ اس قوم کے پاس جا اور کہہ کہ تم کانوں سے سنو گے پر نہ سمجھو گے[2]۔ پس ظاہر ہے کہ رب الافواج کا جلال مسیح کے وسیلہ سے نبی پر ظاہر ہؤا اور جو پیغام رب الافواج نے بھیجا اُس کے کلمات روح القدس کے کلمات تھے۔ اوپر کے بیان سے یہ راز کھل گیا کہ سرافیم نے کس واسطے قدوس قدوس قدوس۔ رب الافواج پکار کے کہا اور یہ سوال کیوں کیا گیا کہ ہماری طرف سے کون جائیگا ۔

اسی طرح مکاشفات کی کتاب کے چوتھے اور پانچویں بابوں میں آسمانی پرستش کی حقیقت بذریعہ ایک رویت کے ظاہر کی گئی ہے چنانچہ مذکور ہے کہ ایک تخت آسمان پر رکھا ہے اور اُس پر ایک بیٹھا ہے جس کے آگے چاروں طرف مقدس لوگ اور ملائک سربسجود ہیں۔ پس یہ نہایت دلچسپ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون ہے جس کے آگے یہ سب جھک رہے ہیں۔ اُس کی وحدانیت میں کسی قسم کی کثرت ہے یا نہیں۔ دیکھنا چاہئے کہ اس بارہ میں کتاب مقدس کی کیا تعلیم ہے۔ ابن آدم نے اس رویا کے پہلے یہ فرمایا تھا کہ میں غالب ہؤا

[1] یوحنا ۱۲: ۴۱ ؛ [2] اعمال ۲۸: ۲۵ ۔

اور اپنے باپ کے ساتھ اُس کے تخت پر بیٹھا ہوں[1] اور اس قول کے مطابق اس رویا میں بھی لکھا ہے کہ اُس تخت کے درمیان ایک برہ یوں کھڑا ہے کہ گویا ذبح کیا گیا[2]۔ اور ہم یہ بھی پاتے ہیں کہ آسمان میں اُس کی جو تخت پر بیٹھا ہے اور برہ کی پرستش ہوتی ہے۔ لیکن کیا ہماری معلومات کی یہی حد ہے۔ نہیں ہم ایسا خیال نہیں کر سکتے۔ کلام الٰہی کے مطالعہ کرنے والے کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کی سات روحیں اس آسمانی پرستش میں کونسا مرتبہ رکھتی ہیں۔ جو کلمہ دعائیہ پہلے باب میں ہے اُس میں اُن کا ذکر ایسے طور سے باپ اور بیٹے کے درمیان ہؤا ہے کہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُن تینوں میں سے ایک ہیں جو فضل و سلامتی کے سرچشمے ہیں اور تیسرے باب میں ابن آدم اپنے تئیں سات روحوں کا رکھنے والا اقرار دیتا ہے اور چوتھے باب میں وہ روحیں بشکل سات چراغوں کے جو تخت کے سامنے روشن ہیں نظر آتی ہیں۔ علاوہ ازیں اُن کے باب میں آگے یہ لکھا ہے کہ اُس تخت اور چاروں جانداروں کے درمیان اور اُن بزرگوں کے بیچ ایک برہ یوں کھڑا ہے کہ گویا ذبح کیا گیا ہے۔ جس کے سات سینگ اور سات آنکھیں تھیں جو خدا کی ساتوں روحیں ہیں اور تمام روئے زمین پر بھیجی گئی ہیں[3]۔ اس سے اُن کا ذاتی اتحاد برہ کے ساتھ اور روح القدس کا زمین پر بھیجا جانا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جو پرستش علی العموم ازلی باپ کے ساتھ خدا کے برہ کی ہوتی ہے اُس میں بنفسہٖ روح کی بھی پرستش شامل ہے۔ پس اس رویا کے پہلے باب کے کلمہ دعائیہ میں عجیب و غریب مطابقت ہے اور یہ سہ گانہ پرستش کا کلمہ بھی قدوس قدوس قدوس خداوند قادر مطلق جو تھا اور جو ہے اور جو آنے والا ہے نہایت مناسب ہے۔ اگرچہ یہ رویت آسمانی پرستش کی صرف تشبیہ ہے مگر پھر بھی اُس سے منکشف ہوتا ہے کہ کس طرح آسمان میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کی پرستش ہمیشہ ہوتی ہے ۔

مرقوم الصدر نظیریں یعنے باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر ہمارا

[1] مکاشفات ۳: ۲۱ [2] مکاشفات ۵: ۵ و ۶ اور ۵: ۱۲ [3] مکاشفات ۵: ۶۔

بپتسمہ پاتا دُعائے خیر جو کرنتھیوں کے دوسرے خط کے خاتمہ پر ہے - اور جو دُعا کتاب مکاشفات کے شروع میں ہے - اور جو مذکورہ بالا سہ گانہ تقدیس کا کلمہ دونوں عہد عتیق اور عہد جدید میں موجود ہے اس بات کو بخوبی ثابت کرتی ہیں کہ باپ اور بیٹے کے ساتھ رُوح القدس کی اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ کی پرستش کی جاتی ہے - لہٰذا ان دلائل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں جو مختلف آیات کے باہم مقابلہ سے مستنبط ہوتی ہیں - مگر چونکہ وہ بھی نہایت مفید اور کارآمد ہیں اس واسطے ہم اُن کو بالکل ترک نہیں کر سکتے - چنانچہ اول ہم آیات ذیل کتاب زبور اور عبرانیوں کے خط میں سے نقل کرتے ہیں ۞

آؤ ہم سجدہ کریں اور جھکیں ہم اپنے خالق خدا ... کے حضور گھٹنے ٹیکیں .... اگر آج کے دن تم اُسکی آواز سُنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جیسا کہ مریبہ میں آزمائش کے دن بیابان کے درمیان کرتے تھے - جبکہ تمہارے باپ دادوں نے مجھے آزمایا اور میرا امتحان کیا زبور ۹۵: ۶-۹

اس واسطے جیسا رُوح القدس فرماتا ہے اگر آج تم اُس کی آواز سُنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جس طرح بیابان میں آزمائش کے دن غضب انگیزی کے وقت ہوا جس وقت تمہارے باپ دادوں نے مجھے آزمایا اور اُنہوں نے مجھے پرکھا عبرانیوں ۳: ۷-۹

مزمور کی آیات منقولہ میں اُسی خداوند کی پرستش کی ہدایت ہے جسے بنی اسرائیل نے غصہ دلایا تھا اور عبرانیوں کے خط کی آیات منقولہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خاص کر رُوح القدس تھا غصہ خاص رُوح القدس کے ساتھ اس لئے لکھا گیا کہ کتاب مقدس کے اور کی آیات سے یا دیگر آیات سے کچھ یہ لازم نہیں آتا کہ ہم خیال کریں کہ صرف رُوح القدس کو غصہ دلایا گیا - مگر باپ اور بیٹے کو نہیں - جو توافقی اتحاد رُوح القدس کو باپ اور بیٹے کے ساتھ ہے وہ ہم کو رُوح القدس کی الوہیت ثابت کرنے میں فراموش نہ کرنا چاہئے - جن شخصوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رُوح القدس - باپ اور بیٹے کے ساتھ ایک ہے - وہ خدا کی پرستش کے ہر ایک حکم میں رُوح القدس کی پرستش کو بھی مشتمل سمجھتے ہیں - لیکن چونکہ انسان کو گناہ -

ر کرنا خاص کر رُوح القدس ہی کا کام ہے - اس واسطے یہ بات قرین قیاس ہے کہ بنی اسرائیل نے ثالوث اقدس میں خصوصاً اُسی کو غصہ دلایا اور غمگین کیا پس آیات مذکورہ میں بھی بالخصوص اُسی کی پرستش کی ہدایت ہے ۞

علےٰ ہذا آیات ذیل کے مقابلہ سے بھی رُوح القدس کی الوہیت ثابت ہوتی ہے ۞

اس لئے تم کھیت کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنے کھیت کاٹنے کے لئے مزدوروں کو بھیج دیوے متی ۹: ۳۸

رُوح القدس نے کہا میرے لئے برنباس اور سولوس کو الگ کرو اُس کام کے لئے جسکے لئے میں نے اُنہیں بلایا .... پس وہ رُوح القدس کے بھیجے ہوئے سلوکیا کو گئے - اعمال ۱۳: ۲-۴ ۞

اوپر کی آیت میں خود مسیح نے خادمان دین کے بھیجنے والے سے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے - اور رسولوں کے اعمال سے ظاہر ہے کہ خادمان دین کا بھیجنے والا بالخصوص رُوح القدس ہے - پس خداوند کے فرمان کے بموجب رُوح القدس سے دُعا مانگنی فرض ہے ۞

اسی طرح اس بات کو خیال میں رکھ کر کہ رُوح القدس ہی ہمارے دلوں کو خدا کی محبت سے معمور کرتا ہے ذیل کی دعاؤں پر غور کرنا چاہئے ۞

اور خداوند ایسا کرے کہ .... تمہاری محبت بھی کیا آپس میں کیا ہر ایک کے ساتھ بڑھے اور زیادہ ہووے - تاکہ جب ہمارا خداوند یسوع مسیح اپنے سب مقدسوں کے ساتھ آوے تب وہ تمہارے دل ہمارے باپ خدا کے سامنے پاکیزگی میں بے عیب کئے ہوئے مضبوط کرے - خداوند تمہارے دلوں کو خدا کی محبت اور مسیح کے صبر کی طرف ہدایت کرے - علاوہ اُس خداوند کے کہ جس سے یہ دُعائیں مانگی گئیں اُن میں باپ اور بیٹے

۱ تسلنیکیوں ۳: ۱۲ و ۱۳ و ۲ تسلنیکیوں ۳: ۵ ۞

کا نام بھی مذکور ہے۔ پس کیا یہ بات قابلِ یقین نہیں کہ یہ دُعائیں رُوح القدس ہی سے مانگی گئیں ۔

ایسی اور بہت سی نظیریں پیش ہو سکتی ہیں لیکن جو ثبوت اس مسئلہ کا کہ ارکانِ ایمان میں سے ہے اوپر پیش ہؤا وہ کافی و وافی ہے۔ جس حال میں رُوح القدس اوصافِ الٰہی سے موصوف ہے۔ ہمہ جا حاضر و ناظر۔ ہمہ دان۔ قدیم۔ قادرِ مطلق۔ اور تمام و کمال پاک و نیک ہے۔ اور اُس کے افعال بھی افعال الٰہی ہیں۔ اُس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ زندگی و موت اُس کے اختیار میں ہیں۔ وہ رُوحانی زندگی کا پیدا کرنے والا اور کمال پر پہنچانے والا ہے۔ کتب عہدِ عتیق اور عہدِ جدید کے لکھنے والوں نے اُسی سے الہام پایا۔ مسیح کو اُسی نے ممسوح کیا۔ کلیسیائے جامع کا ہادی و حاکم وہی ہے۔ اور ماسوائے اس کے وہ کتابِ مقدس میں خدا سمجھا گیا اور بولا گیا ہے اور جلال اور پرستش میں باپ اور بیٹا کے ساتھ ایسے طور سے شامل کیا گیا ہے کہ اُس طور سے کوئی خالق مخلوق کے ساتھ شامل کیا جائے تو جو انتہا فرقِ خالق و مخلوق میں ہے وہ ہرگز نہ رہے۔ پس کس کو اس میں جائے کلام ہو سکتی ہے کہ وہ مبارک ثالوث میں سے ایک ہے اور باپ اور بیٹے کے ساتھ متحد ہے اور خود خدا ہے ۔

اب اگر اُس کی اقنومیت یعنے ذی حیات ہونے کا تیقن سنجیدہ ہے تو اُس کی اُلوہیت کا تیقن اُس سے بھی زیادہ سنجیدہ اور اہم ہے۔ وہ بنی آدم کو گناہ سے روکتا ہے۔ وہ ایمانداروں کے دلوں میں بستا ہے۔ وہ ہم سے بہت ہی نزدیک ہے۔ وہ ہمارے ہر خیال سے واقف ہے۔ اور یہ جو ہر دم ہمارے ساتھ رہتا ہے وہ خدا ہے جس کے ہاتھ میں ہماری زندگی اور کل امور ہیں ۔

چوتھا باب

رُوح القدس کا ابنِ آدم کو مسح کرنا

واضح ہو کہ رُوح القدس کی اقنومیت اور الوہیت کتابِ مقدس کی مستحکم دلائل و اسناد سے ثابت ہو چکی ہیں۔ اب یہ امر غور طلب ہو کہ رُوح القدس نے خداوند یسوع کو جو خدا کا مسیح ہے کس طرح مسح کیا حقیقت میں یہ مضمون نہایت عمدہ اور دلچسپ ہے۔ جس قدر اُس سے خدا کی محبت کا بھید ہم پر کھلتا ہے اور کسی طرح سے نہیں کھلتا اور وہ دل کو نہایت فروتن اور پاکیزہ بناتا ہے۔ کاش کہ جو خیالات کتابِ مقدس سے فراہم کر کے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اُن کا لکھنے والا اور اُن کے پڑھنے والے اُسی مبارک رُوح سے ایسی تعلیم پائیں کہ دینداری کے اس بھید سے مستفیض ہوں ۔

(۱)۔ ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ ازلی رُوح باپ اور بیٹے کے ساتھ اُن مشوروں میں شامل تھی جن کے سبب خداوند یہوواہ نے اپنی محبت بے پایان سے یہ ٹھیرایا کہ جو کلمہ ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا وہ مجسم اور فضل و راستی سے بھرپور ہو کر آدمیوں میں رہے۔ اس بارہ میں کتابِ مقدس کی صاف صاف شہادت موجود ہے۔ چنانچہ خداوند نے خورس کی فتوحات کی پیش خبری میں یہ فرمایا۔ میں ہی نے کہا ہاں میں نے اُسے بُلایا میں اُسے لایا ہوں اور وہ اپنی روش میں بخت آور ہو گا۔ تم میرے نزدیک آؤ اور یہ سنو۔ میں نے شروع ہی سے پوشیدگی میں کچھ نہیں کہا۔ جس وقت سے کہ وہ تھا میں وہیں تھا۔ اور اب خداوند یہوواہ اور اُس کی رُوح نے مجھے بھیجا ہے*۔ اس آیت سے پایا

*بعض نے اس جملہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے کہ خداوند خدا نے مجھے اور اپنی رُوح کو بھیجا ہے لیکن ہمارے نزدیک جو ترجمہ متن میں ہے وہ انسب ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۴۸: ۱۵، ۱۶ ۔

جاتا ہے کہ ازلی کلمہ نے کنواری مریم سے پیدا ہونے کے سات سو برس پیشتر اپنا عالم الغیب اور واجب الوجود ہونا ظاہر کیا۔ اور یہ بتلایا کہ اُس کا دُنیا میں بھیجا جانا باپ اور رُوح القدس دونوں کی مرضی کے موافق تھا۔ اِسی طرح خداوند نے یہودیوں سے یہ سوال کیا کہ کیا تم اُسے جسے خُدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کیونکہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں[1]۔ اس آیت کے جملوں کی ترتیب سے مفہوم ہوتا ہے کہ خداوند دُنیا میں بھیجے جانے سے پہلے اس کام کے لئے مخصوص ہوا تھا۔ اور اُس کا پہلے سے مخصوص ہونا غالباً اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ پہلے سے مخفی طور پر ثالوث اقدس کے ارادے میں اور شائد علانیہ بھی کسی آواز یا علامت کے وسیلے سے فرشتوں کے سامنے ہماری نجات کے کام کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اِسی بات کا ذکر اشارتاً دوسرے زبور میں بھی ہوا ہے۔ میں نے تو اپنے بادشاہ کو کوہِ مقدس صیہون پر بٹھلایا ہی (مسح کیا) ہے میں حکم کو آشکارا کرونگا کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا[2]۔ دانیال کا قول بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے۔ ستر ہفتے ... مقرر کئے گئے ہیں تاکہ اُس پر جو سب سے زیادہ قدوس ہے مسح کیا جاوے[3]۔ علی ہذا رسول پولوس کے کلمات سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے۔ باپ کو یہ پسند آیا کہ سارا کمال اُس میں بسے[4] اصل میں باپ کا لفظ نہیں ہے پس یہ جملہ باپ سے مخصوص نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ثالوث اقدس خدا کو جو سب کچھ اپنی مرضی کے موافق کرتا ہے یہ پسند آیا کہ سارا کمال اُس میں بسے یعنے خداوند میں بسے۔ بہ یقین و تقرر باپ سے بغیر بیٹے کے عمل میں نہیں آیا۔ اور نہ بیٹے سے بدون باپ کے۔ اور نہ باپ اور بیٹے سے بلا رُوح کے۔ پس جو احسانمندی اور شکر گزاری ہمارے دلوں میں اُس کی نسبت پیدا ہوتی ہے جس نے بنائے عالم سے پہلے ہماری نجات کی تدبیر کی اُس میں نہ صرف باپ اور بیٹا بلکہ ازلی رُوح بھی شامل ہے ✣

[1] یوحنا ۱۰: ۳۶ [2] زبور ۲: ۶، ۷ [3] دانیال ۹: ۲۴ [4] کلسیوں ۱: ۱۹ ✣

(۲) ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح خداوند یسُوع مسیح باعتبار انسانیت کے کنواری مریم سے پیدا ہؤا۔ اُسی طرح وہ رُوح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا جیسا کہ عقائد نامہ نیس کے اس جملہ میں مذکور ہے کہ "وہ رُوح القدس کی قدرت سے کنواری مریم سے مجسم ہؤا"۔ یہ صحیح ہے کہ ربّانی مرضی اور ارادے کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ باپ نے خداوند یسُوع کا جسم بنایا تُو نے میرے لئے ایک بدن تیار کیا[1]۔ اور چونکہ خداوند نے اپنی رضا و رغبت سے ہماری انسانیت کو اپنی الوہیت میں ہمیشہ کے لئے شامل کیا۔ اس واسطے یہ فعل خود بیٹے کا فعل بھی سمجھا گیا ہے۔ پس جس حال کہ لڑکے گوشت اور خون میں شریک ہیں ویسا ہی وہ بھی اُن میں شریک ہؤا[2]۔ تاہم کتاب مقدس میں بار بار کنواری مریم کے رحم میں خداوند کے جسم کی پیدائش رُوح القدس کی قدرت سے منسوب کی گئی ہے۔ چنانچہ متی کی انجیل میں نسب نامہ کے بعد یہ لکھا ہے اب یسُوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اُس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو اُن کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ رُوح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ بعد ازاں فرشتہ نے جو یوسف سے کہا وہ لکھا ہے۔ اے یوسف ابن داؤد اپنی جورو مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر۔ کیونکہ جو اُس کے رحم میں ہے سو رُوح القدس سے ہے[3]۔ اور جو بشارت جبرئیل نے مریم کو دی جس کو یہ کمال بزرگی عنایت ہوئی کہ اُس سے خداوند پیدا ہو وہ اور بھی زیادہ صاف اور صریح ہے۔ رُوح القدس تجھ پر اُتریگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا۔ اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائے گا[4]۔ یہ نہایت بڑا بھید ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر بیان کرنے سے عاجز ہیں کاشکہ ہمارے دل اس عہد کلیسیا کے ساتھ اتفاق کلی رکھیں۔ یہ نہایت لائق اور مناسب اور ہمارا بڑا فرض ہے کہ ہم ہر وقت اور ہر جگہ تیرا شکر کیا کریں۔ اے خداوند مقدس باپ قادر مطلق اور ہمیشہ کے خدا اس لئے کہ تُو نے اپنا اکلوتا بیٹا یسُوع مسیح بخشا کہ وہ گویا اس وقت ہمارے لئے

[1] عبرانیوں ۱۰: ۵ [2] عبرانیوں ۲: ۱۴ [3] متی ۱: ۱۸-۲۵ [4] لوقا ۱: ۳۵

پیدا ہوا۔ وہ رُوح القدس کی قدرت سے اپنی ماں کنواری مریم کے جوہر سے گناہ کے داغ سے مبرّا حقیقی انسان بنا تاکہ ہم کو سارے گناہ سے پاک کرے۔ اِس واسطے فرشتوں اور مقرب فرشتوں اور کل آسمانی گروہ کے ساتھ ہم تیرے جلیل نام کی حمد و تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ یوں تیری ستائش کرتے ہیں۔ "قدّوس قدّوس قدّوس خداوند ربّ الافواج آسمان اور زمین تیرے جلال سے معمور ہیں۔ اے خداوند تعالےٰ تیرا ہی جلال ہو"[1]۔

(۳)۔ اسی طرح ایک عمدہ خیمہ خداوند ذوالجلال کے لئے تیار ہوا یعنے کلمہ مجسم ہوا۔ اُس کے مجسم ہونے سے پہلے اُس میں پوری الوہیت بغیر جسم کے تھی۔ اُس وقت سے الوہیت کا سارا کمال اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتا ہے[2]۔ پس ہمارے خداوند کی انسانیت نہ صرف گناہ سے پاک اور منزہ تھی۔ بلکہ شروع ہی سے رُوح القدس کے بے پایاں فضل سے بھی معمور تھی۔ اُسی کے فیض سے جس طرح یسوع قدوقامت میں بڑھتا گیا۔ اُسی طرح دانشمندی میں بھی بڑھتا گیا۔ جسقدر اُس کی انسانی رُوح کی قوتیں پختہ ہوتی گئیں۔ اُسی قدر رُوح القدس کے قدرت کے آثار بھی اُس میں زیادہ نمایاں ہوتے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ لڑکا بڑھتا اور حکمت سے بھر کے رُوح میں (یعنے اپنے انسانی رُوح میں جو رفتہ رفتہ قوت پاتی گئی۔ اور خدا کی رُوح کی تاثیر سے اپنے نہایت درجہ کمال کو پہنچتی گئی) قوت پاتا رہا اور خدا کا فضل اُس پر تھا[3]۔ اور پھر جو احوال بارہ برس کی عمر میں خداوند کے ہیکل کو جانے کا مرقوم ہے اُس کے بعد یہ لکھا ہے کہ یسوع حکمت اور قد اور خدا کے اور انسان کے نزدیک مقبولیت میں ترقی کرتا گیا[4]۔ مگر پھر بھی کوئی ایسا وقت مجسم بیٹے کی اوائل زندگی میں قرار نہیں دیا جا سکتا جس میں یہ کلمات اُس پر صادق نہ آتے تھے کہ خدا بے پیمائش کر کے اُسے رُوح نہیں دیتا[5]۔ الحاصل یسّی کے تنے سے ایک کونپل نکلی اور

[1] عشائے ربانی کی نماز میں مسیح کے روز ولادت کی خاص تمہید۔

[2] کلسیوں ۲: ۹ ۔ [3] لوقا ۲: ۴۰ [4] لوقا ۲: ۵۲ ۔ [5] یوحنا ۳: ۳۴۔

اُس کی جڑوں سے ایک پھلدار شاخ وہ خداوند کے آگے پودے کی طرح اور اُسکی جڑ کی مانند جو خشک زمین سے نکلتی ہے بڑھتی گئی۔ اور ابتدا ہی سے خداوند کی رُوح اُس پر ٹھہری حکمت اور خرد کی رُوح مصلحت اور قدرت کی رُوح معرفت اور خداوند کے خوف کی رُوح[6] اور جسقدر اُس کی جسمانی اور طبعی قوتیں بڑھتی گئیں اُس رُوح نے خداوند کے خوف میں اُسے تیز فہم کیا۔ اگرچہ یہ پودا خلوت میں بڑھا۔ مگر اُس کی خوبی مخفی نہ رہ سکی۔

(۴)۔ اور جو مسیح خداوند کو رُوح سے ملا اُس پر اُس کے بپتسمہ کے وقت علانیہ طور پر شہادت دی گئی۔ ہم اس بارہ میں چاروں انجیلوں کی شہادت ذیل میں نقل کرتے ہیں:-

اور یسوع بپتسمہ پا کے وہیں پانی سے نکل کے اوپر آیا اور دیکھو کہ اُسکے لئے آسمان کھل گیا۔ اور اُس نے خدا کی رُوح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو کہ آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔ متی ۳: ۱۶ و ۱۷	یسوع نے ... یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا اور جونہیں وہ پانی سے باہر آیا اُس نے آسمان کو کھلا اور رُوح کو کبوتر کی مانند اپنے اُوپر آتے دیکھا اور آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں۔ مرقس ۱: ۱۰ و ۱۱	اور ایسا ہوا کہ جب ... یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا مانگ رہا تھا آسمان کھل گیا اور رُوح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اُتری اور آسمان سے ایک آواز آئی جو یہ کہتی تھی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں راضی ہوں۔ لوقا ۳: ۲۱ و ۲۲	یوحنا نے یہ کہہ کر گواہی دی کہ میں نے رُوح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس پر ٹھہری اور میں اُسے نہ جانتا تھا پر جس نے مجھے بھیجا کہ پانی سے بپتسمہ دوں اُسنے مجھے کہا کہ جس پر تو رُوح کو اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی ہے جو رُوح قدس سے بپتسمہ دیتا ہے یوحنا ۱: ۳۲ و ۳۳

[6] یسعیاہ ۱۱: ۱ و ۳ [7] یسعیاہ ۵۳: ۲۔

اُس وقت سے رُوح اُسے اپنی خدمت بجالانے اور کفارہ ہونے کے لئے
مسح کرتی رہی۔ ایسا خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ بپتسمہ سے خداوند کی ذات پاک میں
کسی طرح کا تغیر و تبدل واقع ہوا۔ کیونکہ تیل کا ملنا اور تاج کا سر پر رکھنا صرف اس
امر کی علامات ہیں کہ بادشاہ نے اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر جاننا چاہئے
کہ بادشاہ حق بادشاہی کا پہلے ہی سے رکھتا ہے۔ علاوہ بریں ازل سے رُوح القدس
جیسے باپ کی رُوح تھا ویسے ہی بیٹے کی بھی رُوح تھی۔ لیکن اب وہ علانیہ
ازلی بیٹے کے نجات کے اُس بڑے کام میں شریک ہوا جو خدا باپ بیٹے۔ اور
رُوح القدس کے ارادہ کا ثمرہ تھا۔ خدا کے اس نیک ارادے پر اُس کی ذات
کے تینوں اقانیم یعنے باپ اور بیٹے اور رُوح القدس نے ایک ساتھ شہادت
دی۔ اور جس قدر اس شہادت سے تثلیث کا راز احاطۂ عقل میں آتا ہے اَور
کسی طرح نہیں آتا۔ جو شکل رُوح القدس نے اس موقع پر اختیار کی وہ بھی خالی
از معنی نہیں ہے۔ بلکہ سراسر تعلیم سے مملو ہے۔ چنانچہ کتاب مقدس سے ظاہر
ہے کہ کبوتر طوفان کے وقت جب کوئی جگہ پانی سے خالی نہ تھی واپس چلا آیا اور
جس وقت پانی زمین پر کم ہو گیا تھا زیتون کا پتہ چونچ میں لے کر نوح کے پاس
آیا[1] اور قربانی کے جانوروں میں سے ایک کبوتر بھی تھا[2]۔ کبوتر ستم ہوا اور آدمی
سے پناہ ڈھونڈتا ہے۔ اُس کے بال روپے سے ہوتے ہیں۔ اور پر کندن کے[3]
اُس کی آنکھ کی نرمی ضرب المثل ہے۔ اور دولہا دلہن کو میری کبوتری کہہ کر
پکارتا ہے۔ کبوتر بہت جلد آزردہ ہو جاتا ہے۔ دردناک آواز نکالتا ہے۔
اپنے گھونسلے سے کمال محبت رکھتا ہے۔ لیکن بالخصوص وہ سادگی اور بیگناہی
کی علامت ہے۔ کیونکہ خداوند نے فرمایا کہ سانپوں کی طرح ہوشیار اور

[1] پیدائش ۸ : ۸ - ۱۱ — [2] پیدائش ۱۵ : ۹ - احبار ۱ : ۱۴ — [3] زبور ۵۵ : ۶
[4] زبور ۶۸ : ۱۳ — [5] غزل الغزلات ۱ : ۱۵ و ۲ : ۱۴ و ۵ : ۲ و
۱۲ و ۵ : ۱۴ — [6] یسعیاہ ۳۸ : ۱۴ و ۵۹ : ۱۱ و ۶۰ : ۸ — یرمیاہ ۴۸ : ۲۸

کبوتروں کی مانند بے بد ہو[1]۔ غرضکہ اس علامت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رُوح نے اپنے
حلم و شفقت اور قوت و قدرت سے نجات دہندہ کو فیض بے پایاں عنایت کیا۔
اب سوچنا چاہئے کہ کیا اس ربانی مسح کا یہ نتیجہ تھا کہ خداوند کو آرام ملے۔
نہیں بلکہ برعکس اسکے لکھا ہے تب یسوع رُوح کے وسیلہ بیابان میں لایا
گیا تاکہ شیطان اُسے آزمائے[2]۔ اور مقدس مرقس اسی بارہ میں یوں لکھتا ہے
اور رُوح اُسے فی الفور بیابان میں لے گئی اور وہاں بیابان میں چالیس دن
تک رہ کر شیطان سے آزمایا گیا[3]۔ اور مقدس لوقا کے کلمات اس باب میں
اور زیادہ صاف و صریح ہیں۔ اور یسوع رُوح القدس سے بھرا ہوا یردن
سے پھرا اور رُوح کی رہنمائی سے بیابان میں گیا اور چالیس دن تک شیطان
سے آزمایا گیا[4]۔ یہ بات قابل غور ہے کہ جو لفظ اصل میں مقدس مرقس نے رُوح
القدس کے خداوند کو بیابان میں لے جانے کے لئے استعمال کیا ہے وہی
کھیت کاٹنے کے لئے مزدوروں کو بھیجنے کے واسطے استعمال میں لایا گیا ہے
اس لئے کھیت کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنے کھیت کاٹنے کے لئے مزدور
کو بھیج دیوے[5]۔ اور جو لفظ مقدس لوقا نے رُوح القدس کے نجات دہندہ
کو آزمائش کے واسطے لے جانے کے لئے استعمال کیا ہے وہی رُوح القدس
کی اُس ہدایت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو وہ عموماً خدا کے فرزندوں کو
بخشتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جتنے خدا کی رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہ
خدا کے فرزند ہیں[6]۔ اس خیال سے خادمان دین کو اپنی دشوار خدمات کے
بجالانے میں اور تمام ایمانداروں کو اپنے منصبی معمول اور آزمائشوں میں
تسکین و راحت حاصل ہو سکتی ہے۔ بیابان میں خدا کی رُوح کا جو
مسح میں تھی شیطان سے روبرو مقابلہ ہوا۔ رُوح القدس کی قوت سے نجات

[1] متی ۱۰ : ۱۶ — [2] متی ۴ : ۱ — [3] مرقس ۱ : ۱۲ و ۱۳ — [4] لوقا ۴ : ۱ و ۲ — [5] متی
۹ : ۳۸ — [6] رومیوں ۸ : ۱۴

دہندہ چالیس روز تک دشمن کو جو ہنوز ظاہر نہ ہوا تھا ہٹاتا رہا۔ آخر کار آزمائش کرنے والا اُس کے پاس آیا۔ اغلب ہے کہ وہ کوئی صورت اختیار کر کے آیا۔ پس خداوند نے رُوح کی تلوار سے جو خدا کا کلام ہے اُس کی ہر ایک آزمائش کا مقابلہ کیا اور اُس کے پے درپے حملوں کو اس کلمے سے کہ لکھا ہے روکا۔ اِس میں بھی کچھ شک وشبہ نہیں کہ جب شیطان اپنی آزمائش تمام کر چکا تو اور فرشتوں نے آکر خداوند کی خدمت کی تو جس کا نام تسلی دینے والا ہے اور جو ہر ایک غمزدہ اور شکستہ حال کو تسلی بخشتا ہے اُس نے تھکے ماندے نجات دہندے کے دل کو بھی نہایت تشفی و تسلی بخشی۔

(۲)۔ خداوند یسُوع رُوح کی قوت سے جلیل کو پھرا اور ناصرۃ میں آیا[1] اور اپنے دستور کے موافق سبت کے دن عبادت خانہ میں گیا اور پڑھنے کو کھڑا ہوا اور اُس نے یہ پیشین گوئی جو رُوح القدس کے وعدے سے پُر تھی۔ پڑھ کر سُنائی۔ خداوند خدا کی رُوح مجھ پر ہے کیونکہ خداوند نے مجھے مسح کیا تاکہ میں مصیبت زدوں کو خوشخبریاں دوں[2] الخ۔ اور لکھا ہے کہ سب نے اُس پر گواہی دی اور اُن فضل کی باتوں سے جو اُس کے مُنہ سے نکلتی تھیں تعجب کیا۔ اور جبکہ تھوڑی مدت کے بعد وہ کفرناحوم کو آیا تو پھر لکھا ہے کہ وہ اُس کی تعلیم سے دنگ ہوئے کیونکہ اُس کا کلام قدرت کے ساتھ تھا[3]۔ اِس طرح پر یسعیاہ نبی کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے جس نے اپنی رُوح اُس پر رکھی۔ سچ ہے کہ زمانہ سلف میں اُن نبیوں اور قاضیوں سے بھی جن کے سپرد کوئی خاص خدمت ہوتی تھی اسی طرح کے وعدے کئے گئے تھے۔ لیکن جو وعدہ اُوپر کی پیشین گوئی میں مندرج ہے وہ ایسے اعلےٰ مقصد کے لئے کیا گیا تھا جس کے سامنے نبیوں کی خدمات مذکورہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ یسعیاہ نبی کے آگے کے ان کلمات

[1] لوقا ۴: ۱۴ ؛ [2] یسعیاہ ۶۱: ۱ ؛ [3] لوقا ۴: ۲۲ و ۳۲۔

سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرائیگا۔ وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سُنائیگا وہ مسلے ہوئے سینٹھے کو نہ توڑیگا۔ اور دُھکتی ہوئی بتی کو نہ بجھائیگا۔ وہ عدالت کو جاری کرائیگا کہ دائم رہے اُس کا زوال نہ ہوگا۔ اور نہ مسلا جائیگا جب تک راستی کو زمین پر قائم نہ کرے اور بحری ممالک اُس کی شریعت کی راہ تکینگے[1]۔ الغرض خداوند رُوح القدس کی قوت سے کلام کرتا تھا یہوواہ نے اُس کی زبان کو تیز تلوار کی مانند بنایا۔ اور اُسے غیر قوموں کو بخشا تاکہ وہ اُن کے لئے نور ہو[2] اور اُس سے نجات انتہا سے زمین تک پہنچے اس طرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ خداوند یہوواہ نے مجھ کو علما کی زبان بخشی تاکہ میں جانوں کہ کیونکر اُس کی جو تھکا ماندہ ہے کلام سے مدد کروں[3]۔ اِسی ربانی مسح کے سبب خداوند سب کو جانتا تھا اور محتاج نہ تھا کہ کوئی انسان کے حق میں گواہی دے۔ کیونکہ وہ آپ جو کچھ انسان میں تھا جانتا تھا[4] اُس پر دشمنوں کے مخفی خیالات اور شاگردوں کے باطنی غم و الم سب روشن تھے۔ اُس کے لب فضل سے معمور تھے[5]۔ کیونکہ خداوند کی رُوح اُس پر تھی[6]۔

(۷)۔ اور جس طرح خداوند رُوح القدس کی قدرت سے تعلیم دیتا تھا۔ اُسی طرح اُس کے حیرت آمیز معجزے بھی رُوح القدس ہی کی قدرت سے ظہور میں آتے تھے۔ مقدس پطرس نے پنتیکوست کے روز اپنی منادی میں فرمایا کہ یسُوع ناصری ایک مرد تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ثابت ہوا۔ اُن معجزوں اور عجیبوں اور نشانوں سے جو خدا نے اُس کی معرفت تمہارے بیچ میں دکھلائے[7]۔ اور بعد ازاں اُس نے جو منادی قرنیلیوس کے گھر میں کی اُس میں یہ فرمایا کہ خدا نے یسُوع ناصری کو رُوح القدس اور قدرت سے مسوح کیا[8]۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس قدرت سے خداوند یسُوع بیماروں کو شفا بخشتا تھا وہ رُوح القدس ہی کی قدرت تھی[9]۔ چنانچہ خداوند نے اُس غلبہ کے باب

[1] یسعیاہ ۴۲: ۱-۴ و مقابلہ کرو متی ۱۲: ۱۷-۲۱ [2] یسعیاہ ۴۹: ۲ و ۶ [3] یسعیاہ ۵۰: ۴ [4] یوحنا ۲: ۲۴ و ۲۵ [5] متی ۲۲: ۱۸ و یوحنا ۱۶: ۱۹ [6] لوقا ۴: ۲۲ [7] اعمال ۲: ۲۲ [8] اعمال ۱۰: ۳۸ [9] لوقا ۵: ۱۷

میں جا اُس کو شیطان پر حاصل تھا فرمایا کہ میں خدا کی رُوح سے بدرُوحوں کو نکالتا ہوں[1] اور بعد ازاں لوگوں کو رُوح کے حق میں کفر بولنے کے بڑے گناہ سے متنبہ کیا۔ واضح ہو کہ خداوند کے عہد میں بدرُوحوں کا بڑا زور شور تھا۔ اور وہ اکثر آدمیوں کی رُوحوں پر مسلط ہو جاتی تھیں۔ لیکن خدا کی رُوح نے خداوند یسوع کی وساطت سے اُن کے خلاف جھنڈا نصب کیا۔[2] اور ظاہر ہے کہ جب ہم کو یہ خیال آتا ہے کہ خداوند کے سب معجزے رُوح القدس ہی کی قدرت سے وقوع میں آئے تھے تو وہ معجزے ہمیں زیادہ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ گو ہم معجزوں کی قدرت کی اُمید نہیں رکھتے مگر تاہم رُوحانی بخشائش و فضائل و فتوحات کے لحاظ سے خداوند کے کلمات ذیل اگرچہ اُنیس صدیاں گزر گئی ہیں مگر ہم کو بھی ویسے ہی راست اور برحق ہیں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا اور اُن سے بھی بڑے کام کریگا کیونکہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں[3]۔

(۸)۔ اور جو کامل قربانی ہمارے بڑے سردار کاہن نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ساری دُنیا کے گناہوں کے لئے گزرانی اُس کے بارہ میں یہ لکھا ہے۔ کہ مسیح نے بے عیب ہو کے ابدی رُوح کے وسیلے آپ کو خدا کے سامنے قربانی گزرانا[4]۔ پس بدیہی ہے کہ خداوند نے رُوح القدس کی مدد سے اپنی جان گناہ کے لئے گزرانی[5]۔ جس سے سوختنی قربانیوں اور نذر کی قربانیوں اور سلامتی کی قربانیوں اور خطا و تقصیر کی قربانیوں کے نشان تکمیل کو پہنچے۔ جبکہ معین وقت آیا تاکہ شرارت ختم ہو اور خطا کاریاں آخر ہو جائیں اور بدکاری کی بابت کفارہ کیا جائے اور ابدی راستبازی پیش کی جاوے اور رویت و نبوت پر مُہر ہو تو خدا نے اُس کو مسح کیا جو سب سے زیادہ قدوس ہے اور وہ ممسوح یعنے مسیح بادشاہ قتل کیا گیا مگر نہ اپنے لئے[6]۔ اس طرح خداوند ذوالجلال نے خوشبو کے لئے ہمارے عوض میں اپنے تئیں خدا

۱ متی ۱۲: ۲۸ : ۲ یسعیاہ ۵۹: ۱۹ و ۲۰ : ۳ یوحنا ۱۴: ۱۲ : ۴ عبرانیوں ۹: ۱۴ : ۵ یسعیاہ ۵۳: ۱۰ : ۶ دانیال ۹: ۲۴ و ۲۶۔

کے آگے نذر اور قربان کیا۔[1] غرضکہ وہ زندگی اور موت میں ہمیشہ رُوح القدس سے معمور رہا۔ پس اگر باپ کی محبت کے باعث جس نے اپنا اکلوتا بیٹا دیا اور بیٹے کی محبت کے باعث جس نے اپنے آپ کو دیا ہمارے دلوں میں محبت کا شعلہ بھڑکتا ہے تو ہم کو اُس ربانی رُوح کی محبت بھی فراموش نہ کرنی چاہیے۔ جس کی امداد سے یہ عظیم قربانی گزرانی گئی۔

(۹)۔ اور جس طرح نجات دہندہ نے رُوح القدس کی قدرت سے جان دی۔ اُسی طرح اُسی کی قدرت سے وہ تیسرے دن جی اُٹھا۔ ہم اس کے ثبوت میں مقدس پطرس کا یہ مشہور قول نقل نہیں کرتے کہ مسیح جسم کے حق میں تو مارا گیا لیکن رُوح میں زندہ کیا گیا[2]۔ کیونکہ ہمارے نزدیک اس میں جہاں کہیں خداوند کے جسم اور رُوح دونوں کا ایک ساتھ ذکر ہوا ہے رُوح سے نہ پاک تثلیث کا تیسرا اقنوم بلکہ خداوند کی انسانی رُوح مراد ہے۔ لیکن پھر بھی یہ امر متحقق ہے کہ آفتاب صداقت کا دوبارہ طلوع ہونا جیسے باپ کی مرضی اور ارادہ پر موقوف تھا ویسا ہی رُوح القدس کی تاثیر اور قدرت پر بھی موقوف تھا چنانچہ مقدس پولوس فرماتا ہے اگر اُسی کی رُوح جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جلایا تم میں بسی ہے۔ تو مسیح کا جلانے والا تمہارے مُردہ بدن کو بھی اپنی اس رُوح کے وسیلے جو تم میں بستی ہے جلاویگا[3]۔ پس مسیح الوہیت کے اعتبار سے تو اپنی قوت سے مُردوں میں سے زندہ ہوا مگر انسانیت کے اعتبار سے اُس کو باپ نے رُوح کے وسیلے زندہ کیا۔ تاکہ سوتے ہوؤں میں وہ پہلا پھل ہو۔ اور جن چالیس دنوں میں خداوند نے اپنا زندہ ہونا بہت سے صریح نشانوں سے اپنے شاگردوں پر ظاہر کیا اُن دنوں میں جو احکام اُس نے اپنے رسولوں کو دیئے اُن کے باب میں لکھا ہے کہ وہ رُوح القدس کے وسیلے سے دیئے گئے تھے۔ پس جس قربان والا شان کے باعث مسیحی دین جہان میں اس قدر پھیلا اور پھیل رہا ہے وہ قربان صرف پیدا کنندہ اور نجات دہندہ کی محبت کے باعث جاری نہیں ہوا بلکہ رُوح کی محبت کو بھی

۱ یوحنا ۱۶: ۱۵ : اخبار ۵: ۱۹ و ۲۰ : ۲ ۱ پطرس ۳: ۱۸ : ۱۹ و ۲۰ رومیوں ۸: ۱۱ : ۳ ... اعمال ۱: ۲
۳ : ۱۱ رومیوں ۸: ۱۱ : ۴ یوحنا ۲ : ۱۹ و ۱۰ : ۵ اعمال ۱: ۲ ۔

اُس میں دخل تھا۔ غرضیکہ خدا کی رُوح ہمارے خداوند پر اُس کے زندہ ہونے کے بعد بھی سایہ افگن رہی۔

(۱۰) اور جب وہ آسمان پر گیا تو اُس نے سرکشوں کے لئے رُوح کی بڑی بڑی بخششیں حاصل کیں تاکہ خداوند خدا اُن میں بسے۔ (دیکھو زبور ۶۸: ۱۸) جب وہ دنیا میں تھا تو اُس نے باواز بلند فرمایا کہ اگر کوئی پیاسا ہو میرے پاس آکر پئے۔ اور جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس کے بدن سے جیسا کتاب کہتی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہونگی۔ اور لکھا ہے کہ اُس نے یہ رُوح کی بابت کہا جسے وہ جو اُس پر ایمان لاتے پانے پر تھے۔ کیونکہ رُوح اب تک نازل نہ ہوئی تھی اس لئے کہ یسوع ہنوز اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا۔ اسی طرح اُس نے مصلوب ہونے سے پہلے اپنے رسولوں سے یہ فرمایا کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی مفید ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آویگا پر اگر میں جاؤں تو میں اُسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ پس جبکہ وہ فلک الافلاک پر اس لئے چڑھا کہ سب چیزوں کو اپنے جلال سے معمور کرے تو اُس نے کمال فضل آدمیوں کے لئے حاصل کیا۔ اُس نے بخششیں اس لئے پائیں کہ اُن سے آدمیوں کو مالامال کرے۔ اس واسطے مقدس پولوس نے افسیوں کے خط میں زبور کے کلمات مذکورہ بالا تشریح کے ساتھ نقل کئے۔ اُسنے اونچے پر چڑھ کر قیدی کو قید کیا اور آدمیوں کو انعام دئے ۔ ۔ ۔ ۔ اور اُس نے بعضوں کو رسول اور بعضوں کو نبی اور بعضوں کو انجیل کی منادی کرنے والے اور بعضوں کو چرواہے اور بعضوں کو اُستاد مقرر کر دیا۔ تاکہ مقدس لوگ خدمت کے کام میں آراستہ ہوتے جائیں۔ اور مسیح کا بدن بنتا جائے۔ چونکہ اب ہمارا سردار کاہن خداوند خدا کے تخت کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہوا جلال کے ساتھ بادشاہی کرتا ہے پس کتاب مقدس کی پیشینگوئی اُس کے حق میں پوری ہوتی ہے تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت

۱ یوحنا ۷: ۳۷-۳۹ ۲ یوحنا ۱۶: ۷ ۳ افسیوں ۴: ۸ و ۱۱ و ۱۲ ۴ عبرانیوں ۱: ۸ و ۹

کا دشمن ہے۔ اس سبب سے خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔ تیرے سارے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ کیا یہ خوشبو اور خوشی کا تیل رُوح القدس کا وہ مسح نہیں جو ہمارے بزرگ سردار کاہن کے سر پر کیا گیا۔ سچ ہے کہ اب تک ہم نہیں دیکھتے کہ سب چیزیں اُس کے تابع ہو گئی ہیں مگر اُسے دیکھتے ہیں جس کا درجہ فرشتوں سے کچھ کم تھا یعنی یسوع کو کہ اُس نے موت کی اذیت کے سبب جلال و عزت کا تاج پایا۔ اور ہم کو کامل یقین ہے کہ خدا کے اس ازلی حکم کی پوری تعمیل ہوگی۔ تو میرا بیٹا ہے میں آج کے دن تیرا باپ ہوا مجھ سے مانگ کہ میں تجھے قوموں کا وارث کر دونگا اور زمین سراسر تیرے قبضہ میں کر دونگا۔

الغرض خداوند یسوع مسیح اپنی پیدائش سے لے کے خدا کے دہنے ہاتھ تخت اعلےٰ پر بیٹھنے تک خدا کی رُوح کے مسح سے بہرہ یاب ہوتا رہا۔ اور ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو رُوحانی مسح خداوند کو بے حساب حاصل تھا وہی ہر ایک ایماندار کو بھی اپنے اندازہ کے موافق حاصل ہوتا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ جس میں مسیح کی رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں۔ یہ گویا وہ بیش قیمت عطر ہے جو ہارون کے سر پر ڈالا گیا اور اُس کے پیراہن کے گریبان تک پہنچا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ خداوند یسوع مسیح کی مانند ہونا چاہتے ہیں پاک مسح سے جو خدا کی قربت اور آدمیوں میں اُس کی خدمت بجالانے کی طاقت حاصل ہو سکتی ہے۔ مسیح رُوح القدس سے معمور تھا۔ اُس کے موافق ہم کو بھی یہ حکم ملا ہے۔ کہ رُوح القدس سے معمور ہو جاؤ۔ خداوند کا پاک جسم رُوح القدس کی ہیکل تھا۔ ویسے ہی ہمارے جسم بھی اگرچہ گناہ آلودہ ہیں مگر پھر بھی رُوح کی ہیکلیں ہیں جو اُن میں رہتی ہے تاکہ وہ ایک زندہ قربانی مقدس اور خدا کے لئے پسندیدہ ہوں۔ رُوح یسوع مسیح کو آزمائش کے لئے بیابان میں لے گئی تھی۔ اور وہ رُوح کی تلوار سے شیطان پر غالب آیا تھا۔ وہی رُوح کی تلوار دشمن کے مقابلے کے لئے ہمارے پاس بھی ہے۔ خداوند یسوع کا کلام

۱ زبور ۴۵: ۶-۷ ۲ عبرانیوں ۲: ۸ و ۹ ۳ زبور ۲: ۷ و ۸ ۴ رومیوں ۸: ۹ ۵ زبور ۱۳۳: ۲
افسیوں ۵: ۱۸ ۱ کرنتھیوں ۶: ۱۹ رومیوں ۱۲: ۱

فضل ربانی سے معمور تھا اور اُس نے ہم سے بھی یہ وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہوگا رُوح القدس اُسی وقت تم کو سکھائیگا[۱]۔ خداوند کے جاں نثار رسول کلام رُوح القدس ہی کی طاقت سے ظہور میں آئے تھے اور اُس نے ہم سے بھی اُسی فضل کا وعدہ کیا ہے[۲] تاکہ جو خدمت ہمارے سپرد ہو اُس کو ہم بجا لا سکیں۔ مسیح نے رُوح سے ممسوح ہو کر دُکھ اُٹھایا۔ اور ہم کو بھی اس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ جب اُس کے پاک نام کے سبب ہم پر لعن طعن ہوتی ہے[۳] تو ہم اُس وقت مبارک حال ہوتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کی جلالی رُوح ہم پر اپنا سایہ کرتی ہے۔ الغرض ہم بھی اپنے خداوند کی مانند موت اور قبر کے دروازوں سے گزر کر ابھی تک مسرور قیامت کو پہنچ سکتے ہیں۔ کیونکہ جس نے خداوند مسیح کو جلایا وہ ہمارے مُردہ بدنوں کو بھی اُس رُوح کے وسیلے سے جو ہم میں بستی ہے جلائیگا۔ اور ہم کو اپنے حضور میں پہنچا کر اپنے دہنے ہاتھ بٹھلائیگا۔ جہاں ہم ہمیشہ خوش و خرم رہینگے ۔

پانچواں باب

کتاب مقدس رُوح القدس کے الہام سے تصنیف ہوئی

واضح ہو کہ مقدس پولوس رومیوں کے خط میں یہ سوال کرتا ہے کہ یہودی کو کیا فضیلت یا ختنہ کا کیا فائدہ اور آپ ہی یہ عمدہ جواب دیتا ہے کہ البتہ ہر طرح سے بہت ہے خاص کر یہ کہ وہ اقوال الٰہی کے امانت دار ہوئے[۴] کتب عہد عتیق کے مجموعہ کا یہ خطاب قابل غور ہے مقدس استیفان نے

[۱] متی ۱۰ : ۲۰ + لوقا ۱۲ : ۱۲ [۲] یوحنا ۱۴ : ۱۲ - ۱۷ [۳] ۱ پطرس ۴ : ۱۴
[۴] رومیوں ۳ : ۱ ۔

بھی فرمایا کہ موسیٰ کو زندگی کے اقوال ملے کہ ہم کو پہنچا دے[۱] اور پولوس خدا کے اقوال کی پہلی اصولی باتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے[۲] اور مقدس پطرس فرماتا ہے کہ اگر کوئی بولے تو وہ اقوال الٰہی کے مطابق بولے[۳] ہم نے اوپر کی آیتوں میں یونانی لفظ لوگیا کا ترجمہ اقوال کیا ہے اور جاننا چاہئے کہ لفظ لوگیا عہد جدید میں صرف آیات منقولہ بالا میں استعمال کیا گیا ہے۔ مشرکین اکثر لفظ لوگیا اپنے دیوتاؤں کے اُن فرضی اقوال کے لئے استعمال میں لاتے تھے جن سے کوئی پوشیدہ بات ظاہر ہوتی تھی۔ یا کسی آئندہ واقعہ کی خبر ملتی تھی لیکن اوپر کی آیتوں میں کتب عہد عتیق اُس خدائے برحق کی لوگیا یعنے اقوال قرار دی گئی ہیں جو قدیم ہے اور ہر ایک چیز کا علم رکھتا ہے۔ اور کتب عہد عتیق کو مجموعۃً یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کیونکہ وہ انبیا پاک نوشتوں کے مجموعہ ہونے کے اور سب کتابوں کے مجموعہ سے علٰحدہ ہیں۔ اسی طرح ہمارے خداوند اور اُس کے رسولوں نے اُن کو اکثر کتاب کہا۔ اور اُن کا حوالہ یہ کہہ کر دیا کہ لکھا ہے اور اُن کو شریعت الٰہی بھی اِسی وجہ سے کہا کیونکہ اُن میں خدا کے احکام مندرج ہیں اور لہٰذا اُن کو کلام الٰہی بھی اسی لئے کہا کیونکہ اُن سے خدا کی مرضی اور ارادے ظاہر ہوتے ہیں ۔

کتب عہد عتیق یہودیوں کو سپرد کی گئیں اور اُنہوں نے اس امانت کو بڑی وفاداری اور دیانتداری سے رکھا چنانچہ اس بات کا اُن کا ہم قوم مؤرخ یوسیفس نامی شاہد ہے "وہی لوگ نبی تھے جنہوں نے تمام چیزوں کی پیدائش اور شروع زمانہ کے حالات خود خدا سے بوسیلہ الہام تعلیم پا کر لکھے" ۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ "ہمارے کاموں سے یہ بات ثابت ہے کہ ہم اپنی قوم کی اُن کتابوں کو نہایت معتبر سمجھتے ہیں کیونکہ باوجود اس قدر زمانہ گزرنے کے اب تک کسی کو اتنی جُرأت نہ ہوئی کہ

[۱] اعمال ۷ : ۳۸ [۲] عبرانیوں ۵ : ۱۲ [۳] ۱ پطرس ۴ : ۱۱

اُن میں کچھ کمی بیشی یا کسی طرح کا تغیر و تبدل کرنا بلکہ پیدا ہوتے ہی سب یہودیوں کی طبیعت میں یہ بات جم جاتی ہے کہ ان کتابوں میں ربانی تعلیمات مندرج ہیں اور وہ اُن پر مستقل رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی موقع آپڑتا ہے تو اُن کے لئے جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے کیونکہ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہماری قوم کے بہت قیدیوں نے تماشا گاہوں میں طرح طرح کے شکنجوں کے عذاب اور قسم قسم کی موت اس لئے گوارا کی ہیں کہ اُن کو ہماری شرع اور جن نوشتوں میں وہ شرع مندرج ہے اُن کے خلاف کوئی بات کہنی نہ پڑے۔ مگر یونانیوں میں ایسا ایک بھی نہیں جو اس امر کے لئے کچھ تکلیف اُٹھائے بلکہ اگر اُن کی ساری کتابیں بھی غارت ہو جائیں تو بھی وہ اپنے پر ذرا سی تکلیف گوارا نہ کرینگے۔ لیکن ہمارے پاس یوسیفس کی اس شہادت سے بھی قوی شہادت موجود ہے کیونکہ اگر ہم آدمیوں کی گواہی قبول کریں تو خدا کی گواہی اُس سے بڑی ہے اور خود ہمارے خداوند نے جو کتب عہد عتیق کا مجموعہ یہودیوں میں مروج تھا اُس پر قطعی شہادت دی چنانچہ اُس نے مُردوں میں سے زندہ ہونے کے بعد اپنے رسولوں سے فرمایا کہ یہ وہی باتیں ہیں جنہیں میں نے جبکہ تمہارے ساتھ تھا تم سے کہا کہ ضرور ہے کہ سب کچھ جو موسےٰ کی توریت اور نبیوں کے نوشتوں اور زبوروں میں میری بابت لکھا ہے پورا ہو۔ جاننا چاہئے کہ یہودی لوگ اپنی پاک کتابوں کو ان تین حصوں پر منقسم کرتے تھے:-

(۱) توریت جس میں موسےٰ کی پانچ صحیفے شامل تھے۔

(۲) انبیا جنمیں تواریخی کتابیں اور نبیوں کے سب صحیفے بااستثنائے صحیفۂ دانیال شامل تھے۔

(۳) زبور جس میں زبور کی کتاب اور صحیفۂ دانیال اور مجموعۂ عہد عتیق کی باقی سب کتابیں مروجہ حال شامل تھیں۔

۱؎ لوقا ۲۴: ۴۴۔

پس خداوند نے جب شریعت اور نبیوں کے نوشتوں اور زبوروں کا ذکر کیا تو کل مجموعۂ عہد عتیق کی طرف اشارہ فرمایا اور اُسی کے موافق مقدس لوقا خداوند کے قول مذکورہ بالا کے بعد لکھتا ہے کہ تب اُس نے اُن کے ذہنوں کو کھولا کہ کتابوں کو سمجھیں۔ اِس طرح سے وہ کتب عہد عتیق کے تینوں مذکورہ حصوں کو کتابوں کے نام سے موسوم کرتا ہے پس ان کتابوں کے الہامی ہونے میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں خداوند نے اُسی موقع پر یہ کہہ کر کہ یُوں لکھا ہے اُن کا حوالہ دیا جو لوگ کتب عہد عتیق کی طول طویل تواریخی شہادت کا مطالعہ نہیں کر سکتے اُن کے لئے خداوند کی مذکورہ بالا شہادت جو بمنزلہ اُس کی مُہر کے ہے۔ نہایت بیش قیمت ہے۔

اِس مجموعہ کے کلام الٰہی ہونے اور رُوح القدس کے الہام سے لکھے جانے پر خداوند اور اُس کے رسولوں نے صاف صاف شہادت دی۔ چنانچہ خداوند نے خروج کی کتاب ۳: ۶ کے نقل کرنے سے پہلے یہ کہا کہ کیا خدا نے جو تمہیں فرمایا وہ تم نے نہیں پڑھا۔ خداوند کے اِس قول سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ موسےٰ نے بجنسہ وہی کلمات جو خدا نے جھاڑی میں فرمائے لکھے۔ اور انجیل متی کے اسی باب کی ۴۳ آیت میں ہے کہ اُس نے اُن سے کہا پھر داؤد رُوح کے بتانے سے کیونکر اُسے خداوند کہتا ہے اور انجیل مرقس میں اِسی محل پر ہے کہ داؤد آپ ہی رُوح القدس کے بتانے سے کہتا ہے اور انجیل لوقا میں یہ عبارت ہے کہ داؤد زبور کی کتاب میں آپ کہتا ہے پس جو کلمات انجیل لوقا میں داؤد کے کلمات قرار دئے گئے ہیں وہ متی اور مرقس کی انجیلوں کے بیان کے موافق رُوح القدس کے یا رُوح کے بتانے سے کہے گئے۔ علیٰ ہذا دیگر انبیا کا بھی عہد جدید میں ایسے ڈھنگ سے حوالہ دیا گیا ہے کہ اُس سے

۱؎ متی ۲۲: ۳۱ ۲؎ مرقس ۱۲: ۳۶ ۳؎ لوقا ۲: ۴۲۔

گو الہام کا طور ظاہر نہیں ہوتا مگر حقیقت الہام بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ اس کی چند نظیریں آگے لکھی جاتی ہیں۔ رسولوں کے اعمال میں مرقوم ہے کہ اے بھائیو ضرور تھا کہ وہ نوشتہ جو رُوح القدس نے داؤد کی زبانی یہوداہ کے حق میں جو یسوع کے پکڑنے والوں کا رہنما تھا آگے سے فرمایا پورا ہو[1] اور پھر اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ اے رب تو وہ خدا ہے جس نے آسمان و زمین اور سمندر اور سب کچھ جو اُن میں ہے پیدا کیا تو نے اپنے بندے داؤد کی زبانی کہا[2]۔ اور عبرانیوں کے خط میں ہے۔ اس واسطے جیسا رُوح القدس فرماتا ہے اگر آج تم اُس کی آواز سنو[3]۔ کیا یہ کلمات داؤد کے ان آخری کلمات سے مطابقت نہیں رکھتے خداوند کی رُوح مجھ میں بولی اور اُس کا سخن میری زبان پر تھا اسرائیل کے خدا نے کہا اسرائیل کی چٹان نے مجھے کہا[4]۔ پس ظاہر ہے کہ یہی اسرائیل کے خوش الحان مغنی کے کلمات خدا کی رُوح کے کلمات تھے۔ اسی طرح جب ہم یسعیاہ ۶: ۹ رسولوں کے اعمال ۲۸: ۲۵ سے مقابلہ کرتے ہیں تو اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسعیاہ کا قول واقعہ میں رُوح القدس کا قول تھا ◆

اس مجموعۂ صحیفوں کے مختلف حصوں میں باعتبار الہام کے فرق نہیں بلکہ یکساں الہامی ہیں۔ چنانچہ زکریاہ نے رُوح القدس سے معمور ہو کر یہ فرمایا کہ خداوند خدا نے اپنے پاک نبیوں کی معرفت جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے کلام کیا[5]۔ اسی کے موافق رسول پولوس بھی تمطاؤس کے خط میں لکھتا ہے کہ تو لڑکپن سے مقدس کتابوں سے واقف ہے جو تجھے مسیح یسوع پر ایمان لانے سے نجات کی دانائی بخش سکتی ہیں۔ ہر ایک کتاب (یعنی کتب مقدس کا) ہر ایک حصہ الہام سے ہے اور تعلیم کے اور الزام کے اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند ہے تاکہ مرد خدا کامل اور ہر ایک

[1] اعمال ۱: ۱۶ [2] اعمال ۴: ۲۴، ۲۵ [3] عبرانیوں ۴: ۷ [4] ۲ سموئیل ۲۳: ۲
[5] لوقا ۱: ۶۷-۷۰ [6] ۲ تمطاؤس ۳: ۱۵-۱۷

کام کے لئے تیار ہو اور مقدس پطرس اس بارہ میں یہ لکھتا ہے کہ کتاب مقدس کی کوئی پیشین گوئی آپ سے نہیں کھلتی یعنی خود بخود حل نہیں ہوتی۔ اکثر پیشینگوئیاں گویا ایک معمّا ہیں جن میں زمانہ آئندہ کے واقعات اکثر علامتاً مذکور ہوتے ہیں۔ اسی واسطے بعض اوقات انبیاء خود اپنی پیشین گوئیوں کے معنی کی تلاش کرتے تھے[1] پس پیشین گوئیاں خود بخود حل نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ اُن کے حل کے لئے ضرور ہے کہ کتاب مقدس کے مختلف مقامات باہم مقابلہ کئے جائیں اور پیشگوئیاں اپنے متعلق واقعات سے جو ظہور میں آ چکے جائیں ملائی جائیں تاکہ رُوح القدس کی مدد سے اُن کا مطلب سمجھ میں آئے کیونکہ نبوت کی بات آدمیوں کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی ولیکن نبوت کی بات نبیوں کے دل میں انسانی خواہش سے نہیں آئی تھی بلکہ خدا کے مقدس لوگ رُوح القدس کے بلوائے بولتے تھے[2] چونکہ بولنے والے آدمی تھے اس واسطے ہر ایک کا طرز کلام علیحدہ علیحدہ تھا۔ مگر وہ رُوح القدس کے بلوائے بولتے تھے اس واسطے اُن کا کلام زندہ خدا کا کلام تھا ◆

اگرچہ نبیوں کو الہام طرح طرح ہوا مگر ہر صورت میں وہ پورا اور کامل تھا اس واسطے نبیوں کا کلام واقع میں کلام خدا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا نے ... اگلے زمانہ میں نبیوں کے وسیلہ باپ دادوں سے بار بار اور طرح بطرح کلام کیا[3]۔ بعض اوقات مثلاً پاک تواریخی کتابوں کے لکھنے میں نبی رُوح کی تحریک سے بڑی محنت کے ساتھ کتب تواریخ سے کیفیت حال دریافت کرکے لکھا کرتے تھے بلکہ اُن کے بعض حصے بھی مثلاً نسب نامے اپنی کتاب میں شامل کر لیا کرتے تھے۔ بعض اوقات نبیوں کو خواہش موزون عبارت لکھنے کی تمنا ہوتی تھی۔ بعض اوقات نیند میں بوسیلہ خواب کے الہام ہوا کرتا تھا[4]۔ بعض اوقات حالت بیداری میں بوساطت رویت کے۔ بعض اوقات بذریعہ آواز

[1] ۱ پطرس ۱: ۱۱ [2] ۲ پطرس ۱: ۲۱ [3] عبرانیوں ۱: ۱ [4] گنتی ۱۲: ۶ [5] ایوب ۳۳: ۱۴، ۱۵ ◆

کے الہام ہوتا تھا[۱] - اور اکثر الہام کی صورت یہ ہوتی تھی کہ خدا کی رُوح انبیاء کے دلوں میں مخفی طور سے تحریک کیا کرتی تھی[۲] - لیکن نبی خواہ گزشتہ حالات لکھتے تھے خواہ کوئی رویت بیان کرتے تھے خواہ جو کلام کسی فرشتہ سے سُنتے تھے اُس کو لکھتے تھے خواہ جو بات اُن کے دل میں القا ہوتی تھی اُس کو تحریر کرتے تھے مگر بغیر ہدایت رُوح القدس کے اُن کی قلم سے ایک حرف نہ نکلتا تھا - اُن کی تحریر کے حق میں ہم بلاتامل کہہ سکتے ہیں کہ خدا خود اُس کے ہر ایک حرف کا ذمہ وار تھا - پس مشہور عالم لوک کا یہ قول کتابِ مقدس پر صادق آتا ہے کہ وہ خدا اُس کا مصنف ہے - نجات اُس کا مقصد ہے - اور حق کہ جس میں غلطی کا نام تک نہیں اُس کا مضمون ہے ⁂

بعض نے یہ جہل اعتراض کیا ہے کہ کتابِ مقدس میں بہت سے ایسے آدمیوں کے اقوال بھی مندرج ہیں جو ایوب کے دوستوں کی مانند خود گمراہ تھے یا قائن اور یہوداہ اسکریوطی کی مانند فاسق گنہگار تھے بلکہ شیطان کے بھی اقوال مرقوم ہیں - پس وہ معترض کہتے ہیں کہ کیا یہ اقوال بھی الہامی ہو سکتے ہیں - اگرچہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معقول شخص ایسا اعتراض کرے - مگر بچہ بھی اُس کا جواب دے سکتا ہے - واقعی اقوال مذکورہ سب بے الہام شخصوں کے تھے اور اچھے نہ تھے - لیکن اُن کا بھی کتبِ مقدسہ میں لکھا جانا خدا نے ہماری تعلیم کے لئے مفید سمجھا - اِس واسطے اُس نے نبیوں اور رسولوں کو اُن کے نقل کرنے کی تحریک کی ⁂

الحاصل کُتبِ مقدسہ برحق ہیں اور اُن میں ذرا سی غلطی کا بھی احتمال نہیں ہو سکتا - ہم اِس محل پر اُن غلطیوں کی طرف اشارہ نہیں کرتے جو کاتبوں کے سہو یا مترجموں کی خطا سے کتبِ مذکورہ میں داخل ہو گئی ہوں - لیکن یہ غلطیاں بہت تھوڑی سی ہیں - اور اُن سے مطلب میں کسی طرح کا خلل عائد نہیں ہوتا غرضیکہ کتبِ مقدسہ کامل ہیں - آیاتِ ذیل اس امر کی شاہد ہیں - خداوند کا

[۱] گنتی ۱۲ : ۸ [۲] یرمیاہ ۲۰ : ۹ ⁂

کلام چوکھا کلام ہے جیسے روپا مٹی کی گھٹھالی میں تایا گیا اور سات مرتبہ صاف کیا گیا[۱] خداوند کی توریت کامل ہے کہ دل کی پھیرنے والی ہے - خداوند کی شہادت سچی ہے کہ سادہ دلوں کو تعلیم دینے والی ہے - خداوند کی شریعتیں سیدھی ہیں کہ دل کو خوشی بخشتی ہیں - خداوند کا حکم صاف ہے کہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے خداوند کا خوف پاک ہے کہ اُس کو ابد تک پائداری ہے - خداوند کی عدالتیں سچی اور تمام و کمال سیدھی ہیں[۲] - اور اجور کا یہ مقولہ کتابِ مقدس میں مندرج ہے کہ خدا کا ہر ایک سخن پاک ہے[۳] - اور ہمارے خداوند اور اُس کے رسول بھی جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اِس امر کے مقر تھے - اور اُنہوں نے توریت اور زبور اور نبیوں کی کتابوں سے بے تامل اسی طرح اقتباس کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتابِ مقدس زندہ خدا کا کلام ہے جو ابد تک رہیگا ⁂

دلائل مذکورہ بالا بالخصوص کتبِ عہدِ عتیق سے* متعلق ہیں لیکن اگر یہ کتابیں الہامی ہیں تو کتبِ عہدِ جدید کے الہامی ہونے میں بھی کسی طرح کا کلام نہیں ہو سکتا - البتہ کوئی تیسری الہامی کتاب نہیں جو دوسری پر شہادت دیتی ہو جیسے دوسری پہلی پر شہادت دیتی ہے - ظاہر ہے کہ اس خاص صورت میں ایسی طرح کی شہادت کا ہونا ممکن نہ تھا اور اُس کی کچھ ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ اگر دوسری کتاب کے لئے تیسری کتاب کی شہادت درکار ہو تو پھر تیسری کے لئے چوتھی کی

[۱] زبور ۱۲ : ۶ [۲] زبور ۱۹ : ۷-۹ [۳] امثال ۳۰ : ۵

* بعض کلام الٰہی کے منکرین عہدِ جدید کے تو مداح ہیں - مگر عہدِ عتیق کی صداقت اور تعلیم پر نکتہ چینی کرتے ہیں - لیکن جاننا چاہئے کہ کتبِ عہدِ عتیق اور عہدِ جدید آپس میں ایسا ربط و ضبط رکھتی ہیں کہ وہ جدا نہیں ہو سکتیں - قریب ایک سو نوے کے متفرق اور علیحدہ عبارتیں عہدِ عتیق سے عہدِ جدید میں اقتباس کی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر ایک سے زیادہ آیتوں پر مشتمل ہیں اور بار بار عہدِ جدید میں منقول ہیں پس اِس طرح عہدِ جدید کی تقریباً تین سو آیات عہدِ عتیق سے نقل ہوئی ہیں - علاوہ ازیں جو بڑے معجزے عہدِ عتیق میں مذکور ہیں اور جن پر خاص کر اعتراض کئے جاتے ہیں - اُن سب کی عہدِ جدید تصدیق کرتا ہے اور اسی طرح عہدِ جدید کے (دیکھو صفحہ ۷۶)

شہادت درکار ہوگی۔ لیکن جن دلائل سے یہودیوں پر یہ بات ثابت ہوئی۔ کہ موسےٰ اور دیگر انبیا خدا کے نام سے بولتے اور لکھتے تھے وہی دلائل بلکہ اُن سے بھی قوی تر دلائل کتب عہد جدید کے بارہ میں موجود ہیں۔ خدا جس نے اگلے زمانہ میں نبیوں کے وسیلے باپ دادوں سے . . . . کلام کیا ان آخری دنوں میں ہم سے بیٹے کے وسیلے بولا۔ چنانچہ انجیلوں میں زیادہ تر خدا کے ازلی بیٹے کا کلام بجنسہ لکھا ہوا ہے اور جس طرح موسےٰ اور دیگر انبیائے سلف نے معجزے کئے اسی طرح مسیح اور اُس کے رسولوں نے بھی کئے۔ جس طرح فرشتے اُن کی مدد کرتے تھے ان کی بھی کرتے تھے۔ جس طرح وہ خدا کی طرف سے کلام کرتے تھے اور اُس کی مرضی ظاہر کرتے تھے اور آئندہ واقعات کی خبر دیتے تھے۔ اور جزا و سزا کے وعدے وعید کرتے تھے اُسی طرح یہ بھی کرتے تھے۔ جس طرح نبیوں کو خدا کی طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) تمام اصولی مسئلوں کی تعلیم عہد عتیق میں پائی جاتی ہے ۔

(۱) جو بڑے بڑے معجزے عہد عتیق میں مذکور ہیں اُن کی عہد جدید تصدیق کرتا ہے ۔

خدا کا چھ روز میں کائنات کو پیدا کرنا۔ اور ساتویں دن کو آرام کا دن ٹھہرانا[1]۔

آدم اور حوا سے کل آدمیوں کا پیدا ہونا[2] ۔

انسان کا آزمایا جانا اور گناہ میں مبتلا ہوتا[3] ۔

حنوک کا آسمان پر اُٹھایا جانا[4]۔

طوفان کا دنیا میں آنا[5] ۔

ابراہیم کا خدا کے حکم سے نقل مکان کرنا[6] ۔

سدوم کا غارت ہونا[7] ۔

اسحٰق کی معجزانہ پیدائش[8] ۔

[1] عبرانیوں ۱ : ۱ و ۲ [2] عبرانیوں ۴ : ۴ [3] متی ۱۹ : ۴ ۔ اعمال ۱۷ : ۲۶ ۔ ۱ تمطاؤس ۲ : ۱۳ [4] ۲ کرنتھیوں ۱۱ : ۳ ۔ رومیوں ۵ : ۱۲ [5] عبرانیوں ۱۱ : ۵ ۔ یہوداہ ۱۴ [6] متی ۲۴ : ۳۷ ۔ ۳۹ ۔ ۲ پطرس ۳ : ۶ [7] اعمال ۷ : ۳ [8] لوقا ۱۷ : ۲۸ ۔ ۲ پطرس ۲ : ۶ [9] رومیوں ۴ : ۱۹ و ۲۰ ۔ عبرانیوں ۱۱ : ۱۱ ۔

سے کلام کرنے کا اختیار حاصل تھا اُسی طرح رسولوں کو بھی حاصل تھا۔ چنانچہ اُن کے خطوط کے شروع کی عبارت اس امر کی شاہد ہے۔ اور مقدس پطرس نبیوں اور رسولوں کو ایک زمرہ میں شامل کرتا ہے۔ چنانچہ جن کو اُس نے خط لکھا تاکید کی کہ تم اُن باتوں کو جو مقدس نبیوں نے پیشتر کہیں اور اُس حکم کو جو ہم سے کہ خداوند اور بچانے والے کے رسول ہیں کیا یاد رکھو۔ اور اُس نے پیارے بھائی پولوس کے خطوط کو دیگر کتب مقدسہ کے ساتھ جن کے معنی جاہل لوگ پھیرتے تھے ہم رتبہ قرار دیا۔ اور مقدس پولوس ایک جگہ استثنا ۲۵ : ۴ سے اور دوسرا لوقا ۱۰ : ۷ سے ایک ساتھ نقل کرتا ہے۔ اور [illegible] میں کچھ امتیاز نہیں کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ کتاب یہ کہتی ہے کہ [illegible] بیل کا منہ مت باندھ اور یہ کہ کام کرنے والا اپنی مزدوری کا حقدار ہے ۔ خود خداوند نے اپنے رسولوں سے اس الہام کے ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اُس نے مقدس پطرس اور دیگر رسولوں سے یہ فرمایا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں جو کچھ تم زمین پر باندھو گے آسمان پر باندھا جائیگا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے آسمان پر کھولا جائیگا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ یہودی لوگ ۔ اُن

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰)

اسحٰق اور یعقوب اور یوسف کا بطور پیشین گوئی کے اپنی اولاد کو برکت دینا[1] ۔

ایوب کا احوال[2] ۔

خدا کا موسےٰ پر جھاڑی میں ظاہر ہونا[3] ۔

خروج کے وقت مصریوں کا ہونا عید فسح کا مانا جانا۔ اور بحر قلزم سے بنی اسرائیل کا عبور[4]۔ بیابان میں من کا برسنا اور چٹان سے پانی کا نکلنا اور دیگر معجزات کا ظہور میں آنا[5] ۔

کوہ سینا سے شریعت کا دیا جانا[6] ۔

[1] عبرانیوں ۱۱ : ۲۰ و ۲۲ [2] یعقوب ۵ : ۱۱ [3] مرقس ۱۲ : ۲۶ ۔ اعمال ۷ : ۳۰ - ۳۵ [4] اعمال ۷ : ۳۶ ۔ ۱ کرنتھیوں ۵ : ۷ ۔ عبرانیوں ۱۱ : ۲۸ و ۲۹ [5] یوحنا ۶ : ۳۱ ۔ ۱ کرنتھیوں ۱۰ : ۱ - ۴ [6] عبرانیوں ۱۲ : ۱۸ ۔ اعمال ۷ : ۳۸ ۔ ۲ کرنتھیوں ۳ : ۷ ۔

بائبل مقدس اور کھولنے کے الفاظ منع کرنے اور اجازت دینے کے معنوں میں استعمال کیا کرتے تھے۔ پس کلمات مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کام رسولوں نے منع کئے خدا کے حکم سے منع کئے اور جن کاموں کو انہوں نے جائز رکھا تھا اسکے حکم سے جائز رکھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس امر کے لئے الہام کا ہونا ضرور تھا۔ اور جو کلمات خداوند نے موت سے پہلے زبان مبارک سے فرمائے اُن سے ثابت ہے کہ روح القدس رسولوں کو بالخصوص اسی واسطے بخشا گیا تھا۔ چنانچہ اُس نے فرمایا میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے تم سے کہیں۔ لیکن وہ تسلی دینے والا یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجیگا وہی تمہیں سب چیزیں سکھلا دیگا اور سب باتیں جو کچھ کہ میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلائیگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آوے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا اور تم بھی گواہی دو گے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو۔ اور یہ فرمایا۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی۔

قورح اور اُس کے ساتھیوں کا زمین میں دھنس جانا[1] ۔

پیتل کے سانپ سے شفا پانا[2] ۔

گدھے کا انسانی زبان سے بولنا[3] ۔

یریحو کی دیواروں کا گرنا[4] ۔

جدعون اور برق اور سمسون وغیرہ کے عجیب حالات[5] ۔

ایلیاہ کی دعا سے مینہ کا نہ برسنا اور پھر برسنا[6] ۔

نعمان کے کوڑھ کا دور ہونا[7] ۔

یسعیاہ کا جلال الہٰی کو رویت میں مشاہدہ کرنا[8] ۔

[1] یہوداہ ۱۱ [2] یوحنا ۳ : ۱۴ و ۱۵ [3] ۲ پطرس ۲ : ۱۶ [4] عبرانیوں ۱۱ : ۳۰
[5] عبرانیوں ۱۱ : ۳۲-۳۴ [6] یعقوب ۵ : ۱۷ [7] لوقا ۴ : ۲۷
[8] یوحنا ۱۲ : ۴۱ ۔

اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی۔ لیکن جو کچھ وہ سنیگی سو کہیگی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگی وہ میری بزرگی کریگی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاویگی اور تمہیں دکھلاویگی۔ اور یہ بھی ہے کہ جس حال میں رسولوں کو الہام کا عطا ہونا اس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنے ہمعصر لوگوں کو انجیل کی منادی کر سکیں تو وہ اُس کی نسبت دوچند اس لئے ضرور تھا کہ وہ اُن صحائف کو تحریر کر سکیں جو ہر زمانہ کے لوگوں کی تعلیم کے لئے لکھے گئے۔ اور اُس کے موافق ہم پاتے ہیں کہ خود رسولوں نے فرمایا کہ اُن کا کلام اُن کی تحریر کے مطابق تھا۔ چنانچہ مقدس پولوس نے تسالونیکیوں کو لکھا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے تمہیں یہ باتیں کہتا تھا اور خود رسول بھی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ جو کچھ ہم تقریر و تحریر کرتے ہیں خدا کے حکم اور اُس کی روح کے الہام سے کرتے ہیں۔ چنانچہ عہد جدید رومیوں کے خط کے آخر میں ہے۔ اُس میں مقدس پولوس لکھتا ہے اب اُسی کو جسکی قدرت ہے کہ تمہیں میری انجیل کے اور یسوع مسیح کی منادی کے موافق قائم رکھے۔ یعنی

یونس کا احوال[1] ۔

شدرک اور میسک اور عبد نجو کا آگ کی بھٹی اور دانیال کا شیروں کی ماند میں ڈالا جانا[2] ۔

اوپر کے بیان سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جو لوگ عہد عتیق کے برخلاف ہیں اُن کو مسیح اور اُس کے رسولوں کے بھی برخلاف سمجھنا چاہئے ۔

[1] متی ۱۲ : ۴۰ و ۴۱ [2] عبرانیوں ۱۱ : ۳۳ و ۳۴ ۔

(۲) عہد جدید کے تمام اصولی مسئلوں کی تعلیم عہد عتیق میں پائی جاتی ہے ۔

خدا کی واحدانیت[1] ۔

بیٹے اور روح القدس کی الوہیت[2] ۔

انسان کا گناہ کی طرف مائل ہونا[3] ۔

مسیح کا کفارہ[4] ۔

[1] استثنا ۶ : ۴ یسعیاہ ۴۴ : ۶ [2] یسعیاہ ۹ : ۶ و ۴۰ : ۱۳ و ۴۸ : ۱۶
[3] پیدائش ۶ : ۵ زبور ۵۱ : ۵ یرمیاہ ۱۷ : ۹ [4] احبار ۱۷ : ۱۱
زبور ۵۱ : ۷ یسعیاہ ۵۳ : ۱۰ دانیال ۹ : ۲۴ و ۲۶ ۔

اُس بھید کے اظہار کے مطابق جو قدیم زمانہ سے پوشیدہ رہا مگر نبیوں کی کتابوں
کے وسیلے خدائے ابدی کے حکم کے مطابق اب ظاہر ہوا اور سب غیر قوموں
میں ایمان کی فرمانبرداری کے لئے مشہور کیا گیا اُسی واحد دانا خدا کو یسوع مسیح
کے وسیلے سے ہمیشہ تمجید پہنچا کرے۔ اور اُن کا صرف یہی دعویٰ نہ تھا کہ ہماری
منادی کا کُل تر الہام سے ہے بلکہ جو الفاظ اُن کے منہ سے نکلتے تھے اُن کو بھی وہ
الہامی بتاتے تھے۔ چنانچہ مقدس پولوس لکھتا ہے۔ ہم نے نہ دُنیا کی رُوح نہیں
بلکہ وہ رُوح جو خدا کی طرف سے ہے پائی تاکہ ہم اُن چیزوں کو جو خدا سے ہمیں
بخشی گئی ہیں جانیں۔ اور ہم اُن چیزوں کو اُن الفاظ میں جو انسان کی حکمت کی سکھائی ہوئی باتوں سے
نہیں بلکہ رُوح قدس کی سکھائی ہوئی باتوں سے۔ غرض رُوحانی باتیں رُوحانی
لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو کلام ان رُوح کی ہدایت سے بولے اور لکھے
جاتے تھے اُن کے کلام الٰہی ہونے میں کسی طرح کا شک نہیں ہو سکتا۔ مقدس
پولوس اُسی خواہش سے یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی اپنے تئیں نبی یا رُوحانی جانے تو

ایمان سے راستباز ٹھہرایا جانا ۔
رُوح القدس کا دل کو تبدیل کرنا ۔
کلام الٰہی کا بے خطا ہونا اور ہمیشہ تک قائم رہنا ۔
نیک اعمال کا ایمان سے بالضرور پیدا ہونا ۔
آخری عدالت کا ہونا ۔
اس عدالت کی جزا و سزا کا ہمیشہ تک رہنا ۔
خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت کا تا ابد قائم رہنا ۔

الغرض خوب کہا گیا ہے کہ عہد جدید عہد عتیق میں چھپا ہوا ہے۔ اور عہد عتیق عہد جدید میں کھلا ہوا ہے ۔

۱؎ یسعیاہ ۵۳ ؛ ۲۱-۲۵ ؛ یسعیاہ ۱۳ ؛ ۲ پطرس ۱ ؛ ۵ — ۲؎ زبور ۵۱ ؛ ۱۰ حزقی ایل ۳۶ ؛ ۲۶
۳؎ زبور ۱۱۹ ؛ ۱۶۰ ؛ ۹-۷ یسعیاہ ۴۰ ؛ ۸ — ۴؎ حزقی ایل ۱۸ ؛ ۳۱ ؛ ۵-۹
۵؎ زبور ۹۶ ؛ ۱۳ واعظ ۱۲ ؛ ۱۴ دانی ایل ۷ ؛ ۱۰ — ۶؎ زبور ۹ ؛ ۱۷ دانی ایل ۱۲ ؛ ۲
۷؎ پیدائش ۴۹ ؛ ۱۰ زبور ۴۵ ؛ ۶ یسعیاہ ۹ ؛ ۶ و ۷ ۔

سمجھے کہ وہ اقرار کرے کہ یہ باتیں جو میں لکھتا ہوں خداوند کے احکام ہیں۔ یہ کسی طرح
مقدس یوحنا بے تامل یہ تحریر کرتا ہے کہ ہم خدا کے ہیں جو خدا کو پہچانتا ہے ہماری
سنتا ہے جو خدا کا نہیں ہماری نہیں سنتا ہے۔ غرضکہ کل عہد جدید کا طرز کلام اُس
کے مصنفوں کے صاحب الہام ہونے پر صاف صاف دلالت کرتا ہے حتیٰ کہ کتب
مقدسہ کی آخری کتاب ان سنجیدہ اور عبرت انگیز کلمات پر ختم ہوتی ہے کہ اگر کوئی
ان باتوں میں کچھ بڑھاوے تو خدا اُن آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی ہیں اُس
پر بڑھا دیگا۔ اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو
خدا اُس کا حصہ کتاب حیات سے اور شہر مقدس سے اور ان باتوں سے جو اس
کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا۔ بیان مذکورہ بالا پر غور کرکے ہم بالتحقیق کہہ سکتے
ہیں کہ اگر کتب عہد عتیق اور عہد جدید کے پاک مصنفوں کا کلام اس امر کے ثبوت
کے لئے کافی نہیں کہ اُنہوں نے صاحب الہام ہونے کا دعوےٰ کیا۔ تو کوئی کلام
بھی گو وہ کیسا ہی صاف اور غیر مشتبہ ہوتا اس امر کے ثبوت کے لئے کافی نہ ہوتا۔
کتب مقدسہ کے مختلف مصنفوں کا طرز کلام ایک دوسرے سے علیحدہ ہے چنانچہ
حضرت موسےٰ اور داؤد اور یسعیاہ اور یرمیاہ اور پطرس اور پولوس کے طرز کلام میں
زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن یہ امر کتب مقدسہ کے الہامی ہونے کے برخلاف
نہیں ہے کیونکہ گو اُن کے مختلف لکھنے والے آدمی تھے اور اپنے اپنے طور پر
بولتے اور لکھتے تھے۔ مگر پھر بھی وہ سب رُوح القدس کے الہام سے بولتے
اور لکھتے تھے۔ بعض اوقات وہ خداوند کا کلام سنتے تھے پس اُس کو بجنسہ لکھ
دیتے تھے۔ لیکن زیادہ تر جو خیالات خدا کی رُوح اُن کے دلوں میں ڈالتی تھی۔
اُن کو وہ اپنی عبارت میں بیان کرتے تھے۔ تاہم اس میں بھی ہمیشہ خدا کی
رُوح اُن کی ایسی مدد اور حفاظت کرتی تھی کہ اُن کے بیان میں کسی طرح کی
غلطی نہ ہو سکتی تھی۔ غرضکہ وہ محض کاتب یا نقل نویس نہ تھے بلکہ صاحب الہام
مصنف تھے جو ہر قسم کی غلطی سے محفوظ تھے۔ خدا ہمارے ساتھ اُن کے وسیلہ

۱؎ یوحنا ۴ ؛ ۶ — ۲؎ مکاشفات ۲۲ ؛ ۱۸ و ۱۹ ۔

سے وہ فرشتوں کی زبان میں بلکہ انسانی زبان میں کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اکثر یہ بات مشکل معلوم ہوتی ہے کہ جو انسانیت اور الوہیت کے آثار کتب مقدسہ میں پائے جاتے ہیں اُن میں سے ہم زیادہ کس کی تعریف کریں۔ اُس میں کامل انسانیت بھی ایسی پائی جاتی ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنی طرف نہایت کشش کرتی ہے اور آثار الوہیت بھی ایسے نمایاں ہیں کہ اُس کے تمام و کمال برحق ہونے میں کسی طرح کا شُبہ نہیں ہو سکتا۔ اس اعتبار سے کلام مجسّم اور کلام تحریری میں مشابہت کلی نظر آتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح میں ہر ایک خواہش انسانی اور ہر ایک ضعف بشریت جس میں گناہ کو دخل نہ تھا موجود تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ وہ ہر ایک بات میں اپنے بھائیوں کی مانند بنا اور بڑھئی کا کام کرتا رہا اور بھوکا پیاسا تھکا ماندہ ہو جاتا تھا۔ وہ سفر کی ماندگی ہی کے سبب سے یعقوب کے کوئیں پر بیٹھ گیا تھا۔ غرضکہ جیسے وہ کامل خدا تھا ویسے ہی کامل انسان بھی تھا۔ بعینہٖ یہی کیفیت تحریری کلام کی ہے کہ وہ ہر طرح سے بے عیب اور کامل ہے مگر تاہم بعض اوقات اُس کا مطلب بخوبی نہیں ظاہر ہوتا اور وہ گویا زبان حال سے مسیح کا ہمکلام ہو کر ہم سے کہتا ہے کہ وہ وقت آتا ہے کہ میں تم سے تمثیلوں میں کلام نہیں کرونگا۔ الحاصل کتاب مقدس کی ہر ایک عبارت کلام ربانی بھی ہے اور کلام انسانی بھی۔ اور جس طرح قوس قزح کے مختلف رنگ جُدا نہیں ہو سکتے اُسی طرح کلام الٰہی کا یہ عجیب و غریب بھید بھی نہیں کھل سکتا۔

اگرچہ کتاب مقدس کے مختلف مصنفوں کی عبارت کا علیحدہ طرز پر ہونا اُس کے الہامی ہونے کے خلاف نہیں لیکن جو لوگ عقل کو کلام الٰہی پر ترجیح دیتے ہیں اور اپنی خام خیالی سے اُس میں نکتہ چینی کرتے ہیں وہ بڑی بھول میں ہیں۔ اُس میں کوئی بات باطل یا نادرست یا غیر الہامی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اگر مانا جائے کہ اُس میں ایسی باتیں بھی ہیں تو پھر بغیر کسی دوسری الہامی کتاب کے کس طرح معلوم ہو سکیگا کہ اُس میں کونسی بات الہامی ہے اور کونسی غیر الہامی۔ کونسی حق ہے اور کونسی باطل۔ کونسی انسانی ہے اور کونسی ربانی۔ علاوہ

ازیں کتاب مقدس اس امر کی بھی مانع ہے کہ عقل اُس کے مضامین پر آخر حکم لگانے کی مجاز سمجھی جائے۔ فاضل اجل بیکن لکھتا ہے۔ کہ "جس طرح خدا کی فرمانبرداری ہم پر فرض ہے۔ اُسی طرح اُس کو راست و برحق سمجھنا بھی ہم پر فرض ہے۔ جس طرح اُس کے احکام کا بجا لانا ہمیں لازم ہے۔ گو ہماری طبیعت اُن کے بجا لانے کی طرف مائل نہ ہو۔ اسی طرح اُس کے کلام کو برحق سمجھنا ہمیں لازم ہے۔ گو ہماری عقل اُس کے قبول کرنے کی طرف مائل نہ ہو۔ کیونکہ اگر ہم اُن باتوں کو حق سمجھیں جن کا حق ہونا عقل کے نزدیک ثابت ہو تو ہم صرف اُن باتوں کو حق سمجھتے ہیں نہ کہ خدا کو کیونکہ اس طرح تو ہم ایک مجہول سے اور معتبر گواہ کی بات کو بھی حق سمجھ لیتے ہیں۔ علاوہ اس کے جو اعلیٰ حقائق خدا نے بتائے ہیں اُن کو پست کر کے اپنی عقل کے تابع نہ کرنا چاہئے بلکہ اسکے برعکس اپنی عقل کو ایسا بڑھانا اور اونچا کرنا چاہئے کہ وہ اُن اعلیٰ حقائق تک پہنچ سکے"۔

کتاب مقدس کو اس طرح برحق سمجھنا تفتیش و تحقیق کے خلاف نہیں۔ مگر ہم کو تحقیقات میں احتیاط کرنی لازم ہے تاکہ ہم حد سے تجاوز نہ کر جائیں۔ محقق پر فرض ہے کہ کمال احتیاط کے ساتھ نسخوں اور ترجموں کے عیب و صواب اور کتب مقدسہ کی اصلی عبارت دریافت کرے اور اُس کی تشریح و توضیح کرے تاکہ وہ بآسانی ہمارے فہم میں آ سکے۔ لیکن جو لوگ اپنی عقل پر گھمنڈ کر کے نبیوں اور رسولوں کے نوشتوں کو اصلاح دینے لگتے ہیں اور اُن کے دلائل کو ضعیف اور اُن کے بیان کو غلط بتاتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اُن کے لکھنے والوں نے باطل فلسفہ کی تاثیر سے غلطی کھائی یا ضعف حافظہ کے سبب بھول میں پڑ گئے۔ اور خیال کرتے ہیں کہ مدارس علوم کے آج کل کے ہوشیار مدرس اُن پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اور اُن سے کئی درجہ بہتر لوگوں کو تعلیم دے سکتے ہیں وہ اپنے کو خدا کے حضور میں سخت مواخذہ کے لائق بناتے ہیں اور اُن کے فاسد خیالات کو کوئی دیندار آدمی پسند نہیں کر سکتا۔ البتہ ہر ایک بات کی آزمائش

کے لئے ہمیں حکم دیا گیا ہے اور جو تعلیم ہم کو دی جائے اُس کی نسبت ہمکو دریافت کرنا چاہئے کہ آیا وہ کلام الٰہی کے موافق ہے یا نہیں۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ جس حال میں کتاب مقدس کی اصلیت اور صداقت کی نسبت کچھ شُبہ نہیں ہو سکتا پس اُسی کی شہادت اُس کے دعویِ الہام کے ثبوت کے لئے کفایت کرتی ہے ٭

حاصل کلام کُل کتاب مقدس پیدائش سے ملاکی تک اور متی سے مکاشفات تک تمام و کمال الہامی ہے اگرچہ اُس کے الہامی ماننے سے ہم پر یہ لازم نہیں آتا کہ ہم اُس کے نقل نویسوں اور مترجموں اور مفسّرین کو بھی الہامی سمجھیں لیکن اس میں جائے کلام نہیں کہ جو حرف یا شوشہ اُس کے مصنفوں کی قلم سے نکلا وہ کلام الٰہی ہے اگرچہ مدت مدید گزرنے کے باعث بعض خفیف غلطیاں اُس کی عبارت میں داخل ہو گئی ہوں مگر وہ بہت کم ہیں اور اُن سے مطلب میں کسی طرح کا فرق نہیں آتا اور اصل نسخے ان غلطیوں سے بھی مبرّا تھے۔ اس میں اگرچہ بد آدمیوں کے اقوال بھی ہیں مگر وہ اسی لئے نقل ہوئے کہ رُوح القدس نے اُن کا نقل ہونا ہماری تعلیم کے لئے مفید جانا اور یہ بھی خلاف قیاس نہیں کہ اُس میں کہیں کہیں پہلی غیر الہامی تحریرات بھی مشتمل ہیں لیکن اُنکا رُوح القدس کی ہدایت سے شامل کیا جانا اُن کی صحت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جب وہ تحریریں رُوح القدس کی ہدایت سے خدا کی کتاب میں شامل کی گئیں تو گویا خدا کی مُہر اُن پر لگ گئی پھر اس میں شُبہ نہیں ہو سکتا کہ اُس کے مختلف مصنف جو محض نقل نویس نہ تھے بلکہ صاحب الہام تھے اپنے اپنے طور پر لکھتے تھے۔ لیکن تاہم جاننا چاہئے کہ اُن کی ہر ایک تحریر رُوح القدس کی ہدایت سے لکھی جاتی تھی اُس کی کیفیت اُس باجے کی سی ہے جس میں سے ایک ہوا کے ہونے سے آواز نکلتی ہے مگر پھر بھی نلیوں کے مختلف طور پر موضوع ہونے کے باعث انواع و اقسام کے سُر پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرضکہ کتاب مقدس میں خدا آدمیوں کی بولی میں آدمیوں سے بولتا ہے اور جس طرح مجسم کلام (یعنی خداوند یسوع مسیح) میں ہر

یں ضعف بشریت موجود تھا مگر با این ہمہ وہ گناہ سے بالکل مبرّا اور منزّہ تھا اسی طرح یہ تحریری کلام آئینۂ حق ہے اور گو اُس میں انسانی نطق کی ناکاملیت کے آثار پائے جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ بے عیب اور بے نقص اور کامل ہے۔ یہ لازوال دولت یہ نادر میراث بنی آدم کو رُوح القدس سے ملی ہے ٭

چھٹا باب

رُوح القدس کا آدمیوں کے دلوں میں تاثیر پیدا کرنا

واضح ہو کہ پچھلے بابوں میں رُوح القدس کی اقنومیت اور الوہیت کلام الٰہی کی قوی شہادت سے ثابت ہو چکیں اُس کے ابنِ آدم کو مسح کرنے اور مخصوص کرنے کا بھی ذکر ہوا کتاب مقدس کا الہامی ہونا بھی پایۂ ثبوت کو پہنچا۔ اب ہم اُس تاثیر کا بیان کرینگے جو رُوح القدس آدمیوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اور اس بارہ میں اوّل اس بات پر غور کرنا مناسب ہے کہ رُوح القدس کس طرح عموماً آدمیوں کو بلکہ اُن کو بھی جو انجام کار اُس کے مقابلہ کے باعث اُس کے فضل سے محروم رہتے ہیں گناہوں سے روکتا اور خدا کی طرف رجوع کرتا رہتا ہے ٭

اور یہ بات کہ انسان اپنی سرکشی سے رُوح القدس کا مقابلہ کر سکتا ہے خدا کی کتاب اور تجربہ سے بھی بخوبی ظاہر ہے مگر ہم اس موقع پر عہد عتیق اور عہد جدید کی صرف ایک ایک آیت کے حوالہ پر اکتفا کرینگے ٭

جبکہ طوفان سے پہلے لوگوں نے خراب طریق اختیار کیا تھا تو لکھا ہے کہ خداوند نے کہا میری رُوح انسان کے ساتھ اُس کی گمراہی میں ہمیشہ مزاحمت نہ کریگی وہ تو بشر ہے تو بھی اُس کے دن ایکسو بیس برس اور ہونگے اس

لہ پیدائش ۶ : ۳ ٭

آیت کی تشریح اس طرح سے ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رُوح آدمیوں میں جو نفسانی خواہشوں سے مغلوب ہیں اور رُوح کو اپنے دلوں میں دخل نہیں دیتے ہمیشہ تاثیر نہ کرتی رہیگی بلکہ اُن کی سینہ زوری کے باعث رنجیدہ اور غصہ ہو کر آخر کار اُن سے دست بردار ہو جائیگی تاہم سزا سے پہلے اُن کو ایک سو بیس برس کی مہلت اور دی جائیگی۔ اگرچہ بیان صاف نہیں بتایا گیا ہے کہ آدمیوں کے دلوں میں رُوح کا کیونکر اثر ہوتا تھا لیکن ہم خیال کر سکتے ہیں کہ جس طرح وہ بوسیلہ مخلوقات کی شہادت کے جس کا ذرہ ذرہ خدا پر گواہی دیتا ہے اور ایسے عبرت انگیز واقعات کے جو وقتاً فوقتاً ظہور میں آتے رہتے ہیں اور انسان کی دلی گواہی کے اس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں اثر کرتی ہے اُسی طرح اُس زمانہ کے لوگوں کے دلوں میں بھی اثر کرتی ہوگی۔ علاوہ ازیں اُس زمانہ میں نُوح کے باپ لمک سا جیسے آدمی موجود تھے جنہوں نے آدم کو بچشم خود دیکھا جو خدا سے ہمکلام ہوا تھا۔ یہودیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ طوفان تک باغ عدن کے دروازہ پر کروبیوں کا پہرہ رہا۔ اس میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ حنوک جیسے راستباز آدمی کی قربانیاں؎ قبول ہوتی تھیں اور جو خدا سے دعا مانگتے تھے اُن کی دعائیں سنی جاتی تھیں۔ پھر حنوک خدا کے حضور میں زندگی گذارتا اور بدکاروں کی مخالفت کی برداشت کرتا رہتا تھا۔ اور آسمان پر اس لئے اُٹھایا گیا تھا کہ موت کو نہ دیکھے اور خیال کیا جا سکتا ہے کہ خدا کی رُوح آدمیوں کے دلوں پر بالخصوص نُوح کے وسیلہ سے اثر ڈالتی تھی جو دیندار اور راستباز آدمی تھا اور راہِ راست کی ہدایت کرتا تھا اور طوفان کی خبر لوگوں کو دیتا تھا اغلب ہے کہ رُوح القدس ان سب وسائل سے اُس زمانہ کے نافرمانبردار آدمیوں کے دلوں پر نہایت قوی اثر پیدا کیا ہوگا۔ بہت سے آدمیوں کے دل نہایت بیقرار اور مضطرب ہوتے ہونگے اور بہت سے حق کو قبول کرنے پر قریب قریب آمادہ ہو گئے ہونگے مگر حیف افسوس ہے کہ بالآخر انجام کار صرف

؎ پیدائش ۴ : ۳ ؛ ۲ ، ۶

نُوح اور اُس کے خاندان کے لوگ کشتی میں داخل ہوئے اور باقی تمام طوفان سے ہلاک ہوئے ؁

دوسری نظیر جو پیش کی جاتی ہے اس سے بھی زیادہ عبرت انگیز ہے۔ مقدس استیفان نے شہید ہونے سے پہلے صدر مجلس کو جس کے سامنے وہ حاضر کیا گیا تھا اس طرح نہایت دلیری کے ساتھ متنبہ کیا کہ اے سرکشو اور دل اور کان کے نامختونو تم ہر وقت رُوح القدس کا سامنا کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادے تھے۔ ویسے ہی تم بھی ہو؎۔ جن سے مقدس استیفان مخاطب تھا وہ لوگ بنی اسرائیل کے سردار تھے وہ اُس برگزیدہ قوم کے نامدار کاہن اور بزرگ تھے جس کی وساطت سے قریباً دو ہزار برس تک چشمہ فیض الٰہی اس خدا کا دنیا پر جاری تھا وہ لوگ اُس قوم کے اعلیٰ طبقہ میں سے تھے جو ہر زمانہ میں خدا کی بخششوں سے ممتاز ہوتی تھی وہ اُن بیش قیمت موروثی نعمتوں پر قابض تھے جو گذشتہ بیس صدیوں میں جمع ہوتی رہی تھیں کیونکہ وہ اسرائیلی تھے اور فرزندی اور جلال اور معاہدے اور شریعت اور عبادت کی رسمیں اور وعدے اُنہیں کو حاصل ہوئے تھے۔ اور اُن کو صرف یہی موروثی نعمتیں حاصل نہ ہوئی تھیں بلکہ اس سے بڑھ کر یہ نعمت حاصل ہوئی تھی کہ اُن کے زمانہ میں وہ وقت موعود پورا ہوا تھا۔ جس کی خبر نبیوں نے دی تھی چنانچہ یوحنا نے ایلیاہ کی رُوح اور قوت کے ساتھ اُن کے درمیان منادی کی تھی۔ اور بعد ازاں خود خدا کا بیٹا اُن میں رہا تھا اور اُس نے ایسے انداز سے کلام کیا تھا کہ اور کسی نے کبھی نہ کیا تھا اور ایسے معجزے دکھائے تھے کہ کبھی کسی نے نہ دکھائے تھے۔ اور وہ طرح طرح کے دُکھ اُٹھا کر مؤا تھا اور مُردوں میں سے زندہ ہوا تھا اور آسمان پر چڑھ گیا تھا اور فرشتوں اور آدمیوں نے اُس کے جلال پر گواہی دی تھی اور اُس نے اپنے وعدے کے موافق رُوح القدس آسمان سے

؎ اعمال ۷ : ۵۱

بھیجا تھا جو بشکلِ آتشیں زبانوں کے کلیسیا پر نازل ہوا تھا۔ اور جو پیغام رسولوں کو سپرد کیا گیا تھا اُس پر اب چھ برس[1] تک نشانوں اور عجائب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور رُوح القدس کی بانٹی ہوئی نعمتوں سے گواہی دی گئی لیکن گو بہت لوگوں نے توبہ کی تھی اور کاہنوں کی ایک بڑی جماعت بھی ایمان لائی تھی تو بھی بالعموم بنی اسرائیل نے اپنی سنگدلی کو نہ چھوڑا تھا اور اُن کی صدر مجلس کے لوگ اُن کی مانند ایمان سے منحرف تھے۔ مقدس استیفان اس مجلس کے روبرو جوابدہی کے لئے کھڑا تھا اور وہ رُوح القدس سے معمور تھا۔ اور اُس کے چہرہ پر آسمانی نور چمکتا تھا۔ اُس نے خدا کی گزشتہ نعمتوں کا ذکر کر کے اُنہیں یاد دلایا کہ جس طرح تمہارے باپ دادوں نے موسیٰ سے بدسلوکی کی تھی اُسی طرح تم نے بھی اُس کے ساتھ جو موسیٰ سے کہیں اعلیٰ ہے بدسلوکی کی۔ مگر اُسکی کسی بات کا اُن پر اثر نہ ہوا۔ بلکہ برعکس اس کے اُس کے سامعین کا غصہ اور بھڑک گیا۔ پس جب اُس نے دیکھا کہ اب صرف کوئی دم باقی ہے تو اُس نے اُن کو اُس سخت گناہ سے متنبہ کیا جس سے وہ اپنے باپ دادوں کے گناہ کا پیمانہ لبریز کر رہے تھے۔ اور بڑی دلیری کے ساتھ اُن سے کہا کہ تم ہر وقت رُوح القدس کا سامنا کرتے ہو *

کلماتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ انسان رُوح القدس کا سامنا کر سکتا ہے۔ لیکن اس محل پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا رُوح القدس قادرِ مطلق خدا نہیں۔ پس کس طرح یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ ایک ناچیز فانی انسان اُس قادرِ مطلق کا سامنا کر سکے۔ اس بات کا یہی جواب ہے کہ رُوح القدس جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور اُس نے یہی چاہا کہ انسان فاعل مختار ہو اور راہِ نجات کا تعین کرنا نہ کرنا اُسی کی مرضی پر موقوف رہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے ارادوں میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ راز اُن اسرارِ الٰہی میں سے ہے جن کو آسمان و زمین کے خالق و مالک نے

[1] خداوند مسیح کے مصلوب ہونے کے چھ برس دو مہینے بعد مقدس استیفان شہید ہوا تھا۔

بچوں پر کھولا ہے۔ مگر داناؤں اور عقلمندوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ پس ہم خدا اور بزرگوار رُوح کے بھیدوں کو بہ نظرِ علم ہو کر اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہاں اے باپ یوں ہی تجھے پسند آیا[1]۔ جو بڑے پوشیدہ باتیں خداوند ہمارے خدا نے ظاہر نہیں کیں اُن میں ہم کو دخل دینا واجب نہیں۔ برعکس اس کے یہ لازم ہے کہ ہم طوفان کے زمانہ کے لوگوں اور رسولوں کے زمانہ کے یہودیوں کی خوفناک حالت سے عبرت پکڑیں۔ اور اس بات کو خوب ذہن نشین کریں کہ خدا کی قادرِ مطلق رُوح اپنے فضل اور کرم سے سب بنی آدم کو ہدایت کرتی ہے۔ مگر تاہم ایسے کم ہیں جو اُس کی ہدایت کو قبول کرتے ہیں اور ایسے بہتیرے ہیں جو اُس کا سامنا کر کے اور اُس کے فضل سے محروم رہ کر آخرکار ہلاک ہوتے ہیں *

پس چونکہ خدا کی کتاب سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ کلیسیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو رُوح القدس کے فضل کا سامنا کرنے کے سبب انجام کو اپنے گناہوں میں ہلاک ہو سکتے ہیں۔ اس واسطے ہم کو واجب ہے کہ ہم نہایت اشتیاق اور دُعا کے ساتھ اس امر کو دریافت کریں کہ جو تاثیر رُوح القدس ایسے لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اُس کی نسبت اور کیا آگاہی ہم کو کلامِ الٰہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ہم اس موقع پر فقط اُن لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جو کلیسیا میں شامل ہیں یا جو اُن سے ملتے جلتے ہیں۔ جو لوگ غیر مسیحی ملکوں میں رہتے ہیں اور انجیل کی روشنی سے محروم ہیں اُن پر رُوح القدس کی کیسی تاثیر ہوتی ہے یہ ایک گہری بات ہے جس کی بحث دشوار ہے۔ اور گو کوئی ایسا اہلِ فکر نہ ہوگا جس نے اس امر پر فکر نہ کیا ہوگا۔ مگر پھر بھی چونکہ اُس کا اثر چنداں ہمارے افعال پر نہیں ہو سکتا اور کلامِ الٰہی کی شعاعیں اُس تک بہت کم پہنچتی ہیں۔ اس واسطے اُس کو اس کتاب سے کچھ علاقہ نہیں پس اُس سے قطع نظر کر کے ہم کو ایسے لوگوں کے حال پر جو عہدِ عتیق سے مستفیض ہوئے تھے یا عہدِ جدید سے مستفید ہوتے ہیں غور کرنا چاہئے *

[1] متی ۱۱: ۲۵، ۲۶ *

(۱)۔ روح القدس ہی اُن کی فہم روشن کرتا ہے اگرچہ ہر ایک اچھی بخشش اور ہر ایک کامل انعام اوپر ہی سے ہے اور نوروں کے بانی کی طرف سے اُترتا ہے۔ مگر وہ اپنے نیک ارادے ابدی کلمہ اور رُوح کی وساطت سے پورے کرتا ہے۔ یہ بات عالمِ ظاہری پر صادق آتی ہے اور عالمِ باطنی پر بھی۔ خدا جس کے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی چمکی وہ اپنے فرزندوں کے دلوں کو روشن کرتا ہے تاکہ اُس کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرے سے اُن میں جلوہ گر ہو۔ مسیح حقیقی نور ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ اور رُوحِ حق ابتدا ئے آفرینش سے اور بالخصوص آغاز عہدِ مسیح سے لوگوں کو ہدایت بخشتی اور خداوند مسیح کی بزرگی کرتی ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن پر انجیل کی روشنی چمکتی ہے مگر پھر بھی اُن کے دلوں پر اُس کا کچھ اثر نہیں ہوتا وہ روشن فہم ہو جاتے ہیں پر اُن کے دل زندہ نہیں ہوتے اس لئے ہمکو بتایا گیا ہے کہ آدمی انجیل کے نور سے روشن ہو کر گر بھی سکتا ہے۔

(۲) رُوح القدس دُنیا کو گناہ اور راستی اور عدالت کا یقین دلاتا ہے۔ خداوند کے جن کلمات کی طرف اِس جملہ میں اشارہ ہے اُن میں وہ یقین بھی شامل ہے جس کا انجام ہلاکت ہے اور وہ بھی جس کا انجام نجات ہے اُن کلمات کا مفصل بیان اگلے باب میں کیا جائیگا۔ لیکن یہاں اتنا کہنا مناسب ہے کہ دنیا کے لفظ میں اہل کلیسیا بھی شامل ہیں۔ گناہ اور راستی اور عدالت کے عموماً وہ مقر ہوتے ہیں۔ اکثر جو لوگ دُنیا پرست ہوتے ہیں وہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ درحقیقت بے ایمانی بُری شے ہے اور مسیح کے سوا کوئی کامل نہیں۔ اور نیکی کو بدی پر انجام کار ضرور فروغ حاصل ہوگا۔ البتہ اُن کا یقین ضعیف ہوتا ہے اور اُن کی زندگی پر کچھ اثر پیدا نہیں کرتا۔ لیکن پھر بھی وہ عارضی

۱؎ یعقوب ۱: ۱۷ ۲؎ پیدائش ۱: ۱ + ۱یوحنا ۱: ۲ + یسعیاہ ۴۰: ۱۲-۱۳ ۳؎ ۲کرنتھیوں ۴: ۶ + ۱یوحنا ۱: ۹ ۴؎ یوحنا ۱۶: ۱۲، ۱۴ + ۲کرنتھیوں ۳: ۸ ۵؎ یوحنا ۱: ۵ ۶؎ عبرانیوں ۶: ۴-۶ ۷؎ یوحنا ۱۶: ۸-۱۱

طور پر اُن کے دلوں میں موجود رہتا ہے اور وہ بغیر سمجھے مسیح کے عقائد نامے اَوروں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

(۳) رُوح القدس آدمیوں کو آبِ حیات پینے کے لئے بلاتا ہے۔ جو رُوح اور دُلہن کہتی ہیں آ۔ اور جو سُنتا ہے کہے آ۔ اور جو پیاسا ہے آئے اور جو کوئی چاہے آبِ حیات مفت لے۔ اکثر آدمیوں کے دلوں پر رُوح کی اس دعوت کا بڑا اثر ہوتا ہے کیونکہ انجیل آدمیوں کی رُوحانی ضروریات کو اس قدر رفع کرتی ہے کہ جو لوگ اُس کو قبول نہیں کرتے وہ بھی اکثر اُس کی طرف نہایت مائل ہو جاتے ہیں۔ وہ اُن کے دل پر ایسا اثر کرتی ہے کہ اور کوئی شے ویسا اثر نہیں کر سکتی۔ علم اور دانائی کی باتوں سے بھی انسان کی طبیعت محظوظ ہوتی ہے لیکن انجیل میں یہ خوبی ہے کہ وہ انسان کے دل کو کشش کرتی ہے۔ پس اُس وقت گویا خدا کی روح انسان کی رُوح میں نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے تاثیر کرتی ہے۔

(۴) رُوح القدس آدمیوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرتا اور اُن کو خوف دلاتا ہے۔ جو پیغام ایشیا کے سات کلیسیاؤں کو پہنچے گو وہ اکثر اس قسم کے ہیں کہ اُن سے دل میں نہایت خوف پیدا ہوتا ہے اُن سب پر گویا یہ مُہر لگی ہوئی ہے جس کا کان ہے سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں کو کیا کہتی ہے۔ رُوح القدس وہ دانائی کے کلمات بشیرانِ انجیل کی زبان پر لاتا ہے جن کے وسیلے سے وہ اُس کا فضل قبول کرنے کے لئے لوگوں کی دعوت کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اُس دعوت کو قبول نہیں کرتے تو رُوح القدس اُس پردہ کو اُٹھا کر جو آنے والے غضب کے دن پر پڑا ہوا ہے اُنکو خوف دلاتا ہے تاکہ وہ توبہ کریں کیونکہ جب غضب کا دن آ جائیگا تو رحمت کا دروازہ بند ہو جائیگا پھر داخل ہونے کے لئے اُس کا کھٹکھٹانا بے سود ہوگا۔

(۵) رُوح القدس اپنے کلام کے وسیلے سے آدمیوں کے دلوں کو زخمی کرتا ہے

۱؎ مکاشفات ۲۲: ۱۷ ۲؎ مکاشفات ۲ و ۳ باب ۳؎ امثال ۱: ۲۰-۳۲ + ۲کرنتھیوں ۵: ۱۰، ۱۱

جو رحم اُس کے فضل و کرم سے نکلتے ہیں وہ ایسے گہرے ہوتے ہیں کہ اُن سے آدمیوں کے دل بہت سخت مضطرب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جو کلمات رسولؑ نے عبرانیوں کے خط میں لکھے اُن سے واضح ہوتا ہے کہ رُوح کی تلوار کیا کچھ کر سکتی ہےث اور اس بات کو بھی سب جانتے ہیں کہ جب پطرس اور اُس کے ساتھی صدر مجلس کے سامنے حاضر کئے گئے اور اُنہوں نے رُوح کی تلوار کو چلایا تو اُس سے کیا کچھ اثر پیدا ہوا سردار کاہن اور اُس کے ہمراہیوں کے دل گھائل ہو گئے اور اُنہوں نے اُن کے قتل کرنے کی صلاح کیت۔ غرضیکہ وہ انسان کے دل کے سارے خیالوں اور ارادوں کو کھول دیتی ہے +

(٦) اور یہ بھی ناممکن نہیں کہ آدمی رُوح القدس کی تاثیر سے اپنے ظاہری چال چلن کو درست کر لیں۔ فاش گناہوں کو ترک کر دیں۔ اور جن فرائض سے وہ غافل ہو گئے تھے اُن کو اُس سے ادا کرنے لگیں۔ اور اُن کے دلوں میں دینی جوش بھی اُٹھنے لگے۔ اور عارضی ایمان بھی اُن میں پیدا ہو جائے اور اُن کو ایک قسم کی روحانی خوشی بھی حاصل ہونے لگے۔ اور خدا کے حضور میں حاضر ہونا بھی اُنہیں مرغوب ہو جائے۔ اور وہ دین کے لئے بہت سے نقصان اُٹھانے بھی گوارا کریں۔ اور خداوند کے کام میں تندہی سے مشغول ہوں۔ اور اوروں کو راہ نجات بتائیں پھر بھی تمام و کمال خدا کی اطاعت قبول نہ کریں +

ہم کو رُوح القدس کے اِن ابتدائی کاموں کی تمیز کرنی چاہئے بلکہ سمجھنا چاہئے کہ بیشتر اسی سے کہ آدمی خدا کی طرف رجوع لا کر نعمتِ نجات حاصل کرتے ہیں رُوح القدس ہمیشہ اُن کی عقل کو روشن کرتا ہے۔ اُن کے دل میں تیقن پیدا کرتا ہے۔ اُن کو نجات دہندہ کے پاس بلاتا ہے۔ اُن کے خطرے سے اُنہیں متنبہ کرتا ہے۔ اُن کے دلوں کو زخمی کرتا ہے۔ اور پرانی عادتوں کو چھڑوا کر نئی عادتیں اختیار کرواتا ہے۔ لیکن تاہم اگر وہ اپنا دل خدا کو نہیں دیتے اور خداوند یسوع مسیح پر زندہ ایمان نہیں لاتے تو جاننا چاہئے کہ کسی خاص حد تک یہ لوگ رُوح القدس

ث عبرانیوں ۴ : ۱۲ و ۱۳ ت اعمال ۵ : ۳۳ +

کی پیروی کر سکتے ہیں جو اُن کو ہر ایک ایسی ترغیب سے جس کا اثر انسان پر ہو سکتا ہے نجات ابدی کے حصول کے لئے مائل کرتا ہے۔ لیکن اُس حد سے آگے وہ رُوح القدس کی پیروی سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ اُس کا سامنا کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں +

کلام الٰہی میں ایسے آدمیوں کی دردناک نظیریں بہت سی موجود ہیں جن میں رُوح نے کسی قدر تیقن اور خوفِ الٰہی اور اطاعت و اصلاح اور فرمانبرداری پیدا کی مگر پھر بھی اُن کی نیکی صبح کے بادل کی مانند اور شبنم کی طرح ناپائدار تھی اور وہ یہ ہیں +

لوط کی بی بی کو فرشتوں نے ہاتھ پکڑ کے سدوم سے باہر نکالا مگر چونکہ اُس نے پیچھے مڑ کے دیکھا اس واسطے وہ نمک کا ستون بن گئی تاکہ اوروں کو عبرت ہو +

فرعون نے خدا کے قہر کے پے در پے نازل ہونے کے سبب ایک مرتبہ یہ اقرار کیا کہ میں نے گناہ کیا خداوند عادل ہے میں اور میری قوم گنہگار رہے ہیں مگر پھر بھی اُس نے اپنی سخت دلی نہ چھوڑی اور وہ بحرِ قلزم میں ڈوب کر ہلاک ہوا +

بنی اسرائیل مصر سے نکلے مگر پھر بھی خدا اُن میں بہت لوگوں سے ناراض ہوا۔ اس واسطے وہ ہلاک ہوئے اور اُن کی لاشیں بیابان ہی میں پڑی رہیں +

بلعام پر خدا کی رُوح نازل ہوئی اور اُس نے خداوند مسیح کی اس طرح سے پیشین گوئی کی کہ ایک ستارہ یعقوب سے نکلیگا اور [illegible] سے بڑے جوش کے ساتھ یہ دعا مانگی کہ کاش میں صادقوں کی موت مروں مگر پھر بھی وہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر لڑا اور قتل ہوا +

عُرفہ کو اپنی ساس نعومی سے نہایت محبت تھی اور وہ روت کی طرح اُس کے ساتھ یہوداہ کی سرزمین میں جانے کو تیار ہوئی۔ لیکن پھر بھی انجام کار اپنے گھر اور معبودوں کے پاس واپس آئی +

قیس کا بیٹا ساؤل خدا اور خدا کی رُوح کے نازل ہونے کے باعث عقل و لیاقت و

لوط پیدائش ۱۹ : ۱۷ و ۲۶ خروج ۹ : [illegible] عبرانی ۳ : ۱۵ و ۱۹ گنتی ۲۳ : [illegible] [illegible] روت ۱ : [illegible] ۱ سموئیل ۱۰ : [illegible]

دلیری اور نیز الہامی روشنی کے لحاظ سے ایک نیا آدمی بن گیا - چنانچہ لکھا ہے کہ خدا نے اُسے دوسری طرح کا دل دیا مگر پھر بھی اُس نے رُوح کی ایسی مخالفت کی کہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا - اور وہ خودکشی کر کے کوہ جلبوع پر مرا [۱] ✣

اخیاب بظاہر پشیمان ہوا اور اُس نے بہت سی بُت پرستی کی باتیں ترک کیں مگر تاہم وہ بغیر توبہ کے مرا [۲] ✣

ہیرودیس یوحنا بپتسمہ دینے والے کی باتیں خوشی سے سنتا اور اُن میں سے اکثر باتوں پر عمل بھی کرتا تھا - مگر پھر بھی اُس نے اُس وفادار شاہد کو قتل کیا اور اپنے سپاہیوں کے ساتھ دُنیا کے نجات دینے والے کا ٹھٹھا کیا [۳] ✣

نوجوان سردار بڑی اُمنگ سے دوڑتا ہوا خداوند یسُوع مسیح کے پاس آیا اور ایسا سوال کیا کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیال میں نہیں آ سکتا اور وہ خدا کی بادشاہت سے کچھ دور نہ تھا مگر چونکہ وہ بڑا دولتمند تھا - اور مال و دولت کا چھوڑنا اُسے دشوار تھا اس لئے وہ غمگین ہو کر چلا گیا [۴] ✣

فقیہ اور فریسی موسیٰ کی مسند پر بیٹھ کر شریعت کی تعلیم دیتے تھے اور ایک مرید بنانے کے لئے تری و خشکی کا دورہ دراز سفر کرتے تھے - مگر افسوس باوجود اس کے جو نیک ارادہ خدا اُن کے حق میں رکھتا تھا اُس کی اُنہوں نے کچھ قدر نہ کی [۵] ✣

قیافا نے نادانستہ مسیح کے کفارہ ہونے کی پیشین گوئی کی مگر تاہم وہ بھی اور کاہنوں کے ساتھ اُس کے قتل کرنے میں شریک ہوا [۶] ✣

یہوداہ اسکریوتی نے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سُنی اور خداوند یسُوع مسیح کے نام سے بھیجے بھی گئے اور اُس کے خاص شاگردوں میں شمار کیا گیا مگر پھر بھی اُس نے خداوند کو پکڑوا دیا اور اپنی بدی کے باعث ہلاک ہوا [۷] ✣

[۱] ا سلاطین ۲۱ : ۲۷، ۲۲ [۳] مرقس ۶ : ۲۰ ؛ لوقا ۲۳ : ۱۱ [۴] مرقس ۱۰ : ۱۷-۲۲ [۵] متی ۲۳ ؛ [۶] یوحنا ۱۱ : ۴۹-۵۰ [۷] لوقا ۲۲ : ۳ ؛ اعمال ۱ : ۲۵ ✣

حننیاہ اور سفیرہ نے اپنی زمین کی قیمت میں سے ایک حصّہ خدا کے نام پر دیا مگر پھر بھی وہ رُوح القدس سے جھوٹ بولے اور اُسی وقت حکمِ الٰہی سے اُن کا دم نکل گیا [۱] ✣

فیلکس کے دل پر راستبازی اور پرہیزگاری اور آئندہ عدالت کی بابت پولوس کی تقریر کرنے سے بڑا اثر پیدا ہوا مگر پھر بھی اُس نے اپنی توبہ کو فرصت کے وقت پر موقوف رکھا - لیکن افسوس کہ وہ فرصت کا وقت کبھی اُس کے ہاتھ نہ آیا [۲] ✣

اگرپا مسیحی ہونے کے نزدیک تھا مگر پھر بھی اُس نے مسیح کا دامن نہ پکڑا [۳] ✣

دیماس معزز رسول پولوس کے ساتھ خدمت کرتا رہا مگر پھر بھی اُس نے دنیا کی محبت کے سبب اُس کا ساتھ ترک کیا [۴] ✣

کیا سبب ہے کہ یہ لوگ باوجود اس قدر ترقی کرنے کے پھر بھی ناکامیاب ہوئے - جاننا چاہئے کہ بعض کے دل میں کسی خاص گناہ کی محبت تھی - بعض دُنیا کی ہوس میں گرفتار تھے بعض مستقل مزاج نہ تھے - چنانچہ لوط کی بیوی سدوم کی دولت کی خواہش مند تھی - فرعون ہیشہ غرور سے تباہ ہوا - بنی اسرائیل مصر کی نعمتوں کے خواستگار تھے اور خدا نے جو وعدہ اُن کو کنعان میں لانے کا کیا تھا اُس پر بھروسہ نہ رکھتے تھے - بلعام دولت کی خاطر اوروں کے ساتھ بدی کرنے کو تیار تھا - فرعون کا دل اُس کے ملک کے معبودوں کی طرف مائل تھا - ساؤل خدا کا حکم برضا و رغبت بجا لایا اور رشک اُس پر غالب ہوا - اخیاب نے اپنی مرضی ایزبل کی تابع داری کی - ہیرودیس ہیرودیاس کے حُسن پر فریفتہ ہو کر اُسکے منشا پر چلا - نوجوان حاکم اپنی دولت پر بھروسہ رکھتا تھا - فقیہ اور فریسی ریاکار تھے قیافا تعصب سے اندھا ہو گیا - یہوداہ دنیا کی جنس دولت کو پیار کرتا تھا - حننیاہ اور

[۱] اعمال ۵ : ۱-۱۱ [۲] اعمال ۲۴ : ۲۵ [۳] اعمال ۲۶ : ۲۷، ۲۸ [۴] کلسیوں ۴ : ۱۴ و ۲-تیمتھیس ۴ : ۱۰ ؛

اُس کی بیوی سفیرہ کلیسیا میں ایسی عزت حاصل کرنی چاہتے تھے جس کے وہ مستحق نہ تھے فیلکس اُمرود قرار ہیں رہا۔ اگرپا سوچتا ہی رہا۔ دیماس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی غرضکہ ان سبھوں نے جن کے حالات کتاب مقدس میں ہماری عبرت کے لئے لکھے گئے ہیں کسی نہ کسی وجہ سے رُوح القدس کی ہدایت نہ مانی اور اپنا دل خدا کو نہ دیا

اور یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ جیسے اشخاص کا اوپر ذکر کیا گیا ویسے کلیسیا میں بہت کم ہوتے ہیں۔ برعکس اس کے کتاب مقدس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اکثر انسان مصیبت اور لاچاری کے وقت خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں مگر خلوص دل سے نہیں چنانچہ لکھا ہے۔ کہ جب اُس نے اُنہیں قتل کیا تب اُنہوں نے اُس کی جستجو کی اور باز آئے اور سویرے خدا کے طالب ہوئے۔ اور یاد کیا کہ خدا اُن کی چٹان اور خدا تعالیٰ اُن کا فدیہ دینے والا ہے۔ لیکن اُنہوں نے اپنے مُنہ سے اُس کے ساتھ ریاکاری کی۔ اور خود خداوند کے بہت سے شاگرد پھر گئے اور اُس کے ہمراہ نہ رہتے اور جو ایمان سے بالکل برگشتہ ہو جاتے ہیں اُن کے بارے میں رسول پولوس عبرانیوں کے خط میں نہایت عبرت انگیز کلمات لکھتا ہے۔ اور رسول پطرس کے کلمات بھی اس بارہ میں پولوس کے کلمات سے کچھ کم خوفناک نہیں۔ اور مقدس یوحنا ایسے لوگوں کی نسبت یہ لکھتا ہے کہ وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں کیونکہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے لیکن نکل اس لئے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں۔ اگر ہم ان تمام مسیحیوں کے حال پر غور کیا جائے تو ایسے لوگ بہت کم اُن میں پائے جائیں گے جن کے دلوں میں اُن کی زندگی کے زمانہ کے مختلف وقتوں پر کسی خطرناک بیماری یا خوفناک طوفان یا سخت وبا یا خاندان میں سے کسی کی موت یا کسی قریبی کے وفات پا جانے یا کسی دوست کے دیندار ہو جانے یا کتاب کی کسی آیت کے یاد آنے وغیرہ باتوں سے اکثر بڑا جوش پیدا نہ ہوا ہو گا۔ اور اس حالت میں اُن کے دل میں ضرور نہایت سنجیدہ خیالات پیدا ہوئے۔ اور انہوں

۱ زبور ۷۸ : ۳۴-۳۷ + ۲ یوحنا ۶ : ۶۶ ۳ عبرانیوں ۶ : ۴-۶ و ۱۰ : ۲۶-۳۱ ۔
۴ ۲ پطرس ۲ : ۱۸-۲۲ ۵ ۱ یوحنا ۲ : ۱۹ +

نے خدا سے دعا بھی مانگی اور اپنے چال چلن کی بھی تھوڑے دنوں کے لئے اصلاح کی۔ غالباً رُوح القدس نے اس طرح سے اُن کو اکثر خدا کی طرف رجوع کیا اور وہ قریب رجوع لائے۔ مگر اب کہاں اور وہ کہاں اُن کے دینی ولولے

خدا کی رُوح اگرچہ قادر مطلق ہے مگر پھر بھی وہ انسان کے دل کے قلعہ پر زبردستی سے قبضہ نہیں کرتی۔ باپ آدمیوں کو بلاتا ہے مگر لاچار نہیں کرتا جو بیٹے پر ایمان نہ لائے اُن پر بیٹے نے بھی تشدد نہیں کیا بلکہ نہایت دلسوزی سے اس طرح اُن کو فہمائش کی کہ اے یروشلم اے یروشلم جو نبیوں کو مار ڈالتی اور انہیں جو تجھ پاس بھیجے گئے پتھراؤ کرتی ہے کتنی بار چاہا کہ تیرے لڑکوں کو جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے اکٹھا کرتی ہے جمع کروں پر تم نے نہ چاہا ایسے ہی رُوح القدس بھی آدمیوں کو بلاتا ہے اور اُن کی منت و سماجت کرتا ہے۔ مگر تاہم وہ ایسے لوگوں کو اپنا مقابلہ کرنے دیتا ہے جن کی نسبت اُس نے اپنے دلوں کو کرنڈ سا بنایا تاکہ شریعت کو اور اُن پیغاموں کو جنہیں رب الافواج نے اگلے نبیوں کی معرفت اپنی رُوح سے بھیجا تھا نہ سنیں اس لئے رب الافواج کی طرف سے بڑا قہر نازل ہوا۔ اُس آیت میں اشارہ اُس خوفناک سخت دلی کی طرف ہے جس سے مقدس پولوس نے یہودیوں کو رُوم میں یوں فرما کر متنبہ کیا۔ کہ رُوح القدس نے یسعیاہ نبی کی معرفت ہمارے باپ دادوں سے خوب کہا۔ کہ اس قوم کے پاس جا اور کہہ کہ تم کانوں سے سنو گے پر نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے پر نہ دریافت کرو گے کیونکہ اس قوم کا دل موٹا ہوا اور وے اپنے کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور اُنہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں ایسا نہ ہو۔ کہ آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں اور میں اُنہیں چنگا کروں۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ رُوح القدس کی تاثیر دفعتہً موقوف نہیں ہو جاتی

۱ متی ۲۳ : ۳۷ ۲ زکریاہ ۷ : ۱۲ ۳ اعمال ۲۸ : ۲۵-۲۷ +

بلکہ بتدریج کم ہوتی جاتی ہے[1]۔ رُوح بیزار اور غمگین ہوتی ہے چنانچہ بنی اسرائیل کے باب میں لکھا ہے کہ وے باغی ہوئے اور اُنہوں نے اُس کی رُوح قدس کو غمگین کیا۔ اور اس لئے وہ اُن کا دشمن ہو گیا[2]۔ اور جب آدمی ایمان سے علانیہ برگشتہ ہو جاتے ہیں یا نور اور حق حاصل کرکے دیدہ و دانستہ گناہ کرنے سے باز نہیں آتے تو رُوح اُن سے اور زیادہ بیزار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ رسول ایسے لوگوں کے باب میں یہ لکھتا ہے کہ خیال کرو وہ شخص کتنی زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کیا اور عہد کے لہو کو جس سے وہ پاک ہوا ناپاک جانا اور فضل کی رُوح کو ذلیل کیا[3]۔ اور جب لوگ بےدھڑک کفر پر کمر باندھ لیتے ہیں تو بعض اوقات اُن سے وہ بڑا گناہ سرزد ہوتا ہے جس کی نسبت خداوند نے یہ فرمایا کہ لوگوں کو ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا مگر وہ کفر جو رُوح کے حق میں ہو لوگوں کو معاف نہ ہوگا جو کوئی ابن آدم کے حق میں بُرا کہے اُسے معاف ہو سکیگا پر جو رُوح القدس کے حق میں بُرا کہے اُسے ہرگز معاف نہ ہوگا نہ اس جہان میں نہ اُس جہان میں[4]۔

مقدس مرقس کی انجیل سے ثابت ہے کہ خداوند نے یہ کلمات اُس وقت فرمائے جبکہ فریسیوں نے یہ کہا تھا کہ اُس کے ساتھ ایک ناپاک رُوح ہے[5]۔ لیکن اگرچہ یہ کلمات اوّل فریسیوں کے اس باطل بہتان کے سبب بولے گئے۔ مگر پھر بھی وہ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک بلند آواز ہیں جس سے مقصود یہ ہے کہ ہم آئندہ خبردار ہو جائیں۔ اور کسی ایسے خیال فاسد کو ایک لمحہ بھی دل میں جگہ نہ دیں کہ مسیح اور شیطان کے درمیان باہم کسی طرح کی موافقت ہو سکتی ہے[6] اور کوئی ایسی بات مُنہ سے نکالیں جس سے طالبانِ راہ نجات گمراہ ہوں۔ اور جو لوگ رُوح القدس کی تحریک سے[7] کام کرتے ہوں اُن کی نسبت کسی طرح کی بدگمانی نہ کریں اور بالخصوص رُوح القدس کی ذات اور کلام پر عیب لگانے

[1] افسیوں ۴: ۳۰ [2] یسعیاہ ۶۳: ۱۰ [3] عبرانیوں ۱۰: ۲۹ [4] متی ۱۲: ۳۱، ۳۲
[5] مرقس ۳: ۳۰ [6] ۲ کرنتھیوں ۶: ۱۵ [7] متی ۱۲: ۲۲-۲۴

سے پرہیز کریں۔ ایسی باتوں سے ہم کو کلمات مذکورہ صریحاً متنبّہ کرتے ہیں مگر پھر بھی اس میں شک نہیں کہ اس سے رُوح القدس کے خلاف گناہ کی حقیقت ہم پر بخوبی نہیں کھولی گئی۔ لیکن یہ بات بھی خالی از مصلحت نہیں کیونکہ اس خاموشی سے رحمت خداوندی کا یہ منشا تھا کہ جو گناہ کبھی معاف نہیں ہو سکتا اُس کے پاس تک جانے سے بھی ہم خوف کریں۔ پس کلمات مذکورہ بالا بطور اُس جھنڈے کے ہیں جو خطرات سے آگاہ کرتا ہے یا اُس نقارہ کی مانند ہیں جو غافلوں کو ہوشیار کرتا ہے۔ وہ ہم کو خدا کی راہ میں ہوشیاری سے چلنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ وہ ہم کو پکار کر یہ کہتے ہیں کہ آنے والے غضب سے بچا کو۔

مذکورہ بالا رُوح القدس کے خلاف گناہ جو معاف نہیں ہو سکتا۔ اور وہ موت تک پہنچانے والا گناہ جس کا ذکر مقدس یوحنا کے خط میں[1] ہے ان دونوں کے ایک یا علیحدہ ہونے کی نسبت قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اوپر پیچھے کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو آدمی مسیح کا اقرار کرکے اور پھر باز اں علانیہ اور دانستہ اور قطعاً خداوند سے منکر ہو جائے وہ موت تک پہنچانے والے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ ۱۶ - آیت میں موت کا ذکر اُس رُوحانی اور ابدی زندگی کے مقابلہ میں کیا گیا ہے جو ۱۱ و ۱۲ - آیات کے موافق بیٹے پر موقوف ہے۔ اور اگرچہ ہم کو ۱۸ آیت میں اس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ جو شخص درحقیقت خدا سے پیدا ہوتا ہے اُس سے یہ گناہ سرزد نہیں ہو سکتا۔ مگر تاہم اس گناہ کا مرتکب دینی بھائی قرار دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے اور سب گناہوں کی معافی کے واسطے خدا کے فرزندوں کو اُمید اور بھروسے کے ساتھ دُعا مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے لیکن ایسا مرتد اپنے تئیں ایمانداروں کی دُعاؤں کے فائدے سے خارج کرتا ہے پس کئی باتوں میں اُن دونوں گناہوں میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور نیز خداوند یسوع اور رسول دونوں کے کلمات سے مترشح ہوتا ہے کہ واقعہ میں ایک ہی ایسا گناہ ہے جو کبھی معاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس گناہ کی حقیقت بخوبی ظاہر نہیں کی گئی تاکہ ہم اس سے حتّی الامکان دور رہنے کے لئے دُعا مانگتے رہیں۔

اور گو ایسی صورتیں کم وقوع میں آتی ہیں جن میں گناہ کی نوبت اس درجہ کفر اور ارتداد تک پہنچتی ہے لیکن باوجود اس کے جس حال میں رُوح القدس بہت سے آدمیوں کی فہم روشن کرتا ہے ۔گناہ اور راستبازی اور عدالت کا اُنہیں یقین دلاتا ہے مسیح کے شریک ہونے کے لئے اُنہیں بلاتا ہے ۔ اور اُس کے قبول نہ کرنے کے خطرے سے اُنہیں آگاہ کرتا ہے ۔ اور اپنے کلام کی دودھاری تلوار سے اُن کے دلوں کو زخمی کرتا ہے ۔ بلکہ وہ اپنے چال چلن میں بھی اصلاح کر فی قبول کرتے ہیں مگر باینہمہ وہ بباعث کسی گناہ کے دل میں جگہ دینے یا دُنیا کی محبت یا نا استقلال مزاجی کے اُس سے منحرف ہو کر اُس کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ حتےٰ کہ وہ اُن سے کنارہ کش ہو جاتا ہے ۔ اور وہ باوجود رُوح القدس کے اُن پر تاثیر کرنے کے حیات سے محروم رہتے ہیں ۔ پس جو لوگ اب تک لیت ولعل میں آسمان کی بادشاہت کی چوکھٹ پر کھڑے رہتے ہیں اُن کو عبرت حاصل کرنی چاہئے ۔ اور یہ کلمات کان لگا کر سننے چاہئیں کہ اگر آج تم اُس کی آواز سُنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو جس طرح بیابان میں آزمائش کے دن غضب انگیزی کے وقت ہوا تا کہ جس طرح خدا نے بنی اسرائیل کے حق میں قسم کھائی اُسی طرح اُن کے حق میں بھی یہ قسم نہ کھائے کہ وہ میرے آرام میں ہرگز داخل نہ ہونگے ۔ جاننا چاہئے کہ جب تک انسان کا دل دُنیا اور مسیح کی محبت کے درمیان ڈانواں ڈول رہتا ہے ۔ یکسُو نہیں ہو جاتا اُس کی حالت قابل افسوس ہے اور اگرچہ یہ حالت فی نفسہٖ انسان کی طبع کے خلاف اور ناگوار ہے مگر تاہم ایک عرصہ کے بعد انسان اُس کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ اُس کا بدلنا محال ہوتا ہے ۔ بعض آدمی کلام الہٰی پڑھتے دعا مانگتے بلاناغہ گرجا میں جاتے انجیل کا وعظ سُنتے ہیں اور جب وہ ایسے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ اُن کو توقع ہوتی ہے کہ اب ہمارے دلوں میں ضرور کسی قدر جوش پیدا ہو گا ۔ اور جب جوش پیدا نہیں ہوتا تو وہ افسردہ خاطر ہو جاتے ہیں گویا انہیں وہ اپنا دل خدا کو دینا قبول نہیں کرتے ۔ وہ ہمیشہ تعلیم پاتے رہتے ہیں مگر سچائی کی

لے عبرانیوں ۳ : ۷ ؛ ۸

پہچان تک کبھی نہیں پہنچ سکتے ۔ ایسے لوگوں کو ہوشیار ہونا چاہئے جس کے ساتھ وہ مخالفت کرتے ہیں وہ ہمیشہ اُن کی برداشت نہ کرتا رہیگا ۔ وہ اُس خدا کی ازلی رُوح کا مقابلہ کرتے ہیں جس کے کلمات میں سے کوئی بہ نسبت اُن کلمات کے زیادہ عبرت انگیز نہیں اور زیادہ تر وقوع میں نہیں آتے رہتے آج نجات کا دن ہے تم نہیں جانتے کہ کل کیا ہو گا ۔

ساتواں باب

رُوح القدس کا انسانی رُوح کو ازسرِ نو پیدا کرنا

نیکودیمس[1] کا شب کے وقت خداوند سے ملاقات کرنے کا احوال ایسا عجیب ہے کہ اُس کی نظیر انجیلوں میں بھی کمیاب ہے ۔ یہ یہودیوں کا ایک حاکم تھا ۔ فریسیوں میں سے تھا جن کے لوگ نہایت معتقد تھے ۔ بنی اسرائیل میں ممتاز اُستاد تھا مگر باینہمہ اُس کے دل میں وہ بیقراری تھی جس سے گو خود انسان اکثر آگاہ نہیں ہوتا لیکن تاہم وہ کسی شخص کے دل سے دور نہیں ہو سکتی جب تک کہ اُس کو مغفرت حاصل نہیں ہوتی ۔ اس اثناء میں ایک اُستاد صاحب اعجاز نے خدا کی طرف سے یروشلم میں ظاہر ہو کر لوگوں کو نجات کی خوشخبری سُنائی ۔ اس مژدہ کے سُننے سے نیکودیمس کے دل کو خود بخود اُس کی طرف کشش ہوئی ۔ اُس کو تمنا تھی کہ کسی نہ کسی طرح دل کو آرام ملے مگر نہ ملتا تھا اُس کی دُعائیں اور روزے اور خیرات اُس کی اضطرابی دور کرنے کے لئے کافی نہ ہو سکتے تھے ۔ وہ اپنی عزت کے لحاظ سے کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہتا تھا جس سے اُس کے دل کی بیقراری لوگوں پر ظاہر ہو سکے ۔ اس لئے وہ شب کے وقت تاریک رستوں سے گزر کر اُس گمنام مکان پر آیا جس میں ناصرۃ کا نبی قیام پذیر تھا ۔ خداوند یسُوع کا سادہ لباس دیکھ

لے یوحنا ۳ : ۱-۲۱ ۔

کہ ہر کوئی کہہ سکتا تھا کہ یہ خوب آدمی ہے۔ اور دن بھر کی محنت و مشقت نے اُس کو اُس تحقیقات کا مانع کر دیا ہو گا۔ اور جو رنج اُس نے اِس گناہ آلودہ دنیا میں سہنے سے اُٹھایا تھا اُس کا بھی اثر اُس کی پیشانی پر ظاہر ہوگا۔ یا شاید کیا ہی شفقت اور محبت کے ساتھ وہ نیکودیمس سے کلام کرتا ہو گا۔ خداوند یسوع مسیح اور نیکودیمس کی یہ گفتگو ہمارے واسطے کے لئے انجیل میں درج ہوئی ہے ۔

نیکودیمس کا اول یہ کہنا کہ اے ربی ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خداوند یسوع مسیح کے معجزوں کے سبب اُس کو ایک خدا کی طرف سے بھیجا ہوا اُستاد سمجھتا تھا۔ مگر اُس کی الوہیت سے واقف نہ تھا۔ خداوند نے اپنے جواب میں نیکودیمس کے احکام شرعی بجا لانے اور شریعت کا علم رکھنے اور عالی مرتبہ ہونے وغیرہ باتوں کی طرف اشارہ نہ کیا۔ بلکہ جو عقیدہ اُس نے خداوند کی نسبت ظاہر کیا تھا اُس سے بھی قطع نظر کر کے یکبارگی رُوح کی نئی پیدائش کا ذکر کیا جس کے بغیر ہرگز نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی از سرِ نو پیدا ہو اوپر سے کیونکہ جو لفظ اصل میں ہے وہ دونوں معنی پر حاوی ہے، پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو نہیں دیکھ سکتا۔ یعنی وہ مسیح کی موجودہ بادشاہت میں جو روحانی برکتوں سے معمور ہے شامل ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُس آئندہ جلالی بادشاہت میں جو بڑی شان و شوکت اور تجلی کے ساتھ ظاہر ہو گی شامل ہو گا۔ نیکودیمس کو جو ایک بوڑھا آدمی تھا یہ خیال گزرا کہ شاید خداوند نے یہ کلمات اُس کی نسبت فرمائے۔ اس لئے وہ تعجب سے بولا کہ آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ جب کوئی غیر قوم کا آدمی یہودیوں کے دین میں شامل ہوا کرتا تھا تو وہ اپنے محاورہ کے موافق اُس کو طفل نوزاد بولا کرتے تھے۔ لیکن خداوند کا قول عام تھا۔ اور یہودی وغیرہ سب اُس میں شامل تھے اس واسطے نیکودیمس کو محاورہ مذکورہ بالا کا خیال نہ رہا بلکہ وہ خداوند کے کلمات سے نہایت متحیر ہوا ۔

۱؎ دیکھو یوحنا ۷ : ۵۰ ۔

مسیح نے نیکودیمس کی حیرت کے باعث اپنے کلام کو ذرا بھی ملائم نہ کیا۔ بلکہ مکرر فرمایا کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں اگر آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہووے تو خدا کی بادشاہت میں داخل ہو نہیں سکتا ۔ یہودی لوگ غیر قوموں کے لوگوں کو بپتسمہ دیکر اپنے مذہب میں شامل کیا کرتے تھے اور یوحنا بھی پانی سے بپتسمہ دیتا تھا۔ اور خود خداوند یسوع مسیح نے بھی بہت لوگوں کو اپنے شاگردوں کی معرفت بپتسمہ دینا شروع کیا۔ مگر فریسیوں اور شریعت کے معلّموں نے اپنے حق میں خدا کے نیک ارادے کو حقیر کر کے یوحنا سے بپتسمہ نہ لیا تھا۔ پس پانی سے پیدا ہونے کے معنی تو نیکودیمس کی سمجھ میں آ سکتے تھے۔ لیکن وہ طالب حق روح سے پیدا ہونے کے معنی سمجھنے سے بالکل عاجز تھا۔ اور مخفی نہ رہے کہ یہ کہنا کہ جب تک آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو۔ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ صرف پانی سے پیدا ہونا انسان کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ پانی اور رُوح دونو سے پیدا ہونا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کے لئے ضرور ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ خداوند کے کلام کے موافق پانی اور رُوح دونو کا بپتسمہ حاصل ہونا ضرور ہے۔ پانی کا بپتسمہ جو خداوند کا مقرر کیا ہوا اور ایک ظاہری کلیسیا میں شامل ہونے کا نشان ہے بالعموم نجات کے لئے ضرور ہے کیونکہ خداوند کے حکم کی فرمانبرداری فرض ہے اور رُوح کا بپتسمہ یعنی وہ اندرونی اور رُوحانی نعمت جس کا پانی بیرونی اور ظاہری نشان ہے قطعاً ضرور ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی بادشاہت رُوحانی ہے اور اس واسطے کوئی شخص جب تک اُس کا دل تبدیل نہ ہو۔ اُس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی امتیاز خداوند کے فرمان ذیل میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ تم تمام دنیا میں جا کے ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پائیگا اور جو ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم کیا جائیگا ۔ فقط بپتسمہ روحانی پیدائش سے وہ تعلق ہے جو منہ کے اقرار کو دلی ایمان سے ہے اور لکھا ہے

۱؎ یوحنا ۱: ۲۶ ۔ ۲؎ یوحنا ۳: ۲۲ و ۴: ۱ و ۲ ۔ ۳؎ لوقا ۷: ۲۹ —
۴؎ مرقس ۱۶: ۱۵ و ۱۶ ۔

کو راستبازی کے لئے دل سے ایمان لاتا ہے اور نجات کی خاطر منہ سے اقرار کرتا ہے[1]۔

خداوند نے اس کے بعد روحانی پیدائش کا تذکرہ بمقابلہ جسمانی پیدائش کے کیا اور بتایا کہ جسم سے جسم ہی یعنے گناہ آلودہ انسان سے گناہ آلودہ انسان ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ نظر برایں اگر انسان اپنی ماں کے پیٹ میں جا کر دوبارہ پیدا ہو تو بھی اس کو روحانی پیدائش حاصل نہ ہو۔ پس لازم آتا ہے کہ کوئی غیر قوت یعنے روح القدس کی قوت انسان پر تاثیر کرے تاکہ اس کو روحانی پیدائش حاصل ہو سکے۔ اسی واسطے خداوند نے یہ کلمات جو آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ روشن ہیں زبان مبارک سے فرمائے۔ کہ تمہیں یعنے سوائے ابن آدم کے اور تمام آدمیوں کو از سر نو پیدا ہونا ضرور ہے۔ بعد ازیں اسی روحانی پیدائش کا ذکر تشبیہاً ایسی عبارات میں کیا گیا ہے جو ہوا اور اس کے عجیب تغیرات پر مبنی ہے ✣

نیکودیمس نے مکرر سوال کیا کہ یہ باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جو لوگ خدا کے ہر ایک راز سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں وہ اکثر ایسے سوال کیا کرتے ہیں لیکن خداوند نے صرف اتنا جواب دیا کہ کیا تو بنی اسرائیل کا استاد ہے اور یہ باتیں نہیں جانتا۔ خداوند کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا از سر نو پیدا ہونا عہد عتیق کی بھی ابتدائی تعلیم میں داخل تھا اور اس کے موافق پایا جاتا ہے کہ توریت اور نبیوں کے صحائف میں اکثر جگہ دل کا ختنہ ہونے۔ نئے دل اور نئی روح کے پیدا ہونے۔ سنگدل کے دور ہونے۔ روح القدس کے دل میں رہنے کی ضرورت بیان کی گئی ہے[2] ✣

× چونکہ یونانی زبان میں ایک ہی لفظ یعنے پنیوما روح اور ہوا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے بعض کا خیال ہے کہ ۸ آیت میں اس لفظ کا ترجمہ بجائے ہوا کے روح ہونا چاہئے۔ اور اصل عبارت پر غور کرنے سے یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے ✣

[1] رومیوں ۱۰ : ۱۰ [2] استثنا ۱۰ : ۱۶ و ۳۰ : ۶ : یسعیاہ ۴۴ : ۳ : حزقی ایل ۱۱ : ۱۹ ، ۱۸ : ۳۱ و ۳۶ : ۲۶ ✣

علاوہ ازیں خداوند نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں نے تمہیں زمین کی باتیں کہیں اور یقین نہیں کرتے پھر اگر میں تمہیں آسمان کی باتیں کہوں تو تم کیونکر یقین کرو گے۔ اس ل پر زمینی باتوں سے مراد روح کی اس نئی پیدائش سے ہے جس کا خداوند نے ر کیا تھا۔ کیونکہ گو روح خدا کی قدرت سے از سر نو پیدا ہوتی ہے مگر پھر بھی یہ بڑی یلی زمین ہی پر وقوع میں آتی ہے اور آسمانی باتوں کا خداوند نے اس مقام پر رف اشارتاً تذکرہ کیا۔ مگر ان کی حقیقت بخوبی ظاہر نہ کی۔ تاہم اس موقع پر خداوند مسیح نے گویا نجات کا نقشہ کھینچ کر دکھا دیا۔ حیات کا رستہ بتا دیا۔ اور مابعد اپنے شاگردوں ائندہ جلال کی روشنی زیادہ دکھائی۔ اور جزیرہ پتمس میں اپنے رسول پر ر بھی زیادہ انکشاف اس جلال کا کیا[1] ✣

خداوند نے نئی پیدائش کے ذکر کے بعد دنیا کے کفارہ کے لئے اپنے قربان نے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ وہ بڑی بات ہے جس کے وسیلے سے روح القدس انسان نئی زندگی بخشتا ہے۔ کیونکہ انسان کی روح کلام کے غیر فانی بیج یعنے انجیل کے ذریعہ ے از سر نو پیدا ہوتی ہے[2]۔ اور خداوند نے اوّل اس بارہ میں پیتل کے سانپ ا ذکر کیا جو اس کے قربان ہونے کا ایک عجیب نشان تھا۔ اور بعد ازاں وہ عجیب ریب کلمات زبان مبارک سے فرمائے جو خدا کی محبت کے گویا ایک عام اور نہایت راحت بخش اشتہار ہیں۔ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے ✣

ہم نے خداوند اور نیکودیمس کی گفتگو کا زیادہ تر مفصل بیان اس لئے کیا ہے یونکہ کتاب مقدس میں کوئی ایسا اور مقام نہیں جس میں روحانی پیدائش کی ضرورت س قدر صاف اور صریح طور پر بیان کی گئی ہو۔ جاننا چاہئے کہ اس روحانی پیدائش کی بحث نہایت ہی اہم و دشوار ہے درحقیقت زندگی خود ایک بڑا بھید ہے۔ اس کا پیدا کنندہ خدا ہے۔ نباتات اور حیوانات کے بارہ میں بھی لکھا ہے کہ تو اپنی روح[3]

[1] یوحنا ۱۴ : ۲ ، ۱۷ : ۵ و ۲۴ و ۲۰ : ۱۷ [2] ۱ پطرس ۱ : ۲۳ - ۲۵
[3] زبور ۱۰۴ : ۳۰ ✣

بخشا جاتا ہے وہ سے پیدا ہوتے ہیں اور تو روشنی زمین کو از سر نو آراستہ کرتا ہے بڑے سے بڑا فرشتہ بھی اپنی قدرت سے ایک پتا یا ایک چیونٹی پیدا نہیں کر سکتا کیونکہ خدا نے زندگی اپنے قبضۂ قدرت میں رکھی ہے۔ اور جب اس زندگی کی یہ کیفیت ہے تو کچھ جائے تعجب نہیں اگر رُوحانی زندگی کی بحث بھی نہایت مشکل ہو۔ مگر تاہم یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا حاصل کرنا لابد ہے کیونکہ صاف لکھا ہے کہ اُس کے بغیر خدا کی بادشاہت کو کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کاش کہ ناظرین کتاب دل و جان سے دُعا مانگیں تاکہ خدا کی رُوح اس بڑی بحث میں ہماری مدد اور رہنمائی کرے ◆

اس روحانی پیدائش کے جو نام کتاب مقدس میں آئے ہیں اُن کو خیال میں رکھنے سے ہم کو اس بحث میں مدد مل سکتی ہے ◆

پہلا۔ از سر نو پیدا ہونا۔ رُوح سے پیدا ہونا۔ جن کا استعمال خداوند نے نیکودیمس کے ساتھ اثنائے گفتگو میں کیا۔ خدا سے پیدا ہونے کے ہم معنی ہیں۔ اور جاننا چاہئے کہ جن آیات کا حوالہ حاشیہ پر دیا گیا ہے اُن میں سے پہلی آیت زیادہ ترجمہ معنی ہے۔ کیونکہ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کے فرزند نہ لہو سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کی خواہش سے بلکہ خدا سے پیدا ہوتے ہیں ◆

دوسرے نئی پیدائش جلائے جانے یا مسیح کے ساتھ جلائے جانے سے تعبیر کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ جب ہم خطاؤں اور گناہوں میں مُردہ تھے خدا نے اپنی بے پایاں رحمت سے ہم کو جلایا اور بعد ازاں یہ پیدائش ایک ہی آیت میں تین طرح تشبیہاً نیند سے جاگنے۔ اور مُردوں میں سے اُٹھنے۔ اور مسیح سے روشنی پانے سے تعبیر کی گئی ہے۔ اے سونے والے جاگ اور مُردوں میں سے اُٹھ کہ مسیح تجھے روشن کریگا ◆

اور عہد عتیق میں جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا بعض اوقات یہ روحانی پیدائش سخت دل کے نکلنے سے اور بعض اوقات نئے دل اور نئی رُوح کے پیدا ہونے یا سخت دل

۱ یوحنا ۱ : ۱۳ و ۱ یوحنا ۳ : ۹ و ۴ : ۷ و ۵ : ۱ و ۱۸ ۔ ۲ افسیوں ۲ : ۱ - ۵ ۔ ۳ افسیوں ۵ : ۱۴ ◆

کے دور ہونے اور نرم دل کے ملنے سے تعبیر کی گئی ہے ◆

اور بعض اوقات رجوع لانے یا پھرنے کے کلمات اس کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ گنہگار تیری طرف رجوع کرینگے۔ تا نہ ہو کہ وہ سمجھیں اور رجوع لاویں۔ اور شفا پائیں۔ پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ۔ جو کوئی ایک گنہگار کو اُس کی گمراہی کی راہ سے پھیر لاتا ہے الخ۔ اور صرف ایک مقام پر بجائے فعل کے اسم آیا ہے۔ غیر قوموں کے رجوع لانے کا۔ اصل میں یہاں اس جگہ اسم ہے۔ بیان کرتے ہوئے۔ اور واضح ہو کہ جو لفظ یونانی میں اوپر کی آیتوں میں رجوع لانے یا پھرنے کی جگہ آیا ہے اُس سے انسان کا گناہوں کو ترک کرکے نیکی کی طرف اور شیطان کو ترک کرکے خدا کی طرف دل و جان سے رجوع لانا مفہوم ہوتا ہے ◆

اس رُوحانی پیدائش کے لئے اکثر توبہ (اصل میں میٹانویا یعنے دل کی تبدیلی) اور ایمان کے الفاظ بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ لیکن جہاں کہیں توبہ کا ذکر ہے وہاں ایمان کو داخل سمجھنا چاہئے اور اسی طرح جہاں کہیں ایمان کا ذکر ہے وہاں توبہ کو بھی شامل سمجھنا چاہئے۔ اور توبہ اور ایمان دونوں اس آیت میں جس میں رسول پولوس کی منادی کا خلاصہ مندرج ہے مذکور ہوئے ہیں خدا کے آگے توبہ کرو اور ہمارے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاؤ۔ اور بعض جگہ نئی پیدائش کو خدا کے ساتھ ملاپ حاصل ہونے کا لقب دیا گیا ہے ◆

اور خداوند مسیح کو قبول کرکے خدا کے فرزند بن جانا بھی اُسی سے مُراد ہے یعنی یہ ہے کہ مسیح کو قبول کرنا اور جو گواہی خدا نے اپنے بیٹے کے حق میں دی ہے اُس پر ایمان لانا ایک ہی بات ہے۔ اسی واسطے آگے کی آیت میں جس کا حوالہ اوپر بھی دیا گیا ہے کلام الٰہی اس پیدائش کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے تم نہ تخم فانی سے بلکہ اُس سے جو غیر فانی ہے یعنے خدا کے کلام سے جو زندہ اور ابد تک قائم

۱ زبور ۵۱ : ۱۳ ◆ یسعیاہ ۶ : ۱۰ ◆ اعمال ۳ : ۱۹ ◆ یعقوب ۵ : ۲۰ ۔ ۲ اعمال ۱۵ : ۳ ◆ اعمال ۲۰ : ۲۱ ◆ رومیوں ۵ : ۱۰ ◆ ۲ کرنتھیوں ۵ : ۲۰ ◆
یوحنا ۱ : ۱۲ ۔ ۳ ۱ یوحنا ۵ : ۹ و ۱۰ ◆ ۱ پطرس ۱ : ۲۳ ◆

رہتا ہے اُس سر نو پیدا ہوئے[۱]

پھر یہ پیدائش تاریکی سے خدا کی عجیب روشنی میں آنے اور خداوند میں ہو کے نور ہو جانے اور موت سے گزر کر زندگی میں پہنچنے سے تعبیر کی گئی ہے +

اور ایک مقام پر اس پیدائش کے واسطے نہ اپنے لئے بلکہ جو ہمارے واسطے ہوا اُس کے لئے بیٹے کے کلمات استعمال کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پیدائش گویا ایک قوت ہے جو اپنی تاثیر سے انسان کی کل زندگی کو تبدیل کر دیتی ہے اس لئے رسول فرماتا ہے کہ اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزیں گزر گئیں دیکھو ساری چیزیں نئی ہو گئیں[۲]

ہم اس محل پر صرف ایک اور آیت کا حوالہ دیتے ہیں رسول پولوس ططس کو کہتا ہے کہ خدا نے ہم کو اپنی رحمت کے مطابق نئے جنم کے غسل اور رُوح القدس کے اُسے سر نو بنانے کے سبب بچایا[۳]

اس رُوحانی پیدائش کے تقریباً بیس نام اوپر لکھے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں دوبارہ پیدا ہونا۔ رُوح سے پیدا ہونا۔ خدا سے پیدا ہونا۔ کلام کے غیر فانی بیج سے پیدا ہونا۔ زندہ ہونا۔ مُردوں میں سے زندہ ہونا۔ رجوع لانا۔ دل کا ختنہ۔ نئے دل اور نئی رُوح کی پیدائش۔ سخت دل کا نرم ہو جانا۔ توبہ۔ ایمان خدا سے ملاپ ہونا۔ مسیح کو قبول کرنا۔ جو گواہی خدا نے اپنے بیٹے کے حق میں دی ہے۔ اُس پر ایمان لانا۔ نیند سے جاگنا۔ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آنا۔ موت سے گزر کر زندگی کو پہنچنا۔ نئی پیدائش۔ نئے جنم کے غسل اور رُوح القدس کے دل کو نیا بنانے سے نجات کا حاصل ہونا۔ اور اگرچہ یہ تمام اسماء مختلف تشبیہات پر مبنی ہیں۔ مگر پھر بھی اُن سب سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جب رُوح القدس کی تاثیر سے رُوح نئی پیدائش پاتی ہے تو انسان بالکل بدل جاتا ہے +

اب جاننا چاہیئے کہ ابتدا میں رُوح القدس کی تاثیر اُن لوگوں پر جو اُس کی

۱؎ ۱ پطرس ۲: ۹ + افسیوں ۵: ۸ + یوحنا ۵: ۲۴ ۲؎ ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۷
۳؎ ططس ۳: ۵ +

ہدایت کو قبول کرتے ہیں اور اُن پر جو اُس سے منحرف ہو کر آخرکار ہلاک ہوتے ہیں ایک ہی سی ہوتی ہے۔ اس امر کا ثبوت پچھلے باب میں دیکھو۔ لیکن جو لوگ واقعہ میں خدا سے رُوحانی پیدائش پاتے ہیں اُن میں رُوح القدس کی تاثیر مؤثر اور باردار اور مستقل ہوتی ہے +

رُوح القدس اُن کی فہم کو روشن کرتا ہے جس کے باعث مسیح جو خدا کی صورت ہے اُس کے جلال والی انجیل کی روشنی اُن پر چمکتی ہے بلکہ یہ روشنی اُن کے دلوں میں چمکتی ہے۔ کیونکہ خدا جس کے حکم کے مطابق تاریکی سے روشنی چمکی اُس نے ہمارے دلوں کو روشن کیا۔ تاکہ خدا کے جلال کی پہچان کا نور یسوع مسیح کے چہرہ سے ہم پر جلوہ گر ہو۔ اُن کے باطن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اُن کو بینائی حاصل ہوتی ہے اور وہ مسیح کو دیکھنے لگتے ہیں[۱] +

رُوح القدس اُن کو گناہ اور راستی اور عدالت کا یقین دلاتا ہے چنانچہ اس بارہ میں خداوند یسوع مسیح نے صاف صاف فرمایا کہ اگر میں جاؤں تو تسلی دینے والے کو تم پاس بھیج دوں گا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائے گا[۳]۔ گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ پاس جاتا ہوں۔ اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے[۲] +

چونکہ یہ عجیب و غریب کلمات نہایت قابل غور ہیں لہٰذا ذیل میں اُن کی تشریح اور زیادہ کی جاتی ہے +

تسلی دینے والا دُنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا یعنے بتائیگا کہ گناہ اور راستی اور عدالت واقعہ میں کیا ہے۔

۱؎ ۲ کرنتھیوں ۴: ۳-۶ ۲؎ یوحنا ۱۶: ۷-۱۱
۳؎ اس لفظ کا ترجمہ تقصیروار ٹھہرایا گیا ہے وہ تقصیروار ٹھہرانے کے معنے بھی دیتا ہے اور یقین دلانے کے بھی +

اور اُن کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے ✣

دُنیا کے لوگ گناہ کی حقیقت سے بخوبی آگاہ نہیں - اگرچہ دنیا پرست آدمی بھی بعض گناہوں کو بُرا جانتے ہیں - مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ بے ایمانی گناہ کی جڑ ہے - اور دل کے خدا سے الگ رہنے اور خدا کے اُس فضل کو جو مسیح میں بخشا جاتا ہے قبول نہ کرنے سے ہی تمام گناہ پیدا ہوتے ہیں اور اسی سبب سے وہ اس بے ایمانی کو ایک ادنےٰ چیز تصور کرتے ہیں - اور جب اپنی یا اوروں کی نیکی اور بدی کا اندازہ کرنے بیٹھتے ہیں تو اس کا کچھ خیال نہیں کرتے - لیکن رُوح القدس لوگوں کے دلوں میں اس بات کا یقین پیدا کرتا ہے کہ بے ایمانی بڑا گناہ ہے جس کا نتیجہ یا تو یہ ہوتا ہے کہ وہ ایمان لاکر نجات پاتے ہیں اور یا یہ کہ وہ خدا کی دعوت کو رد کرنے کے سبب ہلاک ہوتے ہیں - اس امر کی ایک عمدہ نظیر خداوند کے زمانہ کے یہودیوں کے حال سے ملتی ہے کہ اُنہوں نے خداوند ذوالجلال کو قبول نہ کیا - بلکہ اُس کو مصلوب کیا اور بعد ازاں جب رُوح القدس نازل ہؤا تو بعض نے سچی توبہ کی اور بعض اپنے دلوں کو سخت کرنے کے باعث ہلاک ہوگئے ✣

اور جس طرح دنیا کے لوگ گناہ کی حقیقت سے ناواقف ہیں اُسی طرح راستبازی کی حقیقت سے بھی اُنہیں واقفیت نہیں - اکثر لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ چال چلن کی شائستگی نجات کے لئے کفایت کرتی ہے - مگر افسوس ہے کہ خدا کی راستبازی کی آرزو اُن کو مطلقاً نہیں ہوتی - اسی واسطے جب کامل راستباز یعنے خداوند یسوع مسیح اپنوں کے پاس آیا تو اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا بلکہ اُس قدوس کو مجرم ٹھہرا کر اُس پر موت کا فتوےٰ دیا - لیکن گو آدمیوں نے اُس کو قبول کرنے سے انکار کیا وہ اپنے باپ کے پاس آسمان پر گیا اور وہاں جاکر اُس نے اپنی بے داغ اطاعت خدا کے حضور پیش کی - دُنیا کے لوگوں نے اُسے پھر نہ دیکھا مگر چونکہ وہ انسان کا قرض صلیب پر ادا کر چکا - اس واسطے اب وہ ہمیشہ شفیع آسمان میں خدا

کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہؤا ہماری سفارش کرتا ہے - اور چونکہ اُس کے آسمان پر جانے کے بعد رُوح القدس کلیسیا پر نازل ہؤا - پس اس سے ثابت ہوگیا کہ اُس کا کام خدا کو پسند آیا - اور رُوح القدس نے نازل ہوکر لوگوں کو اس بات کا یقین دلایا کہ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ہی انسان کو راستبازی حاصل ہو سکتی ہے - کیونکہ جس طرح رُوح القدس لوگوں پر صرف گناہ کی بُرائی ظاہر نہیں کرتا - بلکہ جو گناہ کی جڑ ہے یعنے بے ایمانی اُس سے بھی اُن کو آگاہ کرتا ہے اسی طرح وہ اُن پر صرف راستبازی کی خوبی ظاہر نہیں کرتا - بلکہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ راستبازی کے حصول کا ذریعہ ایمان ہی ہے اور اُس کے بغیر کسی متنفس کو مغفرت اور پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی لیکن رُوح القدس کے اس یقین کے پیدا کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اُس سے فائدہ اُٹھا کر نجات حاصل کرتے ہیں - اور بعض اُس کے فائدے سے محروم رہ کر ہلاک ہوتے ہیں ✣

عدالت کا یقین رکھنا بھی انسان کے لئے ضروریات سے ہے نیکی اور بدی ایک دوسرے سے بالکل مخالف ہیں اور دنیا پر سرسری طور پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ ان دونوں میں کیا ہی ہولناک جنگ ہو رہی ہے واقعہ میں یہ عظیم جنگ ہے اور اُس میں کبھی بظاہر نیکی غالب ہو جاتی ہے - اور کبھی بدی - لیکن جب تک رُوح القدس انسان کی آنکھ نہ کھولے اس لڑائی کا انجام اُس کو ہرگز نظر نہیں آسکتا - باوجودیکہ اُنیس سو برس سے انجیل کی رُوحانی جنگ ہو رہی ہے - اب تک دُنیا کے صرف چوتھائی حصہ نے مسیح کا نام کا اقرار کیا ہے پس اب بھی بظاہر یہ جنگ ختم ہوتی نہیں معلوم ہوتی - اور اگر اب یہ کیفیت ہے تو اُس وقت کیا ہوگی جبکہ یہ کلمات بولے گئے تھے - کہ تسلی دینے والا دنیا کو عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا - اس لئے کہ جہان کے سردار پر (یعنے شیطان پر دیکھو یوحنا ۱۲ : ۳۱ - اور ۱۴ : ۳۰ وغیرہ) حکم کیا گیا ہے - ان کلمات سے کیا ہی کامل یقین اس بات کا ظاہر ہوتا ہے کہ نیکی بدی پر

ضرور غالب آئیگی۔ اور شیطان جو تمام بدی کا بانی ہے اور ایمانداروں کو ملزم ٹھیرانے والا ہے وہ آپ ملزم ٹھیر کر سزا پائے گا۔ اور دوزخ کی آگ میں ڈالا جائے گا دیکھو کہ جو ایمان کا شروع کرنے والا اور تمام کرنے والا ہے اُس کا ایمان کیسا زور آور تھا۔ وہ یروشلم میں کسی بالاخانہ پر اپنے گیارہ شاگردوں کو جو نہایت دلگیر ہو رہے تھے تسلی دے رہا تھا۔ لیکن اُس کو دُنیا کی ابتدا سے لیکر روزِ جزا تک کل واقعات دکھائی دیتے تھے۔ اور گو وہ عنقریب مصلوب ہونے کو تھا مگر پھر بھی اُس نے بتلایا کہ اُس کا اور ہمارا دشمن سزایاب ہو کر ہمیشہ کے لئے مغلوب ہوگا۔ رُوح القدس اس آخری عدالت کا یقین دنیا کے لوگوں کو دلاتا ہے۔ اور جو نجات پاتے ہیں وہ اُس سے مستفید ہوتے ہیں مگر جو نجات سے محروم رہتے ہیں وہ اُس کو خیال میں نہیں لاتے۔ لیکن عاقبت میں اُن پر بھی مسیح کے دشمنوں کا مغلوب ہونا ظاہر ہو جائیگا۔ کیونکہ اُس وقت اُن کا زیر ہونا ایمان کی باتوں میں داخل نہ رہیگا بلکہ سب اپنی آنکھوں سے اُس کو دیکھینگے۔

کلمات مذکورہ بالا کا بیان کسی قدر طول طویل کیا گیا۔ لیکن اُن کے مضمون کے نہایت قابل توجہ ہونے کے باعث اُن کی زیادہ تر تشریح کرنی مناسب تھی۔ اب ہم اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب کہ رُوح القدس کسی شخص کے دل میں گناہ اور راستبازی اور عدالت کا یقین مؤثر طور پر پیدا کرتا ہے تو وہ اپنی قوت کی طرف سے نااُمید ہو کر اپنے کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ پنتیکوست کے روز رُوح القدس کے اس مبارک کام کا انجام یہی ہؤا۔ کہ اُن کے دل چھد گئے اور اُنہوں نے پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ اے بھائیو ہم کیا کریں[1] اور جبکہ پولوس نے دمشق کی راہ میں خداوند کا نور دیکھا تھا تو لکھا ہے کہ اُس نے کانپ کے اور حیران ہو کے کہا اے خداوند تو کیا چاہتا ہے کہ میں کروں[2]

[1] اعمال ۲: ۳۷ [2] اعمال ۹: ۶

اور قیدخانہ کے داروغہ کے باب میں مذکور ہے کہ وہ کانپتا ہؤا پولوس اور سیلاس کے پاؤں پر گرا . . . . اور کہا اے صاحبو میں کیا کروں کہ نجات پاؤں[1] غرضیکہ انسان کی سینہ زوری جاتی رہتی ہے اور گھمنڈ دور ہو جاتا ہے۔ اور اُس کو یقین ہو جاتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی مدد نہیں کرسکتا اور وہ راضی برضائے خدا ہو جاتا ہے۔

جب انسان اس طرح اپنے کو خدا کے حوالہ کر دیتا ہے تو اُس کی طبیعت دعا مانگنے کی طرف مائل ہوتی ہے۔ رُوح القدس فضل و مناجات کی رُوح ہے[2] چنانچہ پنتیکوست کے روز مقدس پطرس نے دعا مانگنے ہی کی ترغیب دلانے کے لئے یوئیل نبی کا یہ قول نقل کیا کہ ہر ایک جو خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا[3] اس موقع پر جو دعائیں مانگی گئیں اُن کی کیفیت نہیں لکھی گئی۔ مگر اس میں شک و شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ نہایت استقلال اور دلسوزی اور سرگرمی سے مانگی گئی تھیں۔ تین ہزار بیقرار شکستہ دل آدمیوں کی دعاؤں سے درگاہ الٰہی کا دروازہ اُس روز گھِر گیا۔ اور مرقوم ہے کہ خداوند نے پولوس کے بارہ میں حننیاہ سے فرمایا کہ دیکھ وہ دعا مانگتا ہے[4] یہ کلمات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ خدا سے دُعا مانگنا رُوحانی زندگی کا پہلا نشان ہے۔ اور حننیاہ نے بھی پولوس کی دعا کی طرف اشارہ کر کے اُس سے کہا کہ اب کیوں دیر کرتا ہے اُٹھ کے بپتسمہ لے اور خداوند کا نام لے کر اپنے گناہ دھو ڈال[5] اگرچہ اس بارہ میں کچھ لکھا نہیں مگر پھر بھی ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ پولوس کے خستہ شکستہ دل سے کیا ہی دردناک آواز مغفرت اور رحمت کے لئے نکلی ہوگی ایسی ہی دُعا اُس خراجگیر کی بھی تھی جس نے دور کھڑے ہو کے اتنا بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائے بلکہ چھاتی پیٹتا اور کہتا تھا کہ اے خدا مجھ گنہگار پر رحم کر[6]

[1] اعمال ۱۶: ۲۹، ۳۰ [2] زکریاہ ۱۲: ۱۰ [3] اعمال ۲: ۲۱ [4] اعمال ۹: ۱۱ [5] اعمال ۲۲: ۱۶ [6] لوقا ۱۸: ۱۳

اور اسی سے ایمان کی تابعداری بھی تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ انجیل غیر قوموں میں ایمان کی تابعداری کے لئے مشتہر کی گئی ہے[1] اور مقدس پطرس لکھتا ہے کہ تم نے حق کی تابعداری کر کے روح کے وسیلے اپنے دل کو پاک کیا[2]۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ میری طرف نظر کرو تاکہ تم نجات پاؤ[3]۔ اور ذکریا اس بھاری کام کا بیان اس طرح کرتا ہے میں داؤد کے گھرانے پر اور یروشلم کے باشندوں پر فضل و مناجات کی روح برساؤں گا اور وے مجھ پر جسے انہوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے اور وے اس کے لئے ماتم کریں گے جیسا کوئی اپنے اکلوتے کے لئے ماتم کرتا ہے۔ اور وے اس کے لئے تلخ کام ہوں گے جس طرح سے کوئی اپنے پہلوٹھے کے لئے تلخ کامی میں پڑتا ہے[4]۔ اور صاف صاف بتایا گیا ہے کہ خداوند یسوع جو مصلوب ہوا اور چھیدا گیا اسی پر ہم کو ایمان سے نظر کرنی چاہیئے[5]۔ لیکن خیال رکھنا چاہئے کہ روح القدس ہی کی مدد سے ہم مسیح پر ایمان لا سکتے ہیں۔ کیونکہ ایمان بخشائش الٰہی میں سے ہے چنانچہ رسول کرنتھیوں کو لکھتا ہے کہ تم خداوند یسوع کے نام سے (یہ نجات کا اصلی سبب ہے) اور ہمارے خدا کی روح سے (یہ وہ قوت ہے جس سے ہم نجات پاتے ہیں) غسل دئے گئے۔ اور پاک ہوئے اور راستباز بھی ٹھیرے۔ خداوند مسیح پر ایمان لانا ڈسے ہوئے اسرائیلیوں کے پیتل کے سانپ پر نظر کرنے سے مشابہت رکھتا ہے[6]۔ جو شخص صدق دل سے مسیح پر ایمان لاتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے۔ وہ کیا ہی مبارک وقت انسان کے لئے ہوتا ہے جبکہ وہ ہر ایک امید سے ہاتھ اٹھا کر اپنے آپ کو خداوند یسوع مسیح کے حوالے کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کا حال اس ملاح کی مانند ہوتا ہے جو ایک ڈوبتے جہاز سے کود کر اس کشتی میں آ جاتا ہے جو ہر خطرے سے محفوظ ہوتی ہے پھر اس

[1] رومیوں ۱۶: ۲۶ [2] ۱ پطرس ۱: ۲۲ [3] یسعیاہ ۴۵: ۲۲ [4] ذکریاہ ۱۲: ۱۰
[5] یوحنا ۱۹: ۳۴ و ۳۷ [6] گنتی ۲۱: ۸ و ۹؛ یوحنا ۳: ۱۴ و ۱۵ +

کچھ خطرہ نہیں رہتا +

جب کوئی گنہگار اس طرح اپنے آپ کو نجات دہندے کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اور مسیح کے لہو سے اس کا دل دھویا جاتا ہے تو اس وقت اس کے دل تسکین پیدا ہوتی ہے۔ یسوع کے وسیلے توبہ کرنے والا ایماندار ح القدس کی مدد سے باپ کے حضور دخل پاتا ہے[1] اور اگرچہ اس کو طرح کا بھروسہ حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ برسوں کے تجربہ کے بعد حاصل ہوا تا ہے مگر اس کے دل میں ایک خاص قسم کی تروتازگی اور خوشی ہوتی ہے +

اس کے بعد دل میں خدا کی محبت کا روحانی جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ انسان خوشی حاصل ہوتی ہے اس کی بنیاد محبت ہے۔ پس جس کے دل میں خدا ت نہیں وہ روحانی خوشی کا مزہ بھی نہیں چکھ سکتا۔ لیکن جب ہم ایمان سبب راستباز ٹھیر کر خداوند یسوع مسیح کی طفیل خدا سے میلاپ حاصل تے ہیں تو روح القدس کے وسیلے سے جو ہمیں دی گئی خدا کی محبت ہمارے وں میں جاری ہوتی ہے[2]۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس لئے کہ پہلے نے ہم سے محبت کی[3]۔ ہماری محبت اس کی محبت کی شعاعوں کی انعکاس ۔ اور گو ابتدا میں وہ نہایت ضعیف اور کمزور ہوتی ہے پھر بھی اس کی ت میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ اور اس وقت سے ایماندار حقیقی خدا کے زیدہ گروہ میں شمار کیا جاتا ہے +

جب انسان کے دل میں خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے تو وہ گناہ کے سبب ان ہوتا ہے۔ گناہ کے [illegible] روح القدس کے پہلے وں میں سے ہے گناہ کے غم کے ساتھ جو اس کے پچھلے کاموں میں سے [illegible] کرنا چاہتے۔ افسوس کہ بہت آدمی یہ خیال کرتے ہیں کہ روح [illegible] اس طرح آدمیوں کے دلوں کو بدلتا ہے کہ اول اُن میں پشیمانی

[1] افسیوں ۲: ۱۸ [2] رومیوں ۵: ۵ [3] ۱ یوحنا ۴: ۱۹ +

پیدا کرتا ہے اس کے بعد ایمان بخشتا ہے اور پھر پاکیزگی - اگر وہ کوئی ترتیب معین بخہ کی طرح روحانی پیدائش اس قدر جلد حاصل ہو جاتی ہے کہ انسان اِن
ذکر سکتے بلکہ صرف اتنا ہی کہتے کہ پشیمانی رُوحانی زندگی کا ایک جزو ضروری ہے تاثیرات کا تجربہ آناً فاناً میں کر لیتا ہے اور صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ایک
تو چنداں مضائقہ نہ تھا۔ لیکن جب پشیمانی کو رُوحانی پیدائش میں پہلی جگہ دی جاتی جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا اب بینا ہوں - اس محل پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس
ہے تو بہت سے طالبانِ حق دل شکستہ ہو جاتے ہیں - جب کوئی مضطرب طالب لی سے رُوح القدس دلوں کو روشن کرتا ہے وہ آفتاب کی روشنی کی مانند
نجات ایسے لوگوں کے پاس آ کر یہ سوال کرتا ہے کہ مجھ کو خدا کی نزدیکی کس طرح آفتاب کی سفید شعاعوں میں ہمیشہ منفصلہ ذیل رنگ بالترتیب ہوتے ہیں سُرخ
حاصل ہو سکتی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اپنے گزشتہ گناہوں کے لئے غم ی - زرد - سبز - آبی - نیلا - بنفشی لیکن باایں ہمہ جب آفتاب کی روشنی کسی شے
کرو - اور اپنے غم کا بوجھ خدائے رحیم و غفور کے حضور ڈال دو۔ وہ اس ہدایت بادلوں یا پھولوں پر پڑتی ہے تو کبھی کوئی رنگ دکھائی دیتا ہے کبھی کوئی
کے موافق حتی المقدور دُعا مانگتا ہے اور خدا کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کہ جب آفتاب کی کوئی سفید شعاع کسی شے پر پڑتی ہے تو جن متفاوت رنگوں
کرتا ہے - مگر ان باتوں سے اُس پر کچھ بھی اثر پیدا نہیں ہوتا - اور وہ اپنے شعاعوں سے وہ مرکب ہے وہ جُدی جُدی ہو جاتی ہیں - اور بعض اُس شے
دل میں ذرا بھی تسلی و تروتازگی نہیں پاتا۔ فی الواقع غم بغیر محبت کے پیدا جذب ہو جاتی ہیں - اور بعض اُس سے گزر جاتی ہیں - اور باقی پلٹ کر جاری
نہیں ہو سکتا - جب ہم کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو اُس کے غم سے غم بھی ہوتا ہے میں آتی ہیں پس جس رنگ کی شعاعیں انعکاس پاتی ہیں وہی رنگ ہمیں اُس
اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ رُوح القدس اپنی قدرت سے ہر ایک گنہگار کے دل میں غم کا بھی نظر آتا ہے اور گو آفتاب کی روشنی کے اصلی رنگ ایسے مخلوط ہوتے
پیدا کر سکتا ہے - کیونکہ گناہوں کے باعث غمگین ہونا خدا کی محبت بغیر محال ہے۔ کہ اُن کی حد معین نہیں ہو سکتی - مگر پھر بھی اُن کی ترتیب میں کبھی فرق نہیں آتا
اگرچہ رُوح القدس قادر مطلق ہے مگر پھر بھی وہ اپنے مقررہ قاعدوں کے خلاف طرح نور حق بھی ہمیشہ دل میں اس ترتیب سے جلوہ گر ہوتا ہے - یقین -
عمل نہیں کرتا - محبت کے سبب آدمی کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں نہ کہ دہشت کے ن - تسکین - محبت - گناہ پر افسوس - لیکن ان رُوحانی تاثیرات کی
سبب - طالب نجات کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے گناہوں پر غمگین ہو پس کا قائم کرنا اکثر بہت دشوار ہوتا ہے ✦
وہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے - اور غمگین ہونا چاہتا اس بیان کی ایک عمدہ نظیر مارٹن لوتھر کے احوال سے ملتی ہے - کلیسیا کے
ہے - تاہم اُس کے دل میں غم پیدا نہیں ہوتا - کیونکہ غم محبت سے پیدا ہوا کرتا واسطے عمدہ دار سٹاپٹس نامی نے اُس سے کہا کہ تم اپنی خطاؤں کے سبب
ہے اور وہ خدا سے محبت نہیں رکھتا ✦ نہ کرو بلکہ اپنے کو نجات دہندہ کے حوالہ کر دو - لیکن چونکہ لوتھر کو یہ خیال
غرضیکہ گناہ پر افسوس ایمان و تسکین و محبت کے بعد دل میں پیدا ہوتا میرا دل اب تک نہیں بدلا - اس واسطے اُس نے یہ جواب دیا کہ جب
ہے - لیکن یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ جو شخص روحانی پیدائش پاتا ہے بعض اوقات میرا دل نہ بدلے میں یقین نہیں کر سکتا کہ خدا مجھ پر مہربان ہو - جب میرا
خود وہ ہی نہیں کہہ سکتا کہ کب رُوح القدس کی یہ مختلف تاثیریں اُس میں پیدا بدلیگا خدا مجھے قبول کریگا - سٹاپٹس یہ بات سُن کر بولا کہ دل کی اصلی تبدیلی
ہوئیں - پھر اوروں کا تو کیا ذکر ہے - اور بعض اوقات کوئی ایک تاثیر دل میں محبت اور راستبازی کی رغبت سے شروع ہوتی ہے جیسے بعض لوگ
ایسی غالب ہوتی ہے کہ اور تاثیریں مطلق نظر نہیں آتیں - اور کبھی قید خانہ کے انجام سمجھتے ہیں وہ در واقع میں اُس کا آغاز ہے - جب ہم خدا کی محبت

دل میں نہیں ہوتی نیکی کی بھی نہیں ہوتی۔ پس اگر تم اپنا دل بدلنا چاہتے ہو تو اپنے کو اذیت نہ دو بلکہ جس نے تم سے پہلے محبت کی اُس سے محبت کرو۔ لوقا کو ان کلمات سے ایسی تسکین اور خوشی حاصل ہوئی کہ اب تک نہ ہوئی تھی۔ اور نئی روشنی اُس کے دل میں چمکی۔ پس اُس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ شیریں اور حیات بخش کلمات جو میرے دل کو اس قدر تسلی دے رہے ہیں خداوند یسوع مسیح کی طرف سے ہیں۔ خدا کی محبت ہی توبہ کا ذریعہ ہے۔ اب اُس نے کتاب مقدس میں وہ مقامات دیکھنے شروع کئے جن میں توبہ اور دل کی تبدیلی کا ذکر ہے اور اگرچہ پہلے ان باتوں کے خیال سے بھی اُس کے دل میں خوف آتا تھا۔ مگر اب وہ اُس کو شادمانی و دلکش اور فرحت بخش معلوم ہونے لگیں ॥

خلاصہ یہ کہ گناہ کے سبب افسوس خدا کی محبت ہی سے دل میں پیدا ہوتا ہے جو ہمارے واسطے ظاہر ہوئی اُس سے ہم محبت کرتے ہیں۔ وہ ہمارے گناہوں کے سبب صلیب پر کھینچا گیا اس لئے ہم کو اپنے گناہوں پر رونا آتا ہے۔ یہ مبارک غم دنیا کا وہ غم نہیں جو موت کا باعث ہوتا ہے بلکہ یہ خدا کے لئے وہ غم ہے جو ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جس سے نجات حاصل ہوتی ہے اور پچھتاوا نہیں ہوتا۔ یہ کیسی عجیب تبدیلی ہے جس شے سے روح نفرت کرتی تھی۔ اب اُس سے محبت کرتی ہے اور جس سے محبت کرتی تھی۔ اُس سے نفرت۔ پہلے اُسے گناہ سے محبت تھی اور خدا سے دشمنی۔ لیکن اب پہلے کے خلاف خدا سے محبت ہے اور گناہ سے نفرت۔ اسی کا نام نئی زندگی ہے ॥

چونکہ انسان خدا ہی کے سامنے نہیں بلکہ آدمیوں کے سامنے بھی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس لئے اُس کو اپنے دل کی اس تبدیلی کا اظہار بھی لازم ہے مسیح پر ایمان لانے والا کبھی نہ کبھی اُس کا اقرار بھی کرتا ہے۔ بپتسمہ کا رآئی دستور علی الخصوص اسی غرض سے مقرر ہوا۔ بپتسمہ ایمان کے

۲ کرنتھیوں ۷ : ۱۰ ॥

اقرار کا وسیلہ ہے۔ پنتیکوست کے روز تین ہزار آدمی اور دمشق میں پولوس شکستہ دل اور فلپی میں قید خانہ کا داروغہ معہ اپنے گھر بار کے بپتسمہ کے ذریعے سے خداوند کی خدمت کے لئے علیحدہ کئے گئے۔ اور اسی طرح اب بھی جو شخص ایمان لاتا ہے اگر اُس نے بپتسمہ نہیں پایا تو وہ بپتسمہ کے وسیلے سے مسیح کی ظاہری کلیسیا میں داخل ہونے کی آرزو کریگا۔ اور اگر پایا ہے تو وہ بپتسمہ کے اقرار پر اپنا ثابت قدم رہنا علانیہ ظاہر کریگا۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ وہ کس کا ہے اور کس کی خدمت کرتا ہے۔ خداوند ایسے مردوں کو تسلیم نہیں کریگا جو اُس کا اقرار نہیں کرتے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ بعض دن وہ خفیہ طور سے دین کی تعلیم پائیں اور اُس کے احکام کو مانیں۔ لیکن آخر ہی ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اُن کو مسیح کا علانیہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جب وقت آیا تو نیکدیمس اور یوسف آرمتیہ کے رہنے والے کا پوشیدہ ایمان ظاہر ہوا اور یہی کیفیت سب پر گزرتی ہے کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے۔ جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے اُس کا اقرار کرونگا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا انکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو آسمان پر ہے اُس کا انکار کرونگا . . . . اور جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے وہ میرے لائق نہیں ہے۔ اور جاننا چاہئے کہ ایمان کا علانیہ اظہار روح القدس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اُسی پر منحصر ہے۔ اُسی کے حصول کی برکت سے لوگ خداوند کا اقرار کرتے ہیں۔ جب خود مسیح نے بپتسمہ پایا تو وہ اُس وقت دعا مانگتا تھا۔ اور جن پر حقیقت خلاصی کے دن تک مُہر ہوتی ہے اُن پر روح القدس کی جس کا بپتسمہ ہوا مُہر ہوتی ہے ॥

اعمال ۲ : ۴۱ ؛ ۹ : ۱۸ ؛ ۱۶ : ۳۳ ؛ متی ۱۰ : ۳۲ و ۳۳ و ۳۸ ؛
یسعیاہ ۴۴ : ۵ ؛ لوقا ۳ : ۲۱ ؛ افسیوں ۱ : ۱۳ ؛ ۴ : ۳۰ ॥

جس نے یہ مراتب طے کئے وہ خدا کا بندہ بن گیا۔ رُوح القدس کی تاثیر سے اُس کی فہم روشن ہوئی اُس کے دل میں یقین پیدا ہوا۔ وہ اپنی ذات سے مایوس ہوا۔ اُس نے آپ کو خدا کے سپرد کیا۔ رحمت چاہی۔ مسیح کو حیات ابدی کے لئے ایمان کی آنکھ سے دیکھا اور اُس کی اطاعت اختیار کی۔ اُس کو مغفرت حاصل ہوئی۔ جذبۂ محبت الٰہی نے اُس میں حرکت کی۔ گُناہ کا مبارک غم اُس کے دل میں پیدا ہوا۔ اور اُس نے اپنے خُداوند اور اُستاد کا علانیہ اقرار کیا۔ جس شخص کو یہ باتیں حاصل ہوئیں وہ رُوح سے پیدا ہوا ہے وہ اب رُوحانی ہے[1]۔ اور اب سے رُوحانی چیزوں کا خیال کرتا ہے[2]۔ وہ خدا کی صنعت[3] ہے۔ اُس کی نسبت ہم عاجزی اور بھروسے کے ساتھ رسول کا یہ قول زبان پر لا سکتے ہیں۔ جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے سو یسُوع مسیح کے دن تک کرتا چلا جائیگا[4] ۔

اگر اس کتاب کے پڑھنے والوں میں سے کسی کو یہ شک ہو کہ اب تک مجھے رُوح کی نئی پیدائش حاصل نہیں ہوئی تو خدا اُسے اپنی بے انتہا رحمت سے ایسی توفیق بخشے کہ وہ اُن کلمات پر جو خداوند نے نیکودیمس سے فرمائے اور جن سے رُوحانی پیدائش کی اشد ضرورت ظاہر ہوتی ہے غور کرے۔ اگر کوئی ازسرِ نو پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت کو نہیں دیکھ سکتا۔ گو آدمی بپتسمہ کے وسیلے سے ظاہری کلیسیا میں داخل ہو جائیں اور خدا کے لوگوں کی جماعت میں بیٹھیں۔ اور خداوند کے دسترخوان پر آنے والوں کے زمرہ میں شامل ہوں۔ مگر پھر بھی اگر ازسرِ نو پیدا نہیں ہوتے تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ خدا کی بادشاہت سے خارج ہونا کیا ہے تو خداوند کا جواب موجود ہے کہ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ جب ابراہام اور اضحٰق

[1] ۱ کرنتھیوں ۲ : ۱۵ ۔ [2] رومیوں ۸ : ۵ ۔ [3] افسیوں ۲ : ۱۰ ۔ [4] فلپیوں ۱ : ۶ ۔

اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہت میں شامل اور آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھوگے۔ لیکن یہ کیسی خوشی کا مقام ہے کہ آج کا دن نجات کا دن ہے۔ اب تک چشمۂ رحمت جاری ہے۔ اور جو بات خداوند یسُوع نے عید خیمہ کے آخری دن پکار کر فرمائی وہ اب تک ہم کو سُنائی دے رہی ہے۔ اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آوے اور پیئے[1]۔ اور لکھا ہے کہ یہ اُس نے رُوح کی بابت کہا جسے وہ جو اُس پر ایمان لائے پانے کو تھے ۔

آٹھواں باب

رُوح القدس ایمانداروں کو پاکیزگی بخشتا ہے

پچھلے باب میں ذکر ہو چکا ہے کہ رُوح القدس کس طرح انسان کو رُوحانی زندگی بخشتا ہے۔ اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص مسیح پر ایمان لا کر مغفرت حاصل کرتا ہے۔ اور رُوح القدس کی تاثیر سے نئی زندگی پاتا ہے وہ کس طرح رُوح القدس کے فضل سے پاک بنتا ہے۔ صبح نمودار ہوئی پس چاہئے کہ وہ بڑھتے بڑھتے روز روشن ہو جائے[2]۔ بیج سے جڑ پکڑی پس چاہئے کہ وہ پھوٹے اور نشوونما پائے۔ اور بارور ہو۔ پہلے نوک۔ پھر بال۔ بعد اس کے بال میں پختہ دانے[3]۔ رُوح ازسرِ نو پیدا ہوئی۔ پس چاہئے کہ وہ بڑھتے بڑھتے کامل انسان بنے یہاں تک کہ یسُوع مسیح کے پورے قد کے برابر ہو جائے[4]۔ نئی پیدائش کا آغاز ہوا۔ پس چاہئے کہ خدا کی مصلحت اور ارادے سے انجام پاتے جائیں۔ جب تک کہ خدا اُس پر نظر کر کے یہ نہ فرمائے کہ دیکھو بہت ہی اچھی ہے۔ تقدیس اسی کو کہتے ہیں۔ یہ کام رفتہ رفتہ رُوح القدس کی تاثیر سے انجام کو پہنچتا ہے ۔

[1] یوحنا ۷ : ۳۷ ۔ [2] امثال ۴ : ۱۸ ۔ [3] مرقس ۴ : ۲۸ ۔ [4] افسیوں ۴ : ۱۳ ۔

اوون صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "تقدیس رُوح القدس کے اُس کام کا نام ہے جس کے وسیلے سے وہ یسوع مسیح کی حیات اور موت کے طفیل اور نئے عہد کے شرائط کے موافق ایمانداروں کے دلوں سے گناہ کی آلائش اور گندگی دور کرتا ہے۔ اور اُن میں از سرِ نو خدا کی صورت پیدا کرتا ہے۔ ایسا کہ وہ روحانی طور پر خدا کی اطاعت بجا لاتے ہیں۔ یا بالاجمال یُوں کہہ سکتے ہیں کہ رُوح القدس کا یسوع مسیح کے طفیل ہماری ذات کو بدل کر خدا کی صورت پر لانا تقدیس ہے۔ یہ کام بتدریج پورا ہوتا ہے۔ اور کمی بیشی کو اس میں دخل ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ دو آدمی درحقیقت پاک ہوں مگر پھر بھی ایک اُن میں سے دوسرے کی نسبت زیادہ پاک ہو۔ اس کام کا آغاز گو خاص وقت پر ہوتا ہے مگر وہ رفتہ رفتہ ترقی پاتا ہے"۔

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کو پاکیزگی رفتہ رفتہ حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ اس بارہ میں بہک جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض رُوحانی پیدائش پر اسی قدر اپنا خیال جماتے ہیں کہ وہ روحانی ترقی کی ضرورت کی طرف سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور بعض ایمانداروں کی نسبت صرف یہی نہیں کہتے کہ اُن کو گناہوں کی معافی پوری پوری حاصل ہو گئی۔ بلکہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ یکبارگی بالکل پاک بن گئے۔

اس بات کے ثبوت میں کہ انسان کو رفتہ رفتہ پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ رسول پطرس کا یہ قول نقل کرنا کفایت کرتا ہے کہ اسے پیارو ہمارے خداوند اور نجات دینے والے یسوع مسیح کے فضل اور پہچان میں بڑھتے جاؤ[1]۔ اور اسی کے مطابق مقدس یعقوب کا بھی یہ قول ہے۔ پر وہ تو زیادہ فضل بخشتا ہے[2]۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کو روحانی زندگی حاصل ہے اُس میں اور اس شخص میں جس کو نہیں حاصل بے انتہا فرق ہے۔ مگر جن دو آدمیوں نے رُوحانی زندگی پائی ہے اُن میں بھی نہایت فرق ہو سکتا ہے۔ ہم دنیوی امور میں بھی

[1] ۲ پطرس ۳: ۱۸ ۔ [2] یعقوب ۴: ۶

اِن کی مثالیں بہت دیکھتے ہیں۔ پہلے جسمانی پر نظر کرو۔ ایک شخص زندہ ہے۔ اور ایک مُردہ اُن میں جسمانی قوت کے لحاظ سے باہم مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کچھ مناسبت نہیں۔ لیکن اب دو زندہ آدمیوں کو دیکھو ایک تو زور آور مضبوط تندرست۔ چالاک ہے اور دوسرا ضعیف۔ مریض۔ سست۔ اپاہج ہے۔ اگرچہ دونوں زندہ ہیں مگر پھر بھی غور کرو کہ اُن میں کس قدر فرق ہے۔ اسی طرح دولت پر نظر کرو۔ ایک کے گھر میں دولت جمع ہے۔ اور ایک کا دوالا نکلا ہوا ہے۔ اُن میں دولت کے لحاظ سے باہم مقابلہ نہیں ہو سکتا کیونکہ ذرا بھی مناسبت نہیں۔ لیکن اب ایسے دو آدمیوں کو لو جن میں ایک تو دقت سے روزی پیدا کر سکتا ہے اور دوسرے پاس اپنے بلکہ اوروں کے لئے بھی اسباب زندگانی بکثرت موجود ہیں۔ ہر چند دونوں کسی کے قرضدار نہیں مگر پھر بھی خیال کرو کہ دولت کے اعتبار سے اُن میں کتنا فرق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس قوائے عقلیہ پر نظر کرو ایک سلیم العقل ہے اور ایک دیوانہ۔ اُن میں عقلی قوت کے لحاظ سے باہم مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تھوڑی بہت بھی مناسبت نہیں۔ لیکن اب اور دو آدمیوں کو دیکھو جن میں سے ایک ایسا پست خیال ہے کہ زمین سے نظر نہیں اُٹھا سکتا۔ اور دوسرے کی ہمت وسیع۔ رسا۔ خامش۔ بلند پرواز ہے۔ ہر چند دونوں عقل سے بہرہ ور ہیں پھر بھی خیال کرو قوائے عقلیہ کے لحاظ سے اُن میں کتنا فرق ہے۔ اسی طرح روحانی پیدائش پانے والوں میں بھی مراتب کا فرق ہو سکتا ہے اور واضح ہو کہ رُوحانی ترقی میں رُوح القدس اس طرح مدد کرتا ہے کہ ایمانداروں کی روحانی زندگی کو زیادہ قوت بخشتا جاتا ہے۔ مسیح کی بے قیاس دولت سے اُنکو زیادہ مالا مال کرتا جاتا ہے۔ نورِ معرفت اُن کے دلوں میں بڑھاتا جاتا ہے جس کے باعث نوزاد رُوح بچپن سے لڑکپن۔ اور لڑکپن سے جوانی اور جوانی سے کامل انسانیت کو پہنچتی ہے۔ اور اس لائق بنتی ہے کہ مقدس لوگوں کے ساتھ نور کی میراث سے حصہ پائے۔

یہ ترقی خود بخود نہیں ہوتی۔ بلکہ خدا باپ کے ارادہ ازلی اور یسوع

مسیح کی دوامی سفارش اور رُوح القدس کی مؤثر تاثیر کا نتیجہ ہے۔ خدا نے ازل سے یہ ٹھیرایا کہ ایماندار اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں۔ اُس نے ہم کو بنائے عالم سے پیشتر مسیح کی خاطر چُن لیا تاکہ ہم اُس کے حضور میں محبت کے ساتھ پاک اور بےعیب بنیں۔ خدا نے ہم کو ابتدا سے چُن لیا تاکہ ہم رُوح سے پاک بن کر اور سچائی پر ایمان لا کر نجات پائیں۔ ہم خدا باپ کے اُس علم کے موافق جو اُس کو پہلے سے تھا چُنے ہوئے ہیں تاکہ رُوح سے پاک بن کر فرمانبردار ہوں اور یسوع مسیح کا خون ہم پر چھڑکا جائے۔ غرضکہ ایمانداروں کی روحانی ترقی باپ بیٹے اور رُوح القدس کی مصلحت اور ارادے کا نتیجہ ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ رُوحانی ترقی جب درجہ بدرجہ ہوتی ہے تو پھر رسول نے یہ کیوں لکھا۔ کہ اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں گزر گئیں۔ دیکھو ساری چیزیں نئی ہو گئیں تو ہم جواب میں دنیا کی پیدائش کا حال پیش کر سکتے ہیں۔ جب خدا نے کہا اُجالا ہو۔ تو اندھیرا جاتا رہا۔ جب بحر اعظم اور پہاڑ نمودار ہوئے تو جیسے پہلے پانی ہی پانی زمین پر تھا اب نہ رہا۔ جب نباتات کا نشو و نما ہوا تو زمین ویران نہ رہی۔ جب سورج اور چاند اور ستارے آسمان پر چمکنے لگے تو گرد و غبار کا نام و نشان نہ رہا۔ جب مچھلیاں اور پرند پیدا ہوئے تو دریا اور ہوا آباد ہو گئے۔ جب ہر جنس کے جانور زمین پر پیدا ہوئے اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا تو زمین سنسان نہ رہی اب اشیاء مذکورہ میں سے ہر ایک کی پیدائش کے وقت کہا جا سکتا تھا کہ دیکھو پُرانی چیزیں گزر گئیں ساری چیزیں نئی ہو گئیں۔ مگر باوجود دنیا درجہ بدرجہ بالترتیب ترقی کرتی جاتی تھی۔ رُوح کی ترقی کی بھی یہی کیفیت ہے۔ جو ہرج انسان کی بدی کے سبب واقع ہوتے ہیں اگر اُن سے قطع نظر کی جائے تو وہ متواتر ترقی کرتی جاتی ہے ہم سب بےپردہ کھلے ہوئے چہرے سے خداوند کے جلال کو آئینہ میں دیکھ کے

۱رومیوں ۸: ۲۹ ۲افسیوں ۱: ۴ ۳تسلنیکیوں ۵: ۱۳ ۴پطرس ۱: ۲
۵ ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۷

جلال سے جلال تک خداوند کی رُوح سے گویا اُسی صورت پر بنتے جاتے ہیں۔

اس رُوحانی ترقی کا اثر انسان کے کل وجود یعنی جسم و جان و رُوح پر ہوتا ہے۔ اُس سے اُس کا دل اور چال چلن دونو اثر پذیر ہوتے ہیں۔ رُوحانی ترقی میں امور مفصلہ ذیل شامل ہیں۔ اوّل معرفت الٰہی کا زیادہ ہونا۔ دوم دعا اور حمد کے فرائض بجا لانے میں دل کا زیادہ خوش ہونا۔ سوم مسیح کی نجات پر ایمان کا قوی ہونا۔ چہارم خدا کی مرضی پر زیادہ راضی ہونا۔ پنجم نفس کشی میں زیادہ مستعد ہونا۔ اور رُوح کے پھل پیدا کرنے میں زیادہ کوشش و آرزو کرنی۔ ششم خداوند کی خدمت بجا لانے اور اُس کے لئے تکلیف اُٹھانے میں زیادہ راضی ہونا۔ ہفتم خداوند کے ساتھ بادشاہی کرنے اور خوش رہنے کے خیال سے زیادہ دلشاد ہونا۔ اب امور مذکورہ کا بیان فرداً فرداً کیا جاتا ہے۔

اوّل رُوحانی ترقی خدا کی باتوں کی بابت معرفت پر مشتمل ہے۔ یہ معرفت روحانی ترقی کا ایک ایسا جزو ہے کہ اُس کے کامل بیان کے لئے سینکڑوں کتابیں بھی کم ہیں یہاں صرف خلاصہ کے طور پر تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ خواہ اس علم معرفت کے مطالب پر غور کیا جائے۔ خواہ اُن وسائل پر لحاظ کیا جائے جو اُس کے حصول کے لئے بہم پہنچائے گئے ہیں۔ یا اُس کامل اُستاد کو دیکھا جائے جو ہر بااستعداد شاگرد پر حقائق معرفت روز بروز زیادہ منکشف کرتا ہے۔ اس علم کی حد نہیں۔ جس طرح انسان جب زیادہ بلندی پر چڑھتا جاتا ہے تو آسمان و زمین کا مقام اتصال اُس کو آگے ہٹتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح جس قدر انسان زیادہ معرفت حاصل کرتا جاتا ہے اُسی قدر اُس کی انتہا اُس کو دور تر نظر آتی ہے۔

اس علم معرفت میں خدا کی ذات اور اپنی ذات کی پہچان اور اُس آسمانی بادشاہت کی پہچان جس کے ہم فضل ایزدی سے شریک و وارث ہوتے ہیں۔ شامل ہیں۔

خداوند کا قول ہے کہ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا اور

۱۲-کرنتھیوں ۳: ۱۸

یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں[1]۔ مخفی نہ رہے کہ جس معرفت الٰہی کی طرف
آیت مذکورہ میں اشارہ ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ انسان جانے کہ خدا قادر
مطلق۔ ہمہ دان۔ ہر جا موجود۔ اور ابدی خدا ہے۔ سرچشمۂ حیات ہے۔ وہ نور
ہے جس میں بالکل تاریکی نہیں۔ اُس کی ذات محبت ہے۔ اُس کی راستبازی
و پاکیزگی و وفاداری کامل ہے۔ اُس کا کرم و فضل و جلال بے پایاں ہے[2]۔ پھر
اس سے بھی واقف ہونا چاہیئے کہ خدا وہ خدا باپ۔ بیٹا اور رُوح القدس ہے
جس کے نام پر ہم بپتسمہ پاتے ہیں[3]۔ اور اس سے بھی آگاہ ہونا ضرور ہے کہ باپ
اپنے پیارے بیٹے کے مجسّم ہونے اور پاک زندگی بسر کرنے اور گنہگاروں کے لئے
جان دینے اور پھر جی اُٹھنے اور سفارش کرنے کے وسیلہ سے دنیا کا اپنے ساتھ
ملاپ کرتا ہے[4]۔ غرض جیسا کہ خدا اپنے آپ کو مسیح کے وسیلہ سے ظاہر کرتا ہے ویسا
ہی اُس کو جاننا چاہیئے۔ جس شخص کو واقع میں اُس کی معرفت حاصل ہوتی ہے اُس
کو اپنے تجربہ سے اس بات کا علم ہوتا ہے[5] کہ یسوع کے وسیلے ایک ہی رُوح سے
باپ کے پاس دخل پانا کیا بات ہے اور وہ کامل یقین رکھتا ہے کہ ہر ایک شخص
خدا کو جو سارے جہان کا منصف ہے اپنا اپنا حساب دیگا۔ اور ہر ایک گھٹنا اُس
احکم الحاکمین کے سامنے جھکیگا[6]۔

خدا کی اس معرفت میں ایمانداروں کو روز بروز زیادہ ترقی کرنی چاہیئے۔
یہ صحیح ہے کہ جس وقت کوئی شخص ایمان لاتا ہے۔ اُس کو وہ معرفت حق حاصل
ہو جاتی ہے جس پر نجات کا مدار ہے[7]۔ لیکن پھر بھی اس علم کی وسعت و بلندی اس
قدر ہے کہ کبھی کوئی اُس کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ وہی آسمانی دانائی ہے جس
کے حصول میں مستعدی اور کوشش کرنے کی سلیمان اس طرح ہدایت کرتا ہے۔
اے میرے بیٹے اگر تو دانائی سُننے کی طرف اپنے کان دھرے اور فہمید سے اپنا
دل لگائے۔ ہاں اگر تو اپنی عقلمندی کے لئے پکاریگا اور فہمید کے لئے اپنی آواز

۱ یوحنا ۱۷: ۳ ۲ یرمیاہ ۹: ۲۴ ۳ متی ۲۸: ۱۹ ۴ ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۱
۵ افسیوں ۲: ۱۸ ۶ رومیوں ۱۴: ۱۰، ۱۱، ۱۲ ۷ ۱ تیمتھیس ۲: ۳-۴

اُٹھائیگا۔ اور اگر تو اُس کو یوں ڈھونڈیگا جس طرح روپے کو ڈھونڈتے ہیں۔ اور
یوں اُس کی تلاش کریگا جس طرح گنج نہانی کی تلاش کرتے ہیں تب تو خداوند کے
خوف کو سمجھیگا اور خدا کی شناسائی کو پائیگا[1]۔ یہ کلمات کیسی سرگرمی اور شوق اور
آرزو سے پُر ہیں۔ کیا وہ اُس بے پروائی اور سستی اور عدم توجہی کے بالکل برخلاف
نہیں جس کی طرف انسان کی طبیعت مائل ہوتی ہے۔ واقع میں معرفت کا انعام
صرف وہی پاتے ہیں جو محنت سے نہیں گھبراتے۔ اسی معرفت کی ترقی کے لئے
رسول کلسی کے مسیحیوں کے حق میں نہایت شوق سے دعا مانگتا تھا چنانچہ وہ لکھتا
ہے سو ہم بھی جس دن سے یہ سُنا تمہارے واسطے دعا مانگنے سے اور یہ عرض کرنے
سے باز نہیں آتے کہ تم تمام حکمت اور رُوحانی سمجھ سے اُس کی مرضی کی پہچان میں
کمال تک پہنچو تاکہ تم خداوند کی کمال رضامندی کے لائق چال چلو اور ہر ایک نیک
کام میں پھل لاتے رہو اور خدا کی پہچان میں ترقی کرو[2]۔ اگر اس دعا سے بڑھ
کر کوئی بات ہو سکتی تو وہ یہ دعا ہے جو رسول نے افسیوں کے حق میں مانگی۔ کہ
ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا جو جلال کا باپ ہے تمہیں اُس کی کامل پہچان میں
حکمت و مکاشفہ کی رُوح بخشے۔ اور کہ تمہارے دل کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔
تم سمجھو کہ اُس کے بلانے میں کیا ہی اُمید ہے۔ اور اُس کی جلال والی میراث
جو مقدسوں کے لئے ہے کیا ہی دولت ہے[3]۔ واضح ہو کہ جن لوگوں کے لئے یہ دعائیں
کی گئیں وہ مقدس اور ایماندار تو تھے مگر رسول کی طرح وہ ہنوز پا نہ چکے تھے۔
اور نہ کامل ہوئے تھے۔ اور اس لئے رسول کی مانند اُن کو لازم تھا کہ اُن چیزوں کو
جو پیچھے چھوٹ گئیں بھول کے اُن کے لئے جو آگے تھیں بڑھتے ہوئے سیدھے
نشان کی طرف چلے جائیں۔ تا کہ اُس صلہ کو جس کے لئے خدا نے اُن کو یسوع
مسیح کی معرفت بلایا تھا پائیں۔

اس معرفت الٰہی کے ساتھ ہی انسان کو اپنی معرفت بھی حاصل کرنی چاہیئے
انسان کے لئے اپنی حقیقت دریافت کرنے سے زیادہ کوئی امر دلچسپ نہیں۔

۱ امثال ۲: ۴-۵ ۲ کلسیوں ۱: ۹، ۱۰ ۳ افسیوں ۱: ۱۷، ۱۸

اُس کی فہم میں یہ قابلیت ہے کہ نورِ الٰہی سے جو درجہ بدرجہ بڑھتا جاتا ہے منور ہو سکتی ہے۔ اُس کی باطنی تمیز گویا ایک منصف حاکم کی کچہری ہے جو اُس کے ہر خیال اور قول و فعل پر فتویٰ دیتی ہے۔ اُس کے دل میں طرح طرح کی خواہشیں جوش مارتی ہیں۔ اُس کے خیال نہایت بلند ہیں۔ اُس میں فعل مختاری کی بھی عجیب قوت ہے جس کے سبب وہ اپنے ہر فعل کا جواب دہ ہے۔ انسان میں یہ قوتیں الٰہی ہیں کہ اُن کی پوری حقیقت دریافت کرنے کے لئے مدت دراز بھی کافی نہیں۔ اگرچہ ہر کوئی اس بات کو جانتا ہے کہ انسان کے حق میں اپنی ذات کی شناخت نہایت مفید ہے مگر پھر بھی اُس کا حصول بے نورِ معرفتِ الٰہی ناممکن ہے۔ اس نور کا اوّل ثمرہ یہ ہے کہ انسان اپنے سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایوب نے مدت تک مصیبت کے سخت مدرسہ میں تعلیم پانے کے بعد یہ کہا۔ کہ میں جانتا ہوں کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ اور ممکن نہیں کہ تیرا کوئی ارادہ انجام تک نہ پہنچے ...... میں نے تیری خبر اپنے کانوں سے سنی تھی پر اب میری آنکھیں تجھے دیکھتی ہیں۔ اسی لئے میں اپنے ہی سے بیزار ہوں اور خاک اور راکھ پر بیٹھا توبہ کرتا ہوں۔ اسی طرح داؤد نبی کو نورِ الٰہی معرفت کا اعلیٰ درجہ حاصل تھا شرمندگی سے اُس کے حضور آنکھ نہ اُٹھا سکتا تھا۔ اور مقدس پطرس و مقدس پولوس اور مقدس یوحنا کے ذکر کی یہاں کچھ حاجت نہیں۔ اور واضح ہو کہ نورِ حق سے انسان پر اپنا گنہگار۔ عاجز۔ بیکس ہونا ہی ظاہر نہیں ہوتا بلکہ وہ اس سے بھی واقف ہو جاتا ہے کہ ہمارے نجات دینے والے خدا میں وہ جمیع اوصاف موجود ہیں جن سے ہماری سب ضرورتیں رفع ہو سکتی ہیں۔ اُس کے نور سے ہماری تاریکی میں اپنی اپنی قابلیت کے موافق روشنی پا سکتے ہیں۔ اُس میں ایسا فضل ہے کہ وہ ہمارے گناہ آلودہ دلوں پر یسوع کے کفارہ کا خون چھڑکتا ہے۔ اور روح القدس کے وسیلے سے ہم کو روحانی قوتیں از سرِ نو عطا کرتا ہے۔ وہ وہ آفتابِ محبت ہے جو ہمارے

۱؎ ایوب ۴۲ : ۲و۵و۶ : ۲؎ زبور ۴۰ : ۱۲ : ۳؎ لوقا ۵ : ۸ : ۴؎ ۱ تمطاؤس ۱ : ۱۵ : ۵؎ ۱ یوحنا ۱ : ۸ ۔

دلوں میں چمکتا ہے۔ اور ہماری مُردہ خواہشوں کو جِلاتا ہے۔ وہ اُن نعمتوں کا وعدہ کرتا ہے جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں اور نہ آدمی کے دل میں آئیں۔ اور اپنی روح کے وسیلے سے اُن کی اُمید ہمارے دلوں میں قائم رکھتا ہے۔ وہ اپنے ربّانی نیک ارادے کے موافق ہماری غیر مستقل سرکش طبیعتوں کو راہِ نجات پر ثابت قدم رکھتا ہے۔ پس ہم اُس خدائے کریم کے جس نے ہم سے ایسی محبت کی کہ جہاں گناہ زیادہ ہوا فضل اُس سے بھی نہایت زیادہ ہوا زیادہ زیادہ احسانمند ہوتے جاتے ہیں ۔

اب انسان اطمینان کے ساتھ اُس بادشاہت پر غور کر سکتا ہے جس کا خدا کے فضل سے شریک و وارث ہے۔ ہر ایماندار اُس پاک ہیکل کا ایک زندہ پتھر ہے جو رسولوں اور نبیوں کی بنیاد پر بنی ہے اور جس کا یسوع مسیح آپ کونے کا سرا ہے۔ وہ سچے انگور کے درخت یعنے مسیح کی ایک پھلدار شاخ ہے۔ اور نئے سرے سے ایماندار بھی مسیح کے بدن یعنے کلیسیا کا ایک عضو ہے۔ جو اُس کے پورے ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کوئی ایماندار اپنے لئے نہیں جیتا ہے۔ ایمان کے وسیلے سے ہر ایک ایماندار اُس خاندان میں شامل ہوتا ہے جو آسمان و زمین پر خداوند یسوع مسیح کے باپ کے نام سے کہلاتا ہے۔ جب یہ برحق بات انسان کے ذہن نشین ہو جاتی ہے تو وہ اُن سب کو جو خداوند سے بے ریا محبت رکھتے ہیں عزیز سمجھتا ہے۔ کیونکہ خدا کی مرضی کے اُس بھید سے واقف ہوتا ہے جو اُس نے اپنے نیک ارادے کے موافق پہلے سے آپ میں ٹھہرایا تھا تاکہ وقتوں کے پورے ہونے کے انتظام پر سب چیزوں کے سر سے خواہ وہ آسمانوں پر خواہ وہ جو زمین پر ہیں مسیح میں ملا دے۔ غرضکہ علم معرفت کے مطالب نہایت ہی بلند اور اعلیٰ ہیں ۔

اس علم کے حاصل کرنے کے لئے عمدہ وسائل بہم پہنچائے گئے ہیں۔ اوّل عالمِ مخلوقات جو علم معرفت کی گویا الف۔ بے۔ تے ہے اس کتاب کے حروف

۱؎ افسیوں ۱ : ۹و۱۰ ۔

ایسے بڑے بڑے ہیں کہ ہر کوئی اُس کو آسانی سے پڑھ سکتا اور سمجھ سکتا ہے۔ آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اُس کی دستکاری دکھاتی ہے۔ جب انسان رات کے وقت چمکتے ستاروں پر نظر کرتا ہے تو خواہ مخواہ اُس کا دل خدا کی قدرت وشان پر گواہی دیتا ہے۔ اور حضرت داؤد کا یہ قول اُس کو یاد آتا ہے۔ جب میں تیرے آسمانوں پر جو تیری دستکاریاں ہیں دھیان کرتا ہوں اور چاند ستاروں پر جو تُو نے بنائے۔ تو انسان کیا ہے کہ تو اُس کی یاد کرے اور آدم زاد کیا کہ تُو اُس کی خبر لے۔ مگر تاہم ساری مخلوقات اس امر کی شاہد ہے کہ خدا انسان کی خبر گیری کرتا ہے۔ پہاڑ۔ گھاٹیاں۔ میدان۔ بادل۔ بارش برف۔ چشمے۔ ندیاں۔ دریا۔ درخت۔ پھل۔ پھول۔ سمندر۔ کانیں۔ سب بالاتفاق لکھو کھہا زبان سے گواہی دیتی ہیں کہ زمین خداوند کی رحمت سے معمور ہے۔ اور بڑا اور چھوٹا سمندر بھی سب پکار پکار کر کہتے ہیں کہ خداوند بڑا ہی خدا ہے اور بڑا ہی بادشاہ جو سب معبودوں پر مقدم ہے۔ زمین کی تہ سے بڑی گہرائیاں اُس کے قبضہ میں ہیں۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں بھی اُسی کی ہیں۔ سمندر اُس کا ہے۔ اور اُس نے اُسے پیدا کیا۔ اور اُسی کے ہاتھوں نے خشکی کو بھی بنایا۔ آؤ ہم سجدہ کریں اور جھکیں اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں۔ اور اسی واسطے اس امر کے ثبوت میں کہ مشرکین بھی علم الٰہی حاصل کر سکتے تھے رسول یہ ارقام فرماتا ہے کہ اُس کی صفتیں جو دیکھنے میں نہیں آتیں یعنے اُس کی ازلی قدرت اور خدائی دنیا کی پیدائش کے وقت سے خلق کی چیزوں پر غور کرنے سے ایسی صاف معلوم ہوتیں کہ اُن کو کچھ عذر نہیں اور اگرچہ دنیا کے مشاہدے سے سب لوگوں پر خدا کی عظمت وشان ظاہر ہوتی ہے۔ مگر جو ایماندار دنیا کی اشیا کو دیکھ کر دل سے یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سب چیزیں میرے آسمانی باپ نے بنائی ہیں اُس کو اُن کے مشاہدے سے

ا زبور ۱۹: ۱ و ۲ ۔ ۲ زبور ۸: ۳ و ۴ ۔ ۳ زبور ۳۳: ۵ ۔ ۴ زبور ۹۵: ۳-۶ ۔ ۵ رومیوں ۱: ۲۰

زیادہ تر مسرت اور راحت حاصل ہوتی ہے ◆

دوم علم معرفت کی دوسری کتاب دنیا کے وہ واقعات ہیں جو مرضی الٰہی کے موافق وقتاً فوقتاً ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ سب خدا کی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔ مگر بہت سے اُن میں سے بصورت ظاہری اس قدر خلاف وضع نظر آتے ہیں کہ انسان اُن کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ اور مطلق نہیں کہہ سکتا کہ منشائے الٰہی اُن سے کیا ہے۔ مگر تاہم جو برتاؤ خدا آدمیوں سے برتتا ہے اُس سے صاف یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ نیک نیکی کی جزا اور بد بدی کی سزا ضرور پائینگے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ راستبازوں سے کہو کہ بھلا ہوگا کہ وہ اپنے کاموں کا پھل کھائینگے۔ شریروں پر واویلا ہے کہ بُرا ہوگا کہ اُن کے ہاتھوں کی کمائی اُنہیں ملے گی۔ ہر چند نتیجہ مذکورہ کے تسلیم کرنے میں کسی کو چارہ نہیں جو ایماندار دنیا کے واقعات پر ادب کے ساتھ غور سے نظر کرتے ہیں اُن پر خدا کے مخفی راز زیادہ تر منکشف ہوتے ہیں۔ البتہ ممکن ہے کہ اکثر صورتوں میں مزید ایوب کے مصنف کی طرح بعض اوقات اُن کے ایمان کا سخت امتحان ہو۔ مگر پھر بھی وہ خوب جانتے ہیں کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی اور مصلحت سے کرتا ہے۔ اور جو خدا سے محبت رکھتے ہیں ساری چیزیں بالاتفاق اُن کی بھلائی کا موجب ہوتی ہیں۔ اور جب تک کہ مسیح ساری چیزوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لائیگا سلطنت کرتا رہیگا۔ اور جس آسمانی بادشاہت کو قیام ہے۔ اُس کا ایک روز بےشک ظہور ہوگا۔ الغرض دنیا کے واقعات کا ملاحظہ از حد مفید اور دلچسپ ہے۔ اور حالات زمانہ گزشتہ وحال اس قدر بیشمار ہیں کہ یہ مطالعہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا ◆

سوم۔ معرفت الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ کلام الٰہی ہے۔ وہ پچھلے زمانوں کا ہم کو خبر دیتا ہے۔ اور جو جلال آئندہ ظاہر ہونے والا ہے اُس پر پردہ سے اُٹھاتا ہے۔ خدا کی ذات کے راز اُسی کے وسیلے سے منکشف ہوتے ہیں

ا یسعیاہ ۳: ۱۰ و ۱۱ ۔ ۲ واعظ ۸: ۱۲ و ۱۳ بھی دیکھو ۔ ۳ زبور ۷۳: ۲-۱۷ ◆

انسان کے دل کی پوشیدہ باتیں اُس کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ باپ بیٹے اور رُوح القدس پر شہادت دیتا ہے۔ راہ نجات کا نقشہ ہم کو دکھاتا ہے اُس میں تواریخ۔ شریعت۔ نظم۔ نثر۔ تمثیلیں۔ وعدے۔ پیشین گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ بیشمار مقدسوں نے اُس سے آبِ حیات نکالا ہے مگر یہ ایسا عمیق چشمہ ہے کہ نہ کبھی خشک ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ جو دن رات اُس پر غور کرتا ہے وہ اُس درخت کی مانند ہے جو نہروں کے کناروں پر لگایا گیا ہو۔ اُس کے پتے کبھی مرجھاتے نہیں۔ اور اُس کی شاخیں ہمیشہ پھل لاتی رہتی ہیں ۞

علاوہ ازیں خداوند نے اور بہت سے وسائل فضل ایمانداروں کے لئے مقرر کئے ہیں تاکہ وہ کلام الٰہی کو زیادہ تر سمجھیں۔ اور رُوحانی ترقی کریں۔ مثلاً مسیحیوں کا آپس میں دوستی و اتحاد رکھنا۔ دعا مانگنا۔ انجیل کی تعلیم سے فائدہ اُٹھانا۔ عشاءِ ربانی میں خداوند کی محبت اور موت کو یاد کرنا۔ غرضکہ اُس کی طرف سے کسی شے کی کمی نہیں۔ بلکہ سب سامان موجود ہیں ۞

جیسے علم معرفت کے مطالب اور اُس کی تحصیل کے وسائل اعلیٰ ہیں ویسے ہی اُس کا سکھانے والا بھی خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ کیونکہ وہ وہ رُوح القدس ہے جو باپ سے نکلتا ہے اور خداوند یسوع مسیح کے طفیل ہم کو ملتا ہے۔ خدا نے بنی اسرائیل کو بھی بیابان میں یہی رُوح بخشی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ تو نے اپنی نیک رُوح اُن کی تربیت کے لئے دی[1]۔ اُسی کا وعدہ سلیمان کی زبانی اس طرح کیا گیا۔ کہ دیکھو میں اپنی رُوح تم پر ڈالونگا اور میں اپنی باتیں تمہیں سمجھاؤنگا[2]۔ اور اُسی کی نسبت خداوند نے رسولوں سے یہ فرمایا۔ لیکن جب وہ یعنے رُوحِ حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگی۔ لیکن جو کچھ وہ سنیگی سو کہیگی جب ہم اس آخری جملہ کو (کہ جو کچھ وہ سنیگی سو کہیگی) خداوند کے ان پہلے کلمات سے ملاتے

۱ نحمیاہ ۹: ۲۰۔ ۲ امثال ۱: ۲۳۔ ۳ یوحنا ۱۶: ۱۳ - ۱۵۔

ہیں کہ میں وہ باتیں جو میں نے اُس سے سُنی ہیں جہان کو کہتا ہوں جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا میں وہ باتیں کہتا ہوں[1]۔ تو صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ باپ اور بیٹا اور رُوح القدس جس طرح نجات کی تدبیر کرنے میں شریک ہیں اُسی طرح اُسکے بتانے میں بھی بالکل متفق ہیں۔ کلمات مذکورہ کے بعد خداوند نے یہ فرمایا اور وہ یعنے رُوحِ حق تمہیں آئندہ کی خبر دیگی۔ وہ میری بزرگی کریگی اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پاویگی اور تمہیں دکھائیگی۔ سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لیگی۔ اور تمہیں دکھاویگی[2]۔ جب ہم اس جملہ کو کہ وہ میری بزرگی کریگی اس دُعا سے ملاتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو جلال دے تاکہ تیرا بیٹا بھی تجھے جلال دیوے[3] تو باپ۔ بیٹے۔ رُوح القدس کے ذاتی اتحاد۔ باہمی محبت۔ ازلی جلال کا کیا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔ رُوح القدس ہمیں یہ بے پایاں خوشی بخشتا ہے۔ کیونکہ وہ اُن سب چیزوں سے لیتا ہے جو باپ کی ملکیت اور بیٹے کی میراث ہیں اور اُن کو ہم پر ہماری قابلیت کے موافق روز بروز زیادہ تر ظاہر کرتا ہے اور تا ابد ظاہر کرتا رہیگا ۞

رسُول کے یہ عجیب و غریب کلمات بھی بیان مذکورہ سے ملتے ہیں۔ رُوح ساری چیزوں کو بلکہ خدا کی تہہ کی باتوں کو بھی دریافت کر لیتی ہے کہ آدمیوں میں سے کون آدمی کا حال جانتا ہے۔ مگر آدمی کی رُوح جو اُس میں ہے۔ اسی طرح خدا کی رُوح کے سوا خدا کا احوال کوئی نہیں جانتا۔ اب ہم نے دنیا کی رُوح نہیں بلکہ وہ رُوح جو خدا کی طرف سے ہے پائی ہے۔ تاکہ ہم اُن چیزوں کو جو خدا نے ہمیں بخشی ہیں جانیں[4]۔ اسی طرح جب رسول دعا مانگتا ہے کہ ہم کو کامل معرفت الٰہی حاصل ہو تو اس کے قول سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ حکمت و مکاشفہ کی اُس رُوح بغیر جو ہمارے دلوں کو روشن کرتی ہے اور ہماری انسانیت کو زور بخشتی ہے کامل معرفت الٰہی حاصل ہونی ناممکن ہے[5] ۞

۱ یوحنا ۸: ۲۶ و ۲۸۔ ۲ [illegible] ۱۵۔ ۴ ۱ کرنتھیوں ۲: ۱۰ - ۱۲۔ ۵ افسیوں ۱: ۱۷ و ۳: ۱۶

جس حال میں رُوح القدس ایسا معلّم و ہادی ہے اور خدا نے اُسکے دینے کا وعدہ سب مانگنے والوں سے کیا ہے اور وہ ہمارے دلوں میں بسا بھی رہتا ہے تو ہم کیوں ادنےٰ درجہ معرفت پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا فاضل بے بدل جس کا خلق بھی اُس کے علم کے برابر ہو ہفتہ بھر کے لئے ہمارے گھر مہمان آئے اور ہم اُس کی قدر نہ کریں ہاں وہ کچھ کہے تو سُن لیں لیکن آپ اُس سے کچھ نہ پوچھیں۔ اور اگر وہ اپنے عمدہ خیالات بیان کرنے چاہے تو اِدھر اُدھر ٹل جائیں تو کیا یہ سخت افسوس کی بات نہ ہوگی۔ اور بالفرض ایسا بھی ہو کہ جو کچھ وہ بیان کرنا چاہتا ہو اُسی پر ہماری اور اوروں کی بہبودی اور آسائش منحصر ہو اور پھر بھی ہم اُس کے قیام کے دن رائگاں گزرنے دیں اور اُس کی ذات سے کچھ فائدہ نہ اُٹھائیں تو کیا اپنی غفلت اور نادانی کے سبب ہم کو نہایت ہی پشیمانی نہ ہوگی۔ جو لوگ رُوح القدس سے مستفیض نہیں ہوتے اُن کی کیفیت بھی بعینہٖ ایسی ہی ہے ۔

دوم۔ جو شخص رُوحانی ترقی کرتا ہے اُس کا دل دُعا اور حمد سے زیادہ خوش ہوتا ہے ۔

جس وقت سے ایماندار روحانی پیدائش پاکر مسیح کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے اُس کی زندگی دُعا میں بسر ہوتی ہے چنانچہ خدا کی کتاب میں پہلے ہی پہل ایمانداروں کا اس طرح ذکر آیا ہے۔ اُس وقت سے لوگ یہوواہ کا نام لینے لگے۔ نجات کا وعدہ بھی دُعا ہی کی شرط پر موقوف ہے اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی خداوند کا نام لے گا سو نجات پائیگا۔ اور رسول نے مسیحی جماعت کی یوں تعریف کی۔ ہے اُن سب سمیت جو ہر مکان میں یسوع مسیح کا نام جو ہمارا اور اُن کا خداوند ہے لیا کرتے ہیں۔ خوشا جس قدر ایمانداروں کی زندگی گزرتی جاتی ہے اور وہ ابدی جلال کے تخت تک پہنچتے جاتے ہیں اُسی قدر دُعا اور حمد میں اُن کا دل زیادہ خوش ہوتا ...

پیدائش ۴: ۲۶ ۔ یوئیل ۲: ۳۲ ۔ اعمال ۲: ۲۱ ۔ ۱ کرنتھیوں ۱: ۲ ۔

مگر اس میں بھی شک نہیں کہ ایمانداروں کو دُعا کرنی کئی وجہ سے دشوار ہوتی ہے۔ اوّل اس بات پر پورا اعتقاد رکھنا کہ ہم مسیح کے طفیل باپ کے پاس بےدھڑک ... سکتے ہیں دشوار ہے۔ پھر آسمانی چیزوں کی خواہشیں بھی دل میں پیدا ہونی ...ل نہیں۔ اکثر یہ خواہشیں بیان بھی نہیں ہو سکتیں اور اگر دوسرے سے ...انت فصیح عبارت میں بیان بھی کر دی ہوں تو خیال نہیں جمتا اور جو طرح طرح کے دنیوی خدشات دُعا کے لئے سمّ قاتل ہیں اُن کا بھی دل سے دور کرنا دشوار ہے۔ خدا کے وعدوں پر بھی بھروسہ کرنا آسان نہیں۔ جس شے کے واسطے دُعا مانگی جائے اُس کے حصول کے لئے منتظر رہنا بھی نہایت مشکل ہے۔ اگرچہ یوں بھی ...انسان کی طبیعت دُعا کی طرف کم مائل ہوتی ہے مگر امور مذکورہ اور بھی زیادہ مارج ہوتے ہیں جب ہم خداوند کے اس وعدے کو یاد کرتے ہیں کہ اگر تم میرے نام سے ...ھ مانگو گے تو میں وہی کرونگا۔ تو بڑا تعجب ہوتا ہے کہ ہم کیوں خدا کے حضور ...ا مانگنے میں ہمیشہ مشغول نہیں رہتے۔ اصل بات یہ ہے کہ شیطان خوب جانتا ہے ...دعا ہی روحانی طاقت کا ذریعہ ہے پس وہ دُعا کے مانگنے سے ہر طرح ہم کو ...تا ہے۔ اور اگر ہم صرف اپنے زور بازو سے اُس پر غلبہ پانا چاہینگے تو ضرور ...کامیاب رہینگے ہماری دُعائیں جوش و اثر نہ ... ہوگا۔ ہماری روحانی زندگی گھٹ جائیگی۔ عبادت الٰہی کا حق ہم سے ادا نہ ہوگا ۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اکیلا نہیں چھوڑا۔ ہمارا دوست ہمارے ...ن سے بہت زیادہ قوی ہے۔ ہمارا مددگار قادر مطلق ہے۔ اور اُس کی ہمدردی ...ست دو نو بیحد ہیں اور اُس کا یہ کام ہے کہ ہم کو دعا مانگنی سکھائے۔ اور دُعا ...نے کی قوت بھی عطا فرمائے۔ اُس کو فضل و مناجات کی رُوح کا خطاب اسی واسطے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی تاثیر سے ہمارے دلوں میں رُوحانی خواہشیں پیدا کرتا ہے اور ہم کو ایسی توفیق بخشتا ہے کہ خواہ ہم سے وہ بیان ہو سکیں یا نہ ہو سکیں مگر ہم اُنہیں خدا کے حضور تک پہنچا سکتے ہیں چنانچہ رسول لکھتا ہے۔ اسی

یوحنا ۱۴: ۱۴ ۔ زکریاہ ۱۲: ۱۰ ۔

طرح رُوح بھی ہماری کمزوریوں میں ہماری مدد کرتی ہے کیونکہ جیسا چاہئے ہم نہیں جانتے کہ کیا دعا مانگیں پر وہ رُوح ایسی آہیں بھر بھر کے جن کا بیان نہیں ہو سکتا ہماری سفارش کرتی ہے اور وہ جو دلوں کا جانچنے والا ہے جانتا ہے کہ رُوح کا کیا مطلب ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق مقدسوں کے لئے سفارش کرتی ہے[1] یعنی آپ خبر نہیں کہ ہم کس چیز کی دعا مانگیں اور کیونکر مانگیں۔ لیکن روح القدس جو ہمارے دلوں میں رہتا ہے وہ ہماری ضرورتوں کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ پس وہ ہماری مدد کے لئے ہماری دعاؤں میں اس طرح ہمارا سفارشی بنتا ہے کہ ہمارے دلوں میں ایسی پاک خواہشیں زیادہ زیادہ پیدا کرتا ہے جو بیان نہیں ہو سکتیں۔ صرف آہ و زاری کے وسیلے سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مگر خدا جو عالم الغیب ہے آہوں میں رُوح القدس کے مطلب کو پہچان لیتا ہے۔ کیونکہ رُوح القدس جو سفارش مقدسوں کے لئے کرتا ہے وہ سراسر خدا کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔

جب رُوح القدس دل میں دُعا کا شوق پیدا کر دیتا ہے تو انسان خواہ کسی کام میں مصروف ہو مگر اُس کا دل دُعا کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اسی واسطے مقدس یہوداہ نے یہ لکھا ہے۔ اے پیارو تم آپ کو اپنے پاک ترین ایمان پر تعمیر کر کے رُوح پاک سے دُعا مانگتے ہوئے[2] اپنے تئیں خدا کی محبت میں محفوظ رکھو اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی رحمت کے منتظر رہو۔ اگر ہم کو اس بات پر یقین کرنا دشوار ہے کہ ہم مسیح کے طفیل ہر وقت خدا کے تخت کے حضور جا سکتے ہیں تو ہم رُوح القدس کی طرف رجوع کریں جس سے ہم ایمان کی آنکھ سے بارگاہ الٰہی کو دیکھ سکینگے جس کا بیان رسول نے عبرانی ۴ : ۱۴-۱۶ میں اس طرح کیا ہے گویا ایک شاندار تصویر اُتاری ہے۔ اور جان جائینگے کہ کس محبت سے ہمارا آسمانی باپ چاہتا ہے کہ ہم اُس کی قربت حاصل کریں اور ہمارا امام ہماری شفاعت کرتا ہے اور جو سنہری قربانگاہ تخت کے آگے ہے اُس ہماری نیکی و دعاؤں کے ساتھ اپنی کامل نیکیوں کا بخور گذرانتا ہے۔ اگر ہم اپنے

[1] رومیوں ۸ : ۲۶ و ۲۷ [2] یہوداہ ۲۰ و ۲۱

اس بڑے استحقاق پر یقین نہیں لا سکتے کہ ہم یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کے نزدیک فرزندوں کی طرح جا سکتے ہیں تو جاننا چاہئے کہ پہلے خدا کے بیٹے کی رُوح ہمارے دلوں میں ابّا یعنی اے باپ پکارتی ہے۔ پھر ہم بھی اُسی رُوح کی تاثیر سے بھروسہ اور محبت کے ساتھ اسے باپ پکار سکتے ہیں۔ دیکھو گلتیوں ۴ : ۶ - بمقابلہ رومیوں ۸ : ۱۵-۱۶ اور غور کرو کہ آیات مذکورہ میں سے پہلی آیت میں یہ لکھا ہے کہ رُوح اے ابّا یعنی باپ پکارتی ہے اور دوسری میں یہ کہ ہم ابّا یعنی اے باپ پکار پکار کر کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اوّل رُوح ہم کو اے باپ کہنا سکھاتی ہے اور پھر جس طرح بچے سنتے سنتے خود باپ کہنے لگتے ہیں اسی طرح ہم بھی رُوح سے تعلیم پا کر رفتہ رفتہ خود خدا کو اے باپ کہہ کر پکارنے لگتے ہیں۔ اگر اُن وعدوں پر جو خدا نے دُعا کی نسبت بخشے ہیں ہم بھروسہ نہیں کر سکتے تو یاد رکھنا چاہئے کہ رُوح القدس نے کلام الٰہی کا الہام اور تاثیر بخشی ہے اگر ہم اُس کی مدد سے اس کلام کو کام میں لائینگے تو بیشک پھل پائینگے۔

رُوح القدس ہی کی مدد سے دنیاوی روزمرہ کاموں میں بھی ہمارے دل خدا کی طرف رجوع رہ سکتے ہیں۔ خداوند نے یہ ہدایت کی کہ ہمیشہ دعا میں لگے رہنا اور سستی نہ کرنی ضرور ہے[1] اور مقدس پولوس نے یہ ارشاد کیا کہ ہمیشہ دعا مانگو[2] پس خدا کی یاد صرف اسی طرح دل میں ہمیشہ قائم رہ سکتی ہے کہ ہم کامل آرزو اور رغبت کے ساتھ ہر وقت رُوح میں دعا مانگیں[3] اگر ہم اس طرح دعا مانگتے رہینگے تو ہم پر روشن ہو جائیگا کہ جو ہمارا مقرری کام ہے وہی ہمارے آسمانی باپ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے تاکہ ہمارا امتحان کرے ہمارا غرور ڈھالے اور ہمیں ابدی جلال حاصل کرنے کے لائق بنائے۔ ہم کو ادنےٰ باتوں میں بھی ایمانداری کام میں لانی ناگوار نہ گذریگی بلکہ اس بات کا ایک نازک نشان معلوم ہوگا کہ ہم میں خدا کی محبت ہے۔ ہمارے روزمرہ کے کاروبار خدا کی یاد

[1] لوقا ۱۸ : ۱ [2] ۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۱۷ [3] افسیوں ۶ : ۱۸

ہیں یا حج ہیں بلکہ معاون ہونگے۔ دنیا کی فانی چیزیں ہمیشہ انسان کے دل کو اپنی طرف کھینچتی ہیں بس ضرور ہے کہ کوئی شے اُسے خدا کی طرف بھی رجوع کرتی رہے اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ رُوح القدس ہر وقت دعا مانگنے میں ہماری مدد نہ کرے۔ اسی واسطے خداوند نے یہ وعدہ کیا کہ میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ تمہیں دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رُوح القدس نہ صرف دعا میں بلکہ گھر کے کام کاج۔ کھیتی باڑی۔ خرید فروخت۔ محنت مزدوری۔ پڑھنے لکھنے۔ تونگری مفلسی میں بھی ہر وقت ہر جا اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے ✦

سوم جس قدر انسان پاکیزگی میں ترقی کرتا ہے۔ اُس کا ایمان اِس بات پر قوی تر ہوتا جاتا ہے کہ میں مسیح کے وسیلے سے نجات پاؤنگا ✦

مقدس پولوس نے جو خط تسلنیکیوں کو لکھے اُن میں پہلے خط میں اُس نے صرف اُن کے ایمان کے عمل اور محبت کی محنت اور اُمید کی پائداری کا ذکر کیا۔ مگر دوسرے خط میں یہ لکھا ہے کہ اے بھائیو لازم ہے کہ ہم تمہارے واسطے ہمیشہ خدا کا شکر کریں چنانچہ مناسب ہے اس لئے کہ تمہارا ایمان زیادہ ہوتا جاتا ہے اور تم سب میں سے ہر ایک کی محبت دوسروں سے بڑھتی جاتی ہے[1] پس ہم کو صرف ایماندار ہی نہ ہونا چاہئے بلکہ ایمان میں ترقی بھی کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ ایمان حیات ابدی کی بنیاد ہے اور خداوند یسوع اس لئے نہیں آیا کہ ہم صرف حیات ابدی کا ادنےٰ درجہ حاصل کریں بلکہ وہ اس لئے آیا کہ ہم اُس کے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچیں۔ ایک وہ ایمان ہے جو مسیح کے کُرتے کا دامن پیچھے سے پکڑتا ہے۔ ایک وہ ہے جو اس لئے مسیح کی منت کرتا ہے کہ وہ بیٹے کو تندرست کر دے۔ ایک وہ ہے جو اُس کے قدموں پاس بیٹھ کر اُس کا کلام سُنتا رہتا ہے ایک وہ ہے جو اپنے محبوب پر سہارا کر کے بیابان سے نکل آتا ہے ✦

اب ہم اگر اپنے دل کو خوش رکھنا اور مسیح کی عظمت ظاہر کرنی چاہتے ہیں

[1] ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۳ ✦

تو ہم کو وہ کامل ایمان حاصل کرنا چاہئے جس کا ذکر عبرانی ۱۰: ۲۲ میں ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ بغیر ایسے ایمان کے نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔ بے شبہ بہت سے ضعیف الایمان مقدس بھی ابدی جلال کے وارث ہوئے ہیں اور اب بھی ہوتے ہیں اور آئندہ بھی ہونگے۔ لیکن بغیر کامل ایمان کے انسان کو تسلی۔ تقویت۔ سرگرمی ہونی محال ہے ✦

واضح ہو کہ جس یونانی لفظ کا ترجمہ عبرانی ۱۰: ۲۲ میں کامل ایمان کیا گیا ہے وہی یونانی لفظ ابراہیم کے کامل یقین کی نسبت آیا ہے۔ پس آیت مندرجہ ذیل سے کامل ایمان کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو سکتی ہے۔ اور وہ بے ایمانی سے خدا کے وعدوں میں شک نہ لایا بلکہ اعتقاد میں مضبوط ہو کر اُس نے خدا کی بڑائی کی اور اُسے کامل یقین ہوا کہ جو کچھ اُس نے وعدہ کیا اُسے پورا کرنے پر قادر ہے[1] جس طرح ابراہیم کو اضحاق کے پیدا ہونے کا پورا بھروسہ تھا اُسی طرح ہر ایماندار انسان سے یہ کہہ سکتا ہے کہ جیسا مجھے اپنی ہستی کا کامل یقین ہے ویسا ہی اِس بات کا بھی کامل یقین ہے کہ باپ نے بیٹے کو دنیا کی نجات کے لئے بھیجا اور خداوند یسوع مسیح نے دنیا میں آکر سب آدمیوں کے لئے تمام و کمال نجات حاصل کی۔ اور جو کوئی اُس پر ایمان لائیگا ہلاک نہ ہوگا بلکہ ابدی حیات پائیگا۔ اور میں نے وہ سب شرائط منظور کیں جو خدا نے نجات کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔ میں نے اپنی گناہ آلودہ ذات کو یسوع مسیح کی گود میں ڈال دیا ہے۔ اُس کے سوا مجھے کسی پر بھروسہ نہیں۔ میرا بھروسہ تو صرف اُسی کی ذات پر ہے۔ میں نے اپنے کو بالکل اُسے سونپ دیا۔ ہمیشہ کے لئے اُس کا دامن پکڑ لیا۔ یہ انسانی کام نہیں بلکہ رُوح القدس کے فضل کا ثمرہ ہے۔ اور صاف لکھا ہؤا ہے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا تو تُو نجات پائیگا۔ پس جس حال میں میں ایمان لایا تو بیشک میں نے نجات پائی گناہ کے عذاب سے نجات پائی۔ نفس کے غلبہ سے نجات پائی۔ موت کے قبضہ سے نجات پائی۔ شیطان اور دوزخ سے نجات پائی۔ ایسی نجات پائی کہ اب بھی

[1] رومیوں ۴: ۲۰ و ۲۱ ✦

مجھے مسیح کی دی ہوئی آزادی حاصل ہے۔ اور عاقبت میں خدا کے فرزندوں کے ساتھ ابدی جلال اور کامل آزادی حاصل ہوگی ۔

جب انسان کو یہ کامل ایمان حاصل ہوتا ہے تو اُسے کلام الٰہی کے حقائق میں کچھ شک و شبہ نہیں رہتا۔ اور وہ ایوب کی طرح یہ کہہ سکتا ہے۔ "مجھ کو یقین ہے کہ میرا فدیہ دینے والا زندہ ہے[1]" اور پولوس کا ہم کلام ہو کر یہ کہ "میں اُسے جس پر میں نے اعتقاد کیا جانتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری امانت کی اُس دن تک حفاظت کر سکتا ہے[2]" اور یہ کہ "ہم جانتے ہیں کہ ساری چیزیں اُن کی بھلائی کے لئے جو خدا سے محبت رکھتے ہیں مل کر فائدہ بخشتی ہیں[3]" – اور یہ بھی کہ "ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا یہ خیمہ سا خاکی گھر اجڑ جائے گا تو ہم ایک عمارت خدا سے پائیں گے وہ ایک گھر ہے جو ہاتھوں سے نہیں بنا بلکہ ابدی اور آسمان پر ہے[4]" اور مقدس یوحنا کا ہم زبان ہو کر یہ کہہ سکتا ہے۔ "ہنوز ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم اُس کی مانند ہوں گے کیونکہ ہم اُسے جیسا کہ وہ ہے ویسا ہی دیکھیں گے[5]" ۔

جب انسان کو ایسی کشادہ دلی اور آزادی حاصل ہوتی ہے تو وہ خدا کے حکموں کی راہ میں دوڑ سکتا ہے اور جاننا چاہئے کہ اس کشادہ بخش آزادی کا بانی روح القدس ہے۔ کیونکہ جہاں کہیں خداوند کی روح ہے وہیں آزادی ہے[6]۔ پس اگر اُس خوشی و اطمینان کے خیال سے جو کامل ایمان سے حاصل ہوتی ہے ہم ایمان کی ترقی کے خواہاں ہوں[7] تو ہم از سر نو نہایت سرگرمی سے یہ دعا مانگیں جو ہم میں سے بہتوں کو نہایت عزیز ہوگی۔ "اے خداوند اپنے آسمانی فضل سے ہماری حفاظت کر کہ ہم ہمیشہ تیرے ہی بنے رہیں اور روز بروز تیرے روح القدس میں ترقی پاتے جائیں اُس وقت تک کہ تیری ہمیشہ کی بادشاہت میں پہنچیں۔ آمین" ۔

۱ ایوب ۱۹ : ۲۵ ۲ ۲ تمطاؤس ۱ : ۱۲ ۳ رومیوں ۸ : ۲۸ ۴ ۲ کرنتھیوں ۵ : ۱ ۵ ۱ یوحنا ۳ : ۲ ۶ ۲ کرنتھیوں ۳ : ۱۷ ۷ لوقا ۱۷ : ۵

چہارم۔ جس قدر ایماندار روحانی ترقی کرتے ہیں اُسی قدر خدا کی رضا پر زیادہ راضی ہوتے جاتے ہیں ۔

ہرچند ہمارا خداوند ازل سے اپنے آسمانی باپ کی رضا پر راضی تھا مگر اُس کے مطیع ہونے کا اظہار اُس وقت ہوا جبکہ وہ ہماری نجات کی خاطر دنیا میں آیا اور بے انتہا محنت اور تکلیف اُٹھائی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب وہ دنیا میں آنے لگا تو اُس نے یہ کہا۔ کہ "ذبیحہ اور ہدیہ تو نے نہ چاہا پر میرے لئے ایک بدن تیار کیا تب میں نے کہا کہ دیکھ میں آتا ہوں میری بابت کتاب کے دفتر میں لکھا ہے تاکہ اے خدا تیری مرضی بجا لاؤں[1]" اور اُس وقت جبکہ وہ دنیا میں بڑی دشوار خدمت بجا لا رہا تھا اُس نے یہ فرمایا "میں آسمان پر سے اس لئے اُترا ہوں کہ اپنی مرضی پر نہیں بلکہ اُس کی مرضی پر چلوں جس نے مجھے بھیجا ہے[2]" اور اُس وقت گتسمنی کے باغ میں وہ ایسی تکلیف میں مبتلا تھا کہ اُس کی کیفیت پوری طرح کوئی نہیں جان سکتا تو اُس نے یہ دعا مانگی کہ "اے میرے باپ اگر میرے پیئے بغیر یہ پیالہ مجھ سے نہیں گزر سکتا تو تیری مرضی ہو[3]" ہمارے پیشوا کا جس نے ہمیں کامل نمونہ دکھایا تھا تاکہ ہم اُس کے نقش قدم پر چلیں یہ حال تھا۔ اگرچہ وہ بیٹا تھا پر اُن دکھوں سے جو اُس نے اُٹھائے فرمانبرداری سیکھی[4]۔ دنیا میں ایمانداروں کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے ہم پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ جو روحانی پیدائش روح القدس کی تاثیر سے حاصل ہوتی ہے اُس کا ایک بڑا نشان رضائے الٰہی پر راضی ہونا ہے۔ اور جاننا چاہئے کہ محبت کے جوش میں اوّل اوّل رضائے الٰہی پر راضی ہونے سے اکثر ایماندار کا دل نہایت خوش ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں بعض بعض موقعوں پر رضائے الٰہی پر راضی رہنے میں امور شامل ہیں۔ کہ انسان روز مرہ اپنی صلیب اُٹھا کر خداوند یسوع مسیح کے پیچھے چلے اور جو چیز عزیز سے عزیز ہو اُسے بھی خدا کے حوالہ کر دے۔ گو اُس

۱ عبرانیوں ۱۰ : ۵، ۷ ۲ یوحنا ۶ : ۳۸ ۳ متی ۲۶ : ۴۲ – ۴ عبرانیوں ۵ : ۸ ۔

کی جدائی سے بڑے درجہ کا قلق ہو اور بمشکل یہ کلمات مُنہ سے نکل سکتے ہیں کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے گزر جائے تو بھی میری خواہش نہیں بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو اور ہم اس طرح مسیح کے موافق رضائے الٰہی پر جب ہی راضی ہوتے ہیں کہ بے پردہ کئے ہوئے چہرہ سے خداوند کے جلال کو آئینہ میں دیکھ کے جلال سے جلال تک خداوند کی رُوح کے وسیلے اُسی صورت پر بنتے جاتے ہیں[1]

پنجم۔ جس قدر انسان زیادہ پاک بنتا جاتا ہے اُسی قدر وہ نفس کشی اور رُوح کے پھل پیدا کرنے میں زیادہ کوشش اور سعی کرتا ہے ٭

اس اہم مطلب کی نسبت اگرچہ کلام الٰہی میں جا بجا صاف اور صریح شہادت موجود ہے مگر دو مقاموں[2] مندرجہ ذیل سے جن میں مسیحیوں کے اپنے نفس سے لڑنے اور فتح پانے کا مشرح بیان ہے یہ بات بالخصوص ثابت ہوتی ہے ٭

ان دو مقاموں میں سے ہم اوّل[3] اُس پر متوجہ ہوتے ہیں جس کا بیان زیادہ اختصار کے ساتھ ہے ٭

مقدس پولوس انجیل کی اُس عمدہ آزادی کا بیان کرکے جو نفس پروری اور خودسری دونوں کے برخلاف ہے یہ لکھتا ہے کہ تم رُوح سے چال چلو تو تم جسم کی خواہش کو پورا نہ کرو گے یعنے رُوح القدس کی آواز سُنو جدھر وہ لیجائے اُدھر چلو۔ اُس کے فضل کی تاثیر کو نہ روکو۔ کیونکہ وہ تمہارے دلوں میں تمہارے نفس سے ایک بڑی لڑائی لڑ رہا ہے۔ جسم کی خواہش (یعنے تمہارے نفس امّارہ کی خواہش) رُوح کے (یعنے رُوح القدس کے جس نے تمہیں رُوحانی زندگی بخشی) مخالف ہے اور رُوح کی خواہش جسم کے مخالف اور یہ ایک دوسرے کے برخلاف ہیں یہاں تک کہ جو کچھ تم چاہتے ہو سو نہیں کرسکتے یعنے مخالفت مذکورہ کا نتیجہ یہ ہے کہ جو اچھی باتیں تم کرنی چاہتے ہو نہیں کرسکتے۔ یہ لڑائی ایسی سخت

[1] ۲ کرنتھیوں ۳ : ۱۸ [2] گلتیوں ۵ : ۱۶ - ۲۶ + رومیوں ۷ : ۱۴ – ۸ : ۱۷ [3] گلتیوں ۵ : ۱۶ - ۲۶ +

ہے کہ اگر تم رُوح کے کہنے پر نہ چلو گے تو ضرور ناکامیاب رہو گے۔ پر اگر تم رُوح کی ہدایت سے چلتے ہو تو شریعت کے بند میں نہیں یعنے شریعت کی غلامی اور خوفناک ہلاکت سے آزاد ہو۔ ہمیں اس جملے کے یہ اُلٹے معنے نہ لینے چاہئیں کہ جو خطا و قصور ہم سے سرزد ہونگے اُن کی سزا ہم نہ پائینگے بلکہ اپنی کمزوری کے باعث معذور بن کر چھوٹ جائینگے۔ اس کے برعکس ماننا چاہئے کہ ہم کو ہر وقت رُوح القدس کی ایسی مدد حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے نفس پر غلبہ پا سکتے ہیں صرف اتنا ضرور ہے کہ ہم اُس کے فضل کے خواہشمند ہوں۔ اُس کی رہنمائی قبول کریں۔ اُس کی مدد پر بھروسہ کرکے لڑیں جو ایسا کریں تو ضرور ہم فتح پائینگے۔ غرض یہ جملہ اس لئے نہیں لکھا گیا کہ ہم گناہ کرنے میں اپنے آپ کو معذور خیال کریں بلکہ اس لئے لکھا گیا۔ کہ نفس سے لڑنے میں ہماری ہمت بندھے۔ اس بات کے اظہار کے بعد کہ ہم اپنے نفس اور رُوح یعنے رُوح القدس میں باہم مخالفت ہے رسول نفس کے بد اور شیطانی فعلوں اور رُوح کے نیک اور مبارک ثمرات کا مقابلہ کرتا ہے نفس کے جو کام اُس نے لکھے ہیں وہ چار قسم کے سمجھے جاسکتے ہیں۔ اوّل شہوت پرستی۔ دوم بے دینی۔ سوم عداوت۔ چہارم تن پروری۔ رسول ان افعال کا رُوح کے عمدہ پھلوں سے مقابلہ کرکے لکھتا ہے کہ اُنہوں نے جو مسیح کے ہیں جسم کو اُس کی بُری خصلتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچا ہے۔ پر جسم نفس ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ آہستہ آہستہ مغلوب ہوتا ہے۔ لیکن جس وقت سے ایماندار ایمان لاتے ہیں اُسی وقت سے رُوح القدس کی مدد سے نفس کشی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ رسول آگے لکھتا ہے کہ اگر ہم رُوح سے زندہ ہوئے (رسول یہ اتفاقاً کہ اگر ہم رُوح سے زندہ ہوئے) اس واسطے لکھتا ہے کہ جس مخالفت کا اوپر ذکر آیا وہ اُنہیں شخصوں میں پائی جاتی ہے جو رُوحانی زندگی حاصل کر چکے ہیں جنہیں رُوحانی زندگی نہیں ملی وہ نفس سے نہیں لڑتے تو چاہئے کہ رُوح سے چال چلیں (جو لفظ یونانی میں اس جگہ چال کے لئے آیا ہے

اُس میں اُس لفظ کی نسبت جو ۱۴ آیت میں آیا ہے زیادہ زور پایا جاتا ہے اور اُس سے کسی بتائے ہوئے رستے پر غور و تامل سے چلنا مفہوم ہوتا ہے جو لوگ رسُول کی اس ہدایت کے موافق استقلال کے ساتھ روحانی طور سے زندگی بسر کرتے ہیں وہی غرور۔ رشک۔ حسد کی خاردار اور خطرناک راہوں سے بچے رہتے ہیں ٭

رومیوں ۷: ۱۳ سے ۸: ۱۷ تک میں ایمانداروں کی تمام عمر کی رُوحانی لڑائی اور آخرکار پوری فتح پانے کا حال زیادہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ٭

مقدس پولوس نے رومیوں ۷: ۷-۱۳ میں اپنی صغر سنی اور عالم شباب کے اُس زمانے کی طرف اشارہ کیا تھا جب وہ شریعت کے مُدعا سے آگاہ نہ تھا اور چونکہ اپنے آپ کو ابراہیم کا ایک فرمانبردار فرزند قیاس کرتا تھا اس واسطے خدا کی نظر میں اپنی حالت اچھی جانتا تھا۔ لیکن جب اُس کو شعور ہؤا وہ شریعت کے اصلی مدعا کو سمجھا۔ اور اُس نے جانا کہ اُس کی کامل فرمانبرداری مجھ پر فرض ہے۔ مگر اُس نے اپنی سرکش طبیعت کو فرمانبرداری کی طرف مائل نہ پایا۔ اسی سبب سے وہ لکھتا ہے۔ کہ جب حکم آیا گناہ جی اُٹھا اور میں مر گیا۔ یعنے جب اُس نے جانا کہ میں نے شریعت کو توڑا۔ اور سزا کا مستحق ہوں تو اپنی نیکی کا گھمنڈ اُس کے دل سے دور ہؤا۔ اور بجائے اُمید اور اطمینان کے اُس کے دل میں خوف و تردد پیدا ہؤا۔ جس شریعت کو اُس نے تو تھا وہ اُس کے واسطے گویا موت کا حکمنامہ بنی۔ رسُول کی اس مضطرب حالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ شریعت پاک اور بے نقص ہے مگر اُس میں اُتنی قوت نہیں کہ وہ کسی گنہگار کے دل کو پاک بنا سکے۔ اور جب وہ مسیح پر ایمان لایا اُس وقت بھی اُس کا اپنے نفس سے لڑنا ختم نہ ہؤا۔ ۷ - آیت ۱۴ سے ۲۵ آیت تک رسُول صیغہ ماضی کا استعمال کرتا رہا۔ کیونکہ ان آیتوں میں وہ اپنی اُس حالت کا ذکر کرتا ہے جبکہ وہ فریسی تھا اور نئی زندگی نہ پائی تھی۔ مگر ۱۴ - آیت

۲۵ تک اُس نے صیغہ ماضی کی بجائے صیغہ حال کا استعمال کیا۔ اس واسطے کہ ان آیتوں میں وہ اُس رُوحانی لڑائی کا بیان کرتا ہے جس میں وہ مسیحی بلکہ رسول ہونے کے بعد بھی مشغول رہا۔ اور جو کیفیت اس رُوحانی لڑائی کی ان آیتوں سے ظاہر ہوتی ہے اُس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہرچند شریعت نیک و خوب ہے۔ لیکن اُس میں اتنی قوت نہیں کہ جو لاچار گنہگار مسیح اور اُسکی موت کی طرف تو متوجہ نہ ہو اور فقط شریعت کی طرف رجوع کرے اُس کو وہ اندرونی گناہ پر غلبہ پانے کی قوت بخش سکے ٭

یہ باطنی بُرائی مثل ایک زورآور اور سرکش باغی کے ہے جو دل کے تخت پر سے اُتار دیا گیا ہے۔ اور روز بروز زیادہ تر مغلوب بھی ہوتا جاتا ہے۔ مگر ابھی تک سلطنت کی حد سے باہر نہیں نکالا گیا ہے۔ بلکہ کبھی کبھی موقع پا کر چند روز کے لئے فتح بھی پا لیتا ہے۔ چونکہ رسول اپنے دل کی بدی سے خوب واقف تھا اور اس بدی کے دور کرنے میں اُسے بڑی مصیبت اُٹھانی پڑتی تھی اور جو سخت صدمے کبھی کبھی نفس سے مغلوب ہو جانے کی وجہ سے اُس کو پہنچ سکتے تھے اُن سے نہایت اندیشہ ناک تھا۔ اس واسطے اُس نے یہ دردآمیز کلمات لکھے۔ آہ میں تو سخت مصیبت میں ہوں۔ اور اُس موت کے بدن سے جس میں ہم کو آخر دم تک نفس سے جنگ کرنی پڑتی ہے اور جسے گناہ کے باعث ایک بار ضرور خاک ہونا ہے کامل آزادی پانے کی آرزو کی ٭

کلامِ الٰہی کی عبارت مذکورہ کے بارہ میں ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اُس میں اُن لڑائیوں کا بیان ہے جو فی الواقع ایمانداروں کو اپنے نفس سے لڑنی پڑتی ہیں نہ اُن فتوحات کا جو اُن کو ہمیشہ خداوند یسوع مسیح کی مدد سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ وہ اکثر کمزور ہوتے ہیں۔ مگر چاہیں تو ہمیشہ زورآور بن سکتے ہیں۔ وہ اکثر غمگین ہوتے ہیں مگر چاہیں تو ہمیشہ دلشاد رہ سکتے ہیں وہ اکثر شکست کھاتے ہیں مگر چاہیں تو ہمیشہ فتحیاب ہو سکتے ہیں۔ ہمیں پولوس کے بیان سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہئے کہ جو خطا اور قصور ہم سے ہوتے ہیں یا مجبوری

ہوتے ہیں کیونکہ اس سے تو یہ لازم آئیگا کہ مسیح میں اتنی قدرت نہیں کہ ہم کو گناہ سے بچا سکے - ظاہر ہے کہ ایسے خیال سے رُوح القدس کی سراسر اہانت ہوتی ہے - جو خطا و قصور ہم سے ہوتے ہیں اُن کا یہ سبب نہیں کہ مسیح میں ہماری مدد کے لئے کافی و وافی قدرت نہیں ہے - بلکہ یہ باعث ہے کہ ہم اپنی نادانی و گمراہی سے مسیح کے بدلے شریعت پر بھروسہ کرتے ہیں مگر شریعت میں ایسی قدرت کہاں کہ وہ ہم کو پاک بنا سکے - روحانی زندگی بخش سکے - ہمارے دلوں میں محبّت پیدا کر سکے - نظر برآں جب ہم شریعت پر بھروسہ کرتے ہیں تو ناکامیاب رہتے ہیں - لیکن جب مسیح کی طرف رجوع کرتے ہیں تو بقدر اُس کی طرف رجوع کرنے اور رُوح القدس کی مدد پر بھروسہ رکھنے کے ہم اُس کے وسیلے سے جس نے ہم سے محبّت کی فتح پر فتح پاتے جاتے ہیں اس امر کا مفصل بیان آٹھویں باب میں ہے +

جب ہم مسیح پر ایمان لاتے ہیں تو ہم کو رُوح القدس حاصل ہوتا ہے - اور وہ ہمیں رُوحانی زندگی بخشتا ہے - اور جس قدر ایماندار زندگی کی رُوح کی شریعت یعنے رُوح القدس کی ہدائت پر عمل کرتے ہیں اُسی قدر وہ گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد ہوتے جاتے ہیں مقدس پولوس نے پہلے اس بات کا کمی حقّہٗ اقرار کیا کہ بعض وقت ایماندار گناہ کے باعث بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اب وہ اُس آزادی کا بیان کرتا ہے جو رُوح القدس کی مدد سے ایمانداروں کو ہر وقت میسّر ہو سکتی ہے اور اکثر اوقات میسّر ہوتی بھی ہے - وہ ایمانداروں کی نسبت مفصلۂ ذیل الفاظ تحریر کرتا ہے جن سے اُن کی خصلت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے - جو جسم کے طور پر نہیں بلکہ رُوح کے طور پر چلتے ہیں +

جسم کے طور پر اور رُوح کے طور پر چلنے میں جو فرق ہے رسول اُس کی تشریح اس طرح کرتا ہے کہ جو جسم کے طور پر ہیں اُن کا مزاج جسمانی ہے یعنے اُنہیں ہمیشہ جسمانی چیزوں کی خواہش و آرزو رہتی ہے - دنیا میں اُن کا

دل لگا رہتا ہے - پر وے جو رُوح کے طور پر ہیں اُن کا مزاج رُوحانی ہے - یعنے اُنہیں رُوحانی ترقّی ہی کی آرزو و خواہش رہتی ہے - خدا کی طرف اُن کا دل رجوع رہتا ہے - یہ دونو طریق ایک دوسرے کے بالکل برخلاف ہیں - اور علاوہ ہذا اُن کے انجام بھی - اس بڑے فرق کے باعث ہم کو متحیّر نہ ہونا چاہئے - جسمانی چیزوں پر دل لگانے کا نتیجہ ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا - کیونکہ جسمانی مزاج خدا کا دشمن ہے اور ظاہر ہے کہ خالق کی دشمنی کا انجام مخلوق کے لئے موت ہی ہو سکتا ہے - لیکن ایماندار ایسے نہیں ہوتے - اسی واسطے رسُول لکھتا ہے کہ تم جسمانی نہیں - یعنے جسم کے طور پر زندگی بسر نہیں کرتے - بلکہ رُوحانی ہو یعنے رُوح کے طور پر زندگی بسر کرتے ہو - بشرطیکہ خدا کی رُوح تم میں بستی ہو - رسُول نے یہ الفاظ اس غرض سے لکھے تاکہ ہم خیال کریں کہ انسان مسیحی کہلانے سے نہیں بلکہ ربّانی روح کے دل میں بسنے سے روحانی بنتا ہے - اس شرط کا پورا ہونا ضرور ہے - کیونکہ جس میں مسیح کی رُوح نہیں وہ اُس کا نہیں - یہ جملہ معترضہ عجیب عبرت ناک ہے اس کے بعد رسُول یہ لکھتا ہے کہ اگر مسیح تم میں ہے یعنے اگر تم مسیح کی رُوح کے دل میں بسنے کے سبب اُس کے ساتھ ایک ہو گئے ہو تو بدن گناہ کے سبب مُردہ ہے یعنے چونکہ تم مسیح کے ساتھ مر گئے ہو جیسا کہ ۶ : ۱۱ میں مذکور ہے - اسواسطے تمہیں چاہئے کہ اپنے بدن کے اعضاء کو گناہ کی نسبت مُردہ سمجھو - پر رُوح یعنے تمہاری رُوح جس کو رُوح القدس نے از سر نو حیات بخشی ہے راستبازی کے سبب زندہ ہے یعنے تم نے مسیح کے ساتھ زندگی پائی ہے جو اب تمہارے لئے مغفرت اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور جب قیامت کے دن ظاہر ہوگا تو تم کو ابدی جلال بخشیگا +

اب تم کو رُوحانی زندگی حاصل ہے - خدا باپ کی رُوح جس نے یسُوع کو مُردوں میں سے جلایا تم میں بستی ہے - (۱۱ - آیت - اس آیت کی تفسیر

لہ افسیوں ۲ : ۵ و ۶ +

باب آئندہ میں کی جائیگی) اس سے ثابت ہے کہ تم قیامت کے دن ضرور زندہ کئے جاؤ گے ۔

پس ہم کچھ جسم کے قرضدار نہیں۔ قرضدار قرضخواہ کا غلام ہوتا ہے۔ لیکن ہم قرض سے بری ہو گئے ہیں اس لئے آزاد ہیں۔ ہم پر جسم کی تابعداری واجب نہیں بلکہ روح کی واجب ہے کیونکہ اگر تم جسم کے طور پر زندگی کرو تو مروگے یعنے جسم کے طور پر زندگی بسر کرنے کا نتیجہ وہ ابدی موت ہے جو اب شروع ہوتی ہے اور عاقبت میں پوری ہوگی پر اگر تم روح سے یعنے روح القدس سے جو تمہاری روحوں پر تاثیر کرتا ہے بدن کی عادتوں کو مارو تو جیوگے یعنے وہ ابدی حیات پاؤ گے جو اب آغاز ہوتی ہے۔ اور عاقبت میں تکمیل کے درجہ کو پہنچیگی۔ اس قول سے کہ تم جیوگے ایمانداروں کو حیرت نہ کرنی چاہیئے اس لئے کہ جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں۔ وہ ہی خدا کے فرزند ہیں بیشک وہ خدا کے فرزند ہیں کیونکہ تم جب مسیح پر ایمان لائے تو تم نے غلامی کی روح نہیں پائی کہ پھر ڈرو یعنے جس طرح تم پہلے نفس کے غلام تھے روح نے اُس طرح تم کو دوبارہ غلام نہیں بنایا بلکہ تم نے لیپالک ہونے کی روح پائی جس سے ہم ابّا یعنے اے باپ پکار کر کہتے ہیں اصل میں ابّا یعنے اے باپ کی جگہ دو لفظ ایک عبرانی اور ایک یونانی مستعمل ہوئے ہیں اور وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہودی اور غیر یہودی سب مسیح کے وسیلے ایک ہی روح سے باپ کے پاس دخل پاتے ہیں[1] جس فرزندانہ تعلق کے سبب ہم ابّا یعنے اے باپ کہتے ہیں اُس پر نہ صرف ہماری روح گواہی دیتی ہے بلکہ روح القدس بھی ہماری روحوں کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور ہمارے فرزند ہونے سے لازم آتا ہے کہ ہم ضرور میراث پائینگے۔ کیونکہ خدا ایسے فرزند نہیں رکھتا جو خارج از میراث ہوں۔ پس ہم خدا کے وارث ہیں یعنے ہم [illegible]

[1] [illegible] ۱۸ - آیت ۔

ہمارا آسمانی باپ ہے اپنا حصہ پاتے ہیں اور میراث میں مسیح کے شریک کیونکہ مسیح خود سب چیزوں کا وارث ہے اور جن کو وہ اپنا بھائی کہنے سے نہیں شرماتا اُن کو وہ بخوشی اُن سب چیزوں میں جن کا وہ وارث ہے شریک کرتا ہے۔ کیا کوئی یہ اعتراض کرتا ہے کہ ایمانداروں کو جو تکلیفیں ہوتی ہیں وہ ایسی اُمید کی منافی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ایمانداروں کی تکلیفیں جلال کی اُمید کی منافی نہیں بلکہ اُس کی مثبت ہیں۔ مسیح نے جو سب چیزوں کا وارث ہے اوّل تکلیفیں اُٹھائیں۔ بعد ازاں وہ خدا کے دہنے ہاتھ پر بیٹھا۔ اسی طرح ایماندار بھی اب اُس کے ساتھ تکلیفیں اُٹھاتے ہیں اور عاقبت میں اُس کے ساتھ جلال پائینگے ۔

کتاب مقدس کے ان دو نو مقاموں سے جن کی اوپر تشریح ہوئی۔ ثابت ہوتا ہے کہ روح القدس ایمانداروں کے دل سے نہ صرف پُرانی انسانیت دور کرتا ہے بلکہ ساتھ ہی نئی انسانیت بھی پیدا کرتا جاتا ہے۔ تقدیس میں صرف یہ بات شامل نہیں کہ دل بُرائی سے خالی ہو۔ بلکہ یہ بھی شامل ہے کہ دل بُرائی کی جگہ نیکی سے پُر ہو۔ چنانچہ رسول گلتیوں ۵ : ۱۵- ۲۶ میں اوّل نفس کے اُن کاموں کو بتاتا ہے جن کو ایماندار ترک کرتے ہیں اور بعد ازاں روح القدس کے مفصلہ ذیل مبارک پھلوں کا ذکر کرتا ہے محبت۔ خوشی۔ سلامتی۔ صبر۔ خیر خواہی۔ نیکی۔ ایمانداری۔ فروتنی۔ پرہیزگاری محبت کا ذکر اس لئے اوّل آیا کہ وہ سب خوبیوں میں افضل ہے ۔ اور باقیوں کے ذکر میں غالباً کوئی ترتیب کام میں نہیں لائی گئی تاکہ اُن کی افراط زیادہ نزول نشین ہو۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جو لوگ ملک کنعان کی جاسوسی کو گئے تھے اُنہوں نے وادی اسکال میں پہنچ کر وہاں سے ایک ڈالی[2] انگور کی گچھے سمیت کاٹی اور اُسے ایک چوب پر رکھ کر دو آدمیوں نے اُٹھایا اور کچھ انار اور انجیر بھی لئے اور بیابان میں اپنے بھائیوں پاس لائے ۔

[1] یوحنا ۱۷ : ۲۲ [2] گنتی ۱۳ : ۲۳ ۔

روح القدس کے جن پھلوں کا اوپر ذکر آیا وہ بھی اس دنیا کے سفر میں ہمارے لئے آسمانی نعمتوں کی بانگی ہیں ✦

اسی طرح رومیوں ۷ : ۱۴ سے ۸ : ۱۷ تک میں صرف ایمانداروں کے نفس سے لڑتے رہنے اور اپنے اُوپر جبر کرکے جسم کی بُری خواہشوں کے مغلوب کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ یہ ذکر بھی ہے کہ وہ کس طرح خدا کی شریعت میں خوش رہتے ہیں۔ اُس کو دل سے بجالاتے ہیں رُوح القدس کی ہدایت پر چلتے ہیں۔ روحانی باتوں پر دھیان لگاتے ہیں۔ رُوحانی مزاج رکھتے ہیں جو زندگی اور سلامتی ہے۔ رُوح کی پیروی کرتے ہیں۔ رُوح القدس کی تاثیر سے خدا کو باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور رُوح القدس جو گواہی اُن کے فرزند ہونے کے باب میں دیتا ہے۔ اُس کو گوشِ دل سے سُنتے ہیں۔ جس شخص نے ایسی زندگی پائی ہے اُس نے دنیا میں حیاتِ ابدی کا مزہ چکھ لیا جس کے سامنے دنیا کی ساری بے ثبات خوشیاں ہیچ ہیں۔ غرضکہ جو رُوح القدس کی مرضی کے موافق بیج بوتے ہیں وہ وہ بیج بوتے ہیں جس کا ثمرہ ابدی خوشی ہے۔ مگر ہم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو دریغ کرکے بوتا ہے دریغ سے کاٹے گا۔ اور جو کشادہ دل ہو کے بوتا ہے کشادہ دلی سے کاٹے گا۔ اس باب کی آئندہ فصل کو اس بیان سے بہت تعلق ہے ✦

ششم۔ رُوحانی ترقی میں خداوند کی خدمت بجالانے اور اُس کے لئے دُکھ اُٹھانے پر زیادہ راضی ہونا شامل ہے ✦

مسیحی دین سے دل میں ایمان اور محبت اور اُمید پیدا ہوتی ہے۔ لیکن نہ ایسا ایمان جو مُردہ ہو۔ نہ ایسی محبت جو سستی کی طرف مائل کرے نہ ایسی باطل اُمید جس سے اُمیدوار شرمندہ ہو۔ اسی لئے رسول نے ایمان کے عمل۔ اور محبت کی محنت۔ اور اُمید کی پائداری کا ذکر کیا[1] اور خدا

[1] ۱ تھسلنیکیوں ۱ : ۳ ✦

[اس] کتاب میں ہر جگہ ایمانداروں کا ذکر ایسے طور سے ہوا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ خدمت کے لئے حاضر اور ضرورت پڑے تو دکھ اُٹھانے کے لئے بھی تیار رہتے ہیں۔ توریت۔ زبور۔ صحائف انبیا ہمزبان ہو کر خدا کے فرزندوں کو نیکوکاری کی ہدایت کرتے ہیں۔ اُن کے لقب بھی اُن کی نیکی کے شاہد ہیں۔ چنانچہ وہ صرف دیندار اور دانا دل اور خداوند کے پیچھے ہوئے لوگ ہی نہیں کہلائے گئے بلکہ اُن کی شان میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ راستباز۔ سیدھے۔ کامل۔ صادق۔ نیک۔ علےٰ ہذا خداوند کی ہر تقریر پاکیزگی کی تعلیم سے بھری ہوئی ہے۔ رسولوں کے خطوط میں بھی دین کے اعلےٰ اور پاک مسائل کی بحث کے بعد روزمرہ کے ادنےٰ سے ادنےٰ فرائض تک کا ذکر ہے۔ رومیوں ۱۲ و ۱۳ باب۔ ۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۵۸ و ۱۶ : ۱ + ۲ کرنتھیوں ۷ : ۱ + گلتیوں ۵ : ۱۰ + افسیوں ۴ باب سے ۶ باب تک + فلپیوں ۴ : ۸ و ۹ + کلسیوں ۳ و ۴ باب + ۱ تھسلنیکیوں ۴ : ۱ - ۱۱ + ۲ تھسلنیکیوں ۳ : ۶ - ۱۳ آیات مندرجہ خطوط بنام تمطاؤس وطیطس عبرانی ۱۲ : ۱ + یعقوب ۱ : ۲۲ + ۱ پطرس ۲ : ۱۱ و ۳ : ۱۶ + ۲ پطرس ۱ : ۱۱ - ۱۴ + ۱ یوحنا ۲ : ۳ و ۳ : ۷ و ۱۸ - ۵ : ۱ - ۴ ۔ اس امر کے کافی گواہ ہیں کہ انجیل کے موافق ہم کو کس طرح پاکیزگی اور راستبازی و بےعیبی کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اور کتاب مکاشفات میں خدا کے بیٹے کے پیغام مندرج ہیں اُن میں سب سے پچھلا ایک یہ ہے دیکھ میں جلد آنے والا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے تاکہ ہر ایک کو اُس کے کام کے موافق بدلہ دوں[5]۔ اور جو آیات پہلے باب میں نقل کی گئی ہیں اُن کے دیکھنے سے بخوبی روشن ہو سکتا ہے کہ خدا کی کتاب میں ہر ایک نیک خیال قول اور

[5] مکاشفات ۲۲ : ۱۲ ✦

فضل خدا اور روح القدس سے منسوب کیا گیا ہے - یہ ناممکن ہے کہ کوئی
شخص اُن پر غور کرنے کے بعد یشعیاہ کا ہمزبان ہو کر یہ نہ کہے کہ اے خدا
ہی نے ہمارے سارے کاموں کو ہمارے لئے انجام دیا ہے¹ - خدا
ہمارے دلوں میں اثر کرتا ہے کہ ہمارے ارادے اور فعل سب
کی مرضی کے مطابق ہو جائیں - خداوند یسوع مسیح بھی روح القدس
کی قدرت سے جو اُس کو بے انتہا حاصل تھا اپنی بڑی خدمت بجا لا سکا
اُس نے اپنے مجسم ہونے کے وقت سے صعود تک روح القدس ہی
کی مدد سے زندگی بسر کی - محنتیں اُٹھائیں - دُکھ سہے - فتح پائی - اور یہ
کیفیت ہمیشہ اُس کے بندوں کی بھی رہی ہے - خواہ عہد عتیق کے زمانہ
پر خیال کیا جائے خواہ عہد جدید کے زمانہ پر - چنانچہ لکھا ہے کہ خداوند
روح جدعون پر نازل ہوئی - روح عماسی پر نازل ہوئی - خداوند کی روح
یہویدع کاہن کے بیٹے زکریاہ پر نازل ہوئی² - ان آیتوں میں جو لفظ
کے نازل ہونے کی جگہ عبرانی میں آیا ہے وہ غور کے لائق ہے - اُس
اصلی معنی ملبس کرنے کے ہیں - پس یہ لوگ کلام کرنے اور اپنی خدمات بجا
لانے کے لئے گویا روح القدس کی قدرت سے ملبس ہوئے - اور جبکہ خداوند
یسوع کلیسیا کو دنیا کے بیابان میں چھوڑ کر آسمان پر جانے والا تھا تو اُس
رسولوں سے یہ آخری وعدہ کیا کہ جب روح القدس تم پر آئیگی - تم قوت پاؤ
اور ... میرے گواہ ہوگے³ - اور مسیح کے خادموں کو انجیل کی منادی اسی طرح
سے کرنی چاہئے جس سے ثابت ہو کہ وہ روح القدس کی قدرت سے بول رہے
ہیں - یہ خزانہ مٹی کے برتنوں میں اسی لئے رکھا گیا (یعنے انجیل کی منادی
اس لئے آدمیوں کے سپرد کی گئی) تاکہ جو بڑی تاثیر اُس میں ہے وہ خدا

¹ یسعیاہ ۲۶ : ۱۲ ² فلپیوں ۲ : ۱۳ + اعمال ۱۰ : ۳۸ ³ قاضیوں ۶ : ۳۴
+ ۱ تواریخ ۱۲ : ۱۸ + ۲ تواریخ ۲۴ : ۲۰ ⁴ اعمال ۱ : ۸ +
۱ کرنتھیوں ۲ : ۴ +

منسوب کی جائے نہ انسان کی طرف¹ - وہ روح القدس ہی کی تاثیر سے
...نو کے ساتھ نہیں بلکہ قدرت اور محبت اور ہوشیاری سے کلام کرتے
... جو طرح طرح کی بخششیں ایمانداروں کو دنیا میں حاصل ہوتی ہیں
... اسی ایک روح کی بخششیں ہیں جو کل نعمتوں کی بانی ہے - اور اپنی
...ی کے موافق ہر ایک کو نعمتیں بانٹتی ہے - البتہ روح القدس ہم کو اب
...وں کی غیر معمولی بخششیں عطا نہیں کرتا - کیونکہ جب کتب مقدسہ کا مجموعہ
...ہوا اُن کی ضرورت نہ رہی - لیکن وہ اپنی معمولی بخششیں جو کلیسیا کے
...م اور بند و بست کے لئے یا ایمانداروں کی بہبودی اور سلامتی کے لئے
...ری ہیں - ہم کو اب بھی پہلے کے موافق بکثرت بخشتا ہے اور کلمات ذیل
...کر رسولوں کے زمانہ پر صادق آتے تھے ویسے ہی زمانہ حال پر صادق
...تا ہیں - جس طرح بدن ایک ہے اور اُس کے عضو بہت اور ایک بدن
...عضو مل کر اگرچہ بہت ایک بدن ہوتے ہیں مسیح بھی ایسا ہی ہے - کہ ہم
...ب مل کے کیا یہودی کیا یونانی کیا غلام کیا آزاد ایک ہی روح سے ایک
بدن بننے کے لئے بپتسمہ پایا اور ہم سب کو ایک ہی روح سے پینے کو دیا²
غرضکہ نہ صرف اعلیٰ بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ کاموں کو بھی انجام کو پہنچانا
بخششوں پر موقوف ہے جو ہمارے خداوند نے اُس وقت پائیں جب
بلندی پر چڑھ کے قید کو قید کیا اور آدمیوں کو انعام دئے - وہ ہمارا
سر ہے جس سے سارا بدن ہر ایک بند کے جڑنے سے خوب پیوستہ
مضبوط ہو کر موافق اُس تاثیر کے جو بقدر ہر جزو کے ہوتی ہے کل کو
بڑھاتا ہے اور محبت میں اپنی ترقی کرتا جاتا ہے³

اور جس طرح ایماندار روح القدس کی مدد بغیر خدمت نہیں بجا لا
...سی طرح دُکھ بھی نہیں اُٹھا سکتے - جو دکھ ہمارے بڑے سردار کاہن
ہمارے لئے شروع سے آخر تک اُٹھائے - (یعنے جب سے بپتسمہ

¹ ۱ کرنتھیوں ۴ : ۷ ² ۱ کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲ و ۱۳ ³ افسیوں ۴ : ۷ - ۱۵ +

کے بعد رُوح اُسے بیابان میں لے گئی تاکہ شیطان سے آزمایا جاوے اُس
وقت تک کہ اُس نے بے عیب ہو کر رُوح کے وسیلہ آپ کو خدا کے س
قربانی گذرانا) وہ سب اُس نے رُوح القدس ہی کی مدد سے اُٹھائے
طرح اُس نے ہمارے لئے ایک نمونہ چھوڑا تاکہ ہم بھی اُس کے نقش قدم
چلیں۔ مقدس پطرس لکھتا ہے۔ اے پیارو تم اُس تانے والی آگ سے جو
آزمانے کے لئے تم پر بھڑکی ہے تعجب نہ کرو کہ گویا تمہارا عجیب حال ہوا
ہے بلکہ اس سبب سے خوشی کرو کہ تم مسیح کے دُکھوں میں شریک ہو۔ تاکہ اُس
کے جلال کے ظاہر ہوتے وقت تم بے نہایت خوش و خرم ہو اگر مسیح کے نام
کے سبب تم پر لعن طعن ہو تو تم مبارک ہو کیونکہ جلال کے خدا کی رُوح تم پر
سایہ کرتی ہے[1] جو مسیح کی خاطر روتا ہے اور دُکھ اُٹھاتا ہے خوشی کا بیج بوتا ہے
رُوح القدس جو جلال کا چشمہ ہے اور ذو الجلال باپ اور ذو الجلال خداوند کی
رُوح ہے مصیبت زدہ مقدسوں پر اپنا سایہ ڈالتا ہے۔ جن وقتوں میں کلیسیا
نے نہایت تکلیفیں اُٹھائیں اُن وقتوں کی تواریخ اس امر کی شاہد ہے۔ مسیحی
دین کی اشاعت کے حالات سے بھی یہ بات بخوبی عیاں ہوتی ہے۔ اور رُوح
القدس ہی کے فضل کا یہ نتیجہ ہے کہ بعض اوقات جب ایماندار کوئی بڑا صدمہ اُٹھاتے
ہیں یا کسی سخت مرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو اُس وقت اُن کا چہرہ نہایت نورانی
نظر آتا ہے۔ ایسے لوگ صندل کی مانند ہوتے ہیں جو گھسے جانے پر خوشبو دیتا
ہے اور دماغ معطر کرتا ہے۔ اُن کے لئے دکھ بیماری خدا کی قربت کا وسیلہ
بن جاتی ہے۔ اور جس مکان میں وہ دُکھ سہتے ہیں وہ اُس مقام کی مانند ہو
جاتا ہے جہاں یعقوب راہ میں سویا تھا۔ کچھ اور نہیں مگر خدا کا گھر اور
آسمان کا آستانہ ۔

ہفتم روحانی ترقی میں خداوند کے ساتھ تا ابد بادشاہی کرنے اور
خوش رہنے کی اُمید سے زیادہ دلشاد ہونا شامل ہے ۔

[1] ۱ پطرس ۴ : ۱۲-۱۴ ۔

خداوند نے جو یہ وعدہ رسولوں سے رُوح القدس کے باب میں کیا کہ وہ
اُن[1] آئندہ کی خبریں دیگا وہ بحرف اسی طرح پورا نہیں ہوا کہ رسولوں نے
پیشین گوئیاں کیں۔ عاقبت کے حالات اُن پر منکشف ہوئے۔ کلیسیا کی نسبت
انہوں نے وہ پیش خبریاں کیں جو اُن کے خطوط میں (دیکھو۔ ۲۔ تسلنیکیوں
۲ : ۲ - اور ۱ - تمطاؤس ۴ : ۱ - ۱ و ۲ - پطرس ۲ باب وغیرہ)
اور بالخصوص مقدس یوحنا کی کتاب مکاشفات میں مندرج ہیں۔ بلکہ وعدہ
مذکورہ بالا میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جو شخص رُوح القدس سے از سرنو
پیدا ہوتا ہے اُس کو وہ عاقبت کی ابدی نعمتوں کا ایسا علم بخشتا ہے جس
سے اُس کے دل میں اُمید پیدا ہوتی ہے چنانچہ رسول لکھتا ہے۔ جبکہ ہم ایمان
کے سبب راستباز ٹھہرے تو ہم میں اور خدا میں ہمارے خداوند یسوع مسیح
کے وسیلے میل ہوا اور اُسی کے وسیلے سے ہم اُس فضل میں جس پر قائم ہیں
ایمان کے سبب دخل پاتے اور خدا کے جلال کی اُمید پر فخر کرتے ہیں[2]۔ اور
اسی خط کے آخر میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کون ہم کو آسمانی نعمتوں کے مزہ
سے خوش کرتا ہے۔ اب خدا جو اُمید کا بانی ہے تمہیں ایمان لانے کے
باعث ساری خوشی اور سلامتی سے بھر دے تاکہ رُوح القدس کی قدرت
سے تمہاری اُمید زیادہ تر ہوتی جائے[3]۔ اسی طرح اگرچہ رسول یہ کہتا ہے
کہ خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لئے وہ چیزیں تیار کیں جو نہ
آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ آدمی کے دل میں آئیں۔
مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے۔ لیکن خدا نے اُن کو اپنی رُوح کے وسیلہ سے
ہم پر ظاہر کیا کیونکہ رُوح ساری چیزوں کو بلکہ خدا کی گہری باتوں کو بھی دریافت
کر لیتی ہے[4] اور رسول پطرس نے اپنے پہلے خط کے شروع میں خدا کی حمد
ان الفاظ میں کی۔ کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا اور باپ مبارک ہو

[1] یوحنا ۱۶ : ۱۳ ۔ اعمال ۱۱ : ۲۸ رومیوں ۸ : ۱۴-۱۶ [2] رومیوں ۵ : ۱-۲ [3] رومیوں ۱۵ : ۱۳ [4] ۱ کرنتھیوں ۲ : ۹-۱۰ ۔

جس سے ہم کو اپنی بڑی رحمت سے یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے
کے باعث زندہ اُمید کے لئے سرِ نو پیدا کیا۔ تاکہ ہم وہ بے زوال اور
ناآلودہ اور غیر فانی میراث جو آسمان پر ہمارے لئے رکھی گئی ہے پائیں اور
یوحنا رُوح القدس کے اُس مسح کے ذکر کے بعد جو ایماندار خدا سے پاتے
ہیں اور جو اُن میں رہتا ہے اور ان کو سب باتیں سکھاتا ہے صرف ان نعمتوں
کی طرف اشارہ نہیں کرتا جو اُن کو خدا کے فرزند ہونے کی وجہ سے دنیا میں
ملتی ہیں بلکہ اُن اعلےٰ تر مراتب کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو اُنکو عاقبت
میں حاصل ہونے والے ہیں۔ اے پیارو اب ہم خدا کے فرزند ہیں اور
ہنوز ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا
تو ہم اُس کی مانند ہونگے کیونکہ ہم اُسے جیسا کہ وہ ہے ویسا ہی دیکھینگے +

چونکہ رُوح القدس کے آخری کام یعنے عاقبت میں ایمانداروں کو آسمانی
نعمتیں عطا کرنے کا بیان اس کتاب کے پچھلے باب میں آئیگا پس اس مقام
پر صرف اتنا تحریر کیا جاتا ہے کہ جو نیکوکاری پر صبر کے ساتھ قائم رہ کر
بزرگی اور عزت اور بقا کے طالب ہیں۔ اُن میں رُوح القدس ہی عاقبت
ابدی نعمتوں کی اُمید پیدا کرتا اور قائم رکھتا ہے۔ مگر یہ بات بھی یاد رکھنے
قابل ہے کہ جن کو رُوح القدس اپنی تاثیر سے خدا کی بادشاہی کے لائق
ہے۔ اُن کا بڑا نشان یہی ہے کہ وہ روز بروز زیادہ روحانی مزاج بنتے
جاتے ہیں۔ چنانچہ جب ایمانداروں کا دنیوی سفر قریب الاختتام ہوتا ہے
اکثر اُن میں ایسی روحانیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اُن کے بعد اُن کے دوست
آشنا کہتے ہیں کہ جب ہم اپنے بھائی سے ملاقات کرتے تھے تو صاف
ہوتا تھا کہ بہت جلد ابدی جلال پانے کے لائق بنتا جاتا ہے۔ اکثر آسمانی رونق
ایمانداروں کے دنیوی سفر کی آخری منزل پر چمکتی معلوم ہوتی ہے۔ جبکہ مقدس
لوگوں کے قوائے جسمانی سست اور ضعیف ہو جاتے ہیں تو اکثر آسمان

۱ پطرس ۱: ۳-۴ ۔ ۱ یوحنا ۲: ۲۷ و ۳: ۲ +

ل اور نظر میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اگرچہ صبح کی شبنم کی تروتازگی خوشنما ہے
اور دوپہر کے آفتاب کی چمک نہایت تیز اور روشن۔ مگر جب آفتاب غروب
ہونے کو ہوتا ہے اُس وقت بھی اُس کے رنگوں میں ایسا خاص لطف ۔
خوبصورتی ۔ جلال ۔ نظر آتا ہے جو دنیا کا نہیں بلکہ آسمان کا معلوم ہوتا ہے
اور عجیب طور سے خدا کی قربت ظاہر کرتا ہے +

اوپر کے بیان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایمانداروں کے دلوں میں
پاکیزگی کے درجہ بدرجہ بڑھنے کا عام قاعدہ کیا ہے۔ لیکن بعض آدمی خفا ہو کر کہینگے
اور گو ہم اپنے اور اوروں کے حال پر بغور نظر کرتے ہیں مگر ہم نہیں پاتے کہ
سچے ایمانداروں میں بھی پاکیزگی برابر بڑھتی جاتی ہے۔ وڈسن صاحب نے
اس اعتراض کا خوب جواب دیا ہے۔ کہ " یہ اور بات ہے کہ رُوح القدس
ایمانداروں کے دلوں میں خدا کے عہد فضل کے موافق پاکیزگی کیونکر پیدا
کرتا ہے اور یہ اور کہ ایمانداروں کی خطا و قصور یا کسی اور ہیچ کے باعث
کیا ہوتا ہے۔ جو بچہ تندرست ہے اور اچھی غذا کھاتا ہے وہ روز بروز بڑھتا
اور موٹا تازہ ہوتا جاتا ہے لیکن جس کی صحت میں فتور ہے یا جس کو ناکافی غذا
پہنچتے رہتے ہیں وہ دُبلا پتلا ہی رہتا ہے ہم بھی جب نئی پیدائش پاتے ہیں
تو نوزاد بچوں کی مانند ہوتے ہیں۔ اور اگر کلام الٰہی کا خالص دودھ پیتے
ہیں تو عموماً بڑھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم گناہ ۔ برائی ۔ غفلت ۔ دنیوی طور و طریق
کی رغبت کرتے ہیں تو نہیں بڑھتے" +

فرض کرو کہ داؤد یا پطرس کی طرح خدا نخواستہ ناگہاں ہم سے کوئی
بھاری گناہ سرزد ہوا ہے یا مدت سے ہماری روحانی زندگی میں ایسا
توقف واقع ہوا ہے اور خدا کی محبت کی طرف سے ہمارا دل ایسا سرد ہو گیا
ہے کہ ہماری زبان سے خواہ مخواہ ایوب کے یہ کلمات نکلتے ہیں۔ کاشکے میں ایسا
ہوتا جیسا گزرے ہوئے مہینوں میں تھا جن دنوں میں خدا میری نگہبانی کرتا تھا

ایوب ۲۹: ۲ و ۳ +

جب اُس کا چراغ میرے سر کے اوپر روشن تھا اور اُس کی روشنی سے میں اندھیرے میں چلتا تھا۔ تاہم ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ رُوح القدس ہمیشہ گرے ہوؤں کو اُٹھاتا ہے۔ اور اپنی محبّت و رحمت کی شبنم سے خشک دلوں کو تر و تازہ بخشتا ہے۔ جب شمسون گناہ میں مبتلا ہؤا اور اُس کے بال جو نشان اُس منّت کا تھے جس سے وہ خدا کی خدمت کے لئے خاص طور پر مخصوص ہؤا تھا مُنڈوائے گئے تو اُس کی طاقت زائل ہو گئی۔ تاہم لکھا ہے کہ بعد اس کے کہ اُس کا سر مُنڈایا گیا اُس کے بال پھر بڑھنے لگے[۱]۔ اور اُس نے ایک پُرجوش دعا کے وسیلے سے اپنے دشمنوں پر آخر بار فتح حاصل کرنے کی توفیق پائی۔ اور داؤد نے گناہ میں پڑنے اور اُس سے توبہ کرنے کے بعد یہ دُعا مانگی۔ مجھ کو اپنے حضور سے مت ہانک۔ اور اپنی رُوح پاک مجھ سے نہ نکال۔ اپنی نجات کی شادمانی مجھ کو پھر عنایت کر اور اپنی آزاد رُوح سے مجھ کو سنبھال۔ تب میں خطاکاروں کو تیری راہیں سکھاؤنگا اور گنہگار تیری طرف رجوع کرینگے[۲]۔ اگرچہ بنی اسرائیل کی نیکی صبح کے بادل کی مانند ناپائدار تھی اور وہ اپنی بدی کے سبب گر گئے تھے مگر پھر بھی اُن کو خداوند کی طرف پھرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور اُن کے بارہ میں خدا نے یہ وعدہ فرمایا کہ میں اُن کی بناوٹوں کو رفع کرونگا میں کشادہ دلی سے اُن کو پیار کرونگا۔ کیونکہ میرا غضب اُن پر سے اُٹھ گیا ہے۔ میں اسرائیل کے لئے اوس کی مانند ہونگا وہ سوسن کی طرح پھولے گا۔ اور لبنان کی طرح اپنی جڑیں پھیلائیگا۔ اُس کی ڈالیاں پھیلینگی۔ زیتون کے درخت کی مانند وہ خوشنما اور لبنان کی مانند وہ خوشبو ہو گا۔ جو لوگ کہ اُس کے زیر سایہ رہتے ہیں بحال ہو جائینگے۔ وے گیہوں کی طرح ہرے بھرے ہونگے اور تاک کی طرح پھوٹ نکلینگے۔ اُن کی شہرت لبنان کی مے کی سی ہوگی[۳]۔ رُوح القدس کی شبنم فضل کی طراوت۔ سوسن سی پاکیزگی۔ لبنان کا استحکام۔ روز افزوں فیض۔ بے زوال خوب صورتی

[۱] قاضیوں ۱۶: ۱۹-۲۸ [۲] زبور ۵۱: ۱۰-۱۳ [۳] ہوسیع ۱۴: ۴-۷ ✦

ی خوشبو۔ دور دور تک نیک اثر کا پھیلنا وعدہ مذکور میں شامل ہیں۔ پس کون ی نعمت باقی رہی جس کا وعدہ خداوند کریم و رحیم نے تائب لوگوں سے نہیں کیا مقدّس پطرس کو اپنے گناہ سے توبہ کرنے پر پہلے سے بھی زیادہ روحانی قوت ل ہوئی اور اُس کا قصور اس طرح معاف کیا گیا کہ جیسے اُس نے تین بار مسیح انکار کیا تھا اُسی طرح مسیح نے اُسے اپنے گلّے کے برّوں اور بھیڑوں کے چرانے تین بار حکم دیا۔ کرنتھی لوگ اگرچہ رُوحانی غرور و دیگر گناہوں میں مبتلا ہو گئے لیکن رُوح القدس نے اُنہیں چھوڑا نہیں بلکہ رسول کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ اُنہیں وہ خط لکھے جس کی نرمی اور سختی کوئی لاثانی ہے۔ اور کرنتھیوں کو بھی اس طرف مائل کیا کہ وہ رسُول کی نصیحت سے رنجیدہ خاطر نہوں۔ پس وہ خفا نہ ہوئے بلکہ خدا کی ناراضی کے اندیشہ سے اپنے گناہ کے سبب غمگین ہوئے۔ اور غور کرنا چاہئے کہ اس غم کے باعث کیا ہی تندہی۔ کیا ہی عذر خواہی۔ کیا ہی خفگی۔ کیا ہی دہشت۔ کیا ہی شوق۔ کیا ہی غیرت۔ کیا ہی بدلہ لینے کا خیال۔ اُن کے دل میں پیدا ہؤا[۱]۔ اگرچہ افسس کی کلیسیا نے مسیح کی خاطر بڑی ہی محنت کی لیکن پھر بھی اپنی اگلی محبت چھوڑ دی تاہم ابن آدم نے جو سونے کے سات چراغدانوں کے بیچ میں پھر رہا تھا اُس کو یہ فرمایا کہ یاد کر کہ تو کہاں سے گرا ہے۔ اور توبہ کر۔ اور اگلے کام کر[۲]۔ غرضکہ ہر ایماندار کا تجربہ ۲۳ زبور کے اس جملہ کے موافق ہے وہ میری جان پھیر لاتا ہے ✦

اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ خدا گرے ہوؤں کو اُٹھاتا ہے مگر پھر بھی جس حال خدا کی مرضی یہ ہے کہ ہم بالکل پاک بن جائیں اور ہماری رُوح اور جان اور تن سب کچھ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک بے عیب سلامت رہیں تو ہم کو بھی کمال شوق و استقلال سے پاکیزگی کی آرزو کرنی اور اُس کے لئے دُعا اور منّت بھی کرنی چاہئے تاکہ معرفت الٰہی زیادہ حاصل ہو۔ دعا اور حمد میں ہمارا دل زیادہ لگے۔ مسیح کی نجات پر ہمارا ایمان قوی تر ہو۔ خدا کی رضا پر ہم زیادہ راضی

[۱] ۲ کرنتھیوں ۷: ۱۱ [۲] مکاشفات ۲: ۴ و ۵ ✦

ہوں۔ نفس کُشی اور رُوح کے پھل پیدا کرنے میں زیادہ سعی اور کوشش کریں۔ خداوند کی خدمت بجا لانے اور اُس کے لئے دُکھ اُٹھانے پر زیادہ مائل ہوں۔ خداوند کے ساتھ تا ابد بادشاہی کرنے اور خوش رہنے کی اُمید سے زیادہ خوش ہوں۔ جو روحانی حیات میں اس طرح ترقی کرتا ہے وہ متغیر ہو کر خداوند کا ہمشکل بنتا جاتا ہے۔ اُس میں مسیح اور خدا کی مشابہت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ وہ مقدسوں کی میراث پانے کے زیادہ لائق ہوتا جاتا ہے۔ رُوح القدس کی مُہر یہی ہے ✤

جب ہمارے خداوند نے اپنی نسبت بحیثیت اپنے ابن آدم ہونے کے یہ فرمایا کہ باپ نے جو خدا ہے اُس پر مُہر کر دی ہے تو اُس نے یہ ظاہر کیا جو بڑے کام وہ اپنے باپ کے نام سے رُوح القدس کی قدرت سے کرتا تھا وہ اُس کے منجی العالم ہونے کی دلیل تھے۔ اور جب مقدس پولوس نے کرنتھیوں کو یہ لکھا کہ جس نے ہم کو مسوح کیا سو خدا ہے اور اُس نے ہم پر مُہر بھی کی اور رُوح کا بیعانہ ہمارے دلوں میں دیا۔ اور افسیوں کو یہ کہ اُسی میں تم پر بھی جب تم ایمان لائے تھے رُوح القدس کی جس کا وعدہ ہوا مہر ہوئی۔ وہ ہماری میراث پانے کا بیعانہ ہے۔ جب تک کہ خریدے ہوؤں کو خلاصی نہ ہو۔ اور پھر یہ ارشاد کیا کہ خدا کی رُوح مقدس کو جس سے تم پر خلاصی کے دن تک مُہر ہوئی رنجیدہ نہ کرو تو اُس نے یہ بتایا کہ رُوح القدس مسیح کی صورت کا جو نقش ایمانداروں کے دل پر کرتا ہے وہ اس بات کا نشان ہے کہ وہ کس کے ہیں اور کیا میراث اُن کے لئے آسمان میں رکھی ہوئی ہے۔ یہ سچ ہے کہ رسولوں کے زمانہ میں ایمانداروں کو رُوح القدس کی اس مُہر کے ساتھ اکثر معجزوں کی قوت بھی عطا ہوتی تھی۔ چنانچہ قرنیلیوس کے گھرانے کو اور افسس میں بارہ شاگردوں کو یہ قوت بخشی گئی تھی۔ اور اب یہ قوت نہیں ملتی۔ مگر تاہم رُوح القدس کی مُہر اب کچھ کم مہر نہیں اور نہ آسمانی

۱ یوحنا ۶: ۲۷۔ ۲ ۲کرنتھیوں ۱: ۲۱، ۲۲۔ ۳ افسیوں ۱: ۱۳، ۱۴؛ ۴: ۳۰۔
۴ اعمال ۱۰: ۴۴-۴۶؛ ۱۹: ۶ ✤

نعمتوں کے بیعانہ ہونے کے لحاظ سے اُس کے معنی میں کچھ فرق آیا ہے چنانچہ کتاب مکاشفات میں جو کلیسیا کو اُس وقت دی گئی جبکہ معجزے موقوف ہونے کو تھے۔ مذکور ہے کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار ایمانداروں پر خدا کی مُہر اس لئے کی گئی کہ دنیا کے خطرات و آفات سے اُنہیں مضرت نہ پہنچے۔ اور بعد کی ایک رویت سے واضح ہوتا ہے کہ جن پر اس طرح مُہر ہوئی تھی وہ سب کے سب برّہ کے ساتھ آسمانی کوہ صیہون پر کھڑے تھے اور اُن کے ماتھے پر برّہ کا نام اور باپ کا نام لکھا تھا۔ یہ ربانی صورت اُس وقت دل میں پیدا ہونی شروع ہوتی ہے جبکہ انسان مسیح کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ایمان لاتا ہے۔ حیات پاتا ہے۔ لیکن کسی ایماندار میں یہ صورت بہت صاف نظر آتی ہے۔ کسی میں کم۔ کسی کا متغیر ہو کر ربانی صورت پر آنا جانا زیادہ عیاں ہوتا ہے۔ کسی کا تھوڑا۔ کاش ہم ایمان کے وسیلہ سے اُس کی قربت ہمیشہ حاصل کرتے رہیں جو حیات اور نور اور محبت کا سرچشمہ ہے اور بے پردہ ہوتے چہرہ سے خداوند کے جلال کو آئینہ میں دیکھ دیکھ کے جلال سے جلال تک خداوند کی رُوح کے وسیلے اُسی صورت پر بنتے جائیں ✤

نواں باب

رُوح القدس کا کام عاقبت میں کسطرح تکمیل پائیگا

اس کتاب کے اوّل پانچ بابوں میں رُوح القدس کے بارہ میں کلام الٰہی کی شہادت پیش کی گئی۔ اور اُس کی اقنومیت اور الوہیت کا ثبوت دیا گیا۔ اور اُس کے ابن آدم کو مسوح کرنے اور کتب مقدسہ کی تصنیف کے لئے الہام بخشنے کا ذکر کیا گیا۔ اور اس بنیاد کے قائم کرنے کے بعد پچھلے تین بابوں میں کتب مقدسہ

۵ مکاشفات ۷: ۲-۸؛ ۱۴: ۱-۳ ✤

کی رو سے اس امر کا بیان کیا گیا۔ کہ رُوح القدس آدمیوں کے دلوں میں کیا کیا تاثیر پیدا کرتا ہے۔ کس طرح اُن کو حق کی طرف لاتا ہے۔ روحانی زندگی بخشتا ہے۔ روز بروز زیادہ پاکیزہ بناتا ہے۔ اب صرف یہ بات باقی رہی ہے کہ ہم فروتنی اور ادب سے دریافت کریں کہ کتب مقدسہ کے موافق رُوح القدس کا نیک کام ہمارے خداوند اور نجات دہندہ کی ابدی بادشاہی میں کس طرح تکمیل کو پہنچیگا ❋

بعض آدمی کہتے ہیں کہ ابدی جلال کا حال دریافت کرنا کیا ضرور ہے کیا اتنا جاننا کافی نہیں کہ جب ہم اُس کی (یعنے خداوند کی) صورت پر ہو کر جاگینگے تو ہم سیر ہونگے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ نہیں جس حال میں ابدی جلال کا حال زیادہ بتایا گیا ہے تو اتنا جاننا کافی نہیں ہے۔ اول اس لئے کہ پوشیدہ باتیں خداوند ہمارے خدا کے واسطے ہیں پر وے جو ظاہر کی گئیں ہمارے اور ہماری اولاد کے لئے ہمیشہ تک ہیں تا اور غور کرنا چاہئے کہ ان باتوں کے اظہار سے کیا منشا ہے اتنا کہ ہم اس شریعت کی سب باتوں پر عمل کریں۔ دوم اتنا جاننا کہ جب ہم اُس کی صورت پر ہو کر جاگینگے تو ہم سیر ہونگے۔ اس لئے کافی نہیں کہ ہر ایک کتاب الہام سے ہے اور تعلیم سکے اور الزام کے اور سدھارنے کے اور راستبازی میں تربیت کرنے کے واسطے فائدہ مند بھی ہے تاکہ مرد خدا کامل اور ہر ایک نیک کام کے لئے تیار ہو۔ سوم اتنا جاننا کافی نہیں کیونکہ اگرچہ رسول یہ کہتا ہے کہ خدا نے اپنے پیار کرنے والوں کے لئے وہ چیزیں تیار کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ آدمی کے دل میں آئیں لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے۔ کہ خدا نے اُن کو اپنی رُوح کے وسیلے سے ہم پر ظاہر کیا۔ اور ظاہر ہے کہ رسول کا یہ قول صرف صاحب الہام شخصوں سے مخصوص نہیں بلکہ مقدس پولوس کے آگے کے بیان کے موافق وہ سب ایمانداروں سے جو خدا سے تعلیم پاتے ہیں تعلق رکھتا ہے۔ اب ہم نے دنیا کی رُوح نہیں بلکہ وہ رُوح جو خدا کی طرف سے ہے پائی تاکہ ہم اُن چیزوں کو

۱ استثنا ۲۹: ۲۹ ۲ ۲ تمطاؤس ۳: ۱۶، ۱۷ ❋

جو خدا نے ہمیں بخشی ہیں جانیں ۔۔۔ مگر نفسانی آدمی خدا کی رُوح کی باتیں نہیں قبول کرتا کیونکہ وہ اُس کے آگے بیوقوفیاں ہیں۔ اور نہ وہ اُنہیں جان سکتا ہے۔ کیونکہ وہ روحانی طور پر بوجھی جاتی ہیں۔ لیکن وہ جو روحانی ہے سب باتوں کو دریافت کرتا ہے۔ چہارم اتنا جاننا کہ جب ہم اُس کی صورت پر ہو کر جاگینگے تو ہم سیر ہونگے اس لئے کافی نہیں کہ مقدس پطرس یہ نصیحت کرتا ہے۔ ہمارا بھی نبیوں کا کلام ہے جو بہت ثابت ہے اور تم اچھا کرتے ہو جو یہ سمجھ کر اُس پر نگاہ رکھتے ہو کہ وہ ایک چراغ ہے جو اندھیری جگہ میں جب تک پو نہ پھٹے اور صبح کا تارہ تمہارے دلوں میں اظہار نہ ہووے روشنی بخشتا ہے ❋

لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ابدی جلال کا حال دریافت کرنے میں فروتنی اور ایمان۔ اور رُوح القدس کی ہدایت کے لئے بڑی آرزو سے دعا مانگنا ضرور ہے۔ فروتنی اس لئے ضرور ہے کہ ہم بے سوچے سمجھے غیب کی باتوں میں دخل نہ دیں ایمان اس لئے ضرور ہے کہ خداوند کے کلام میں ہم پر صادق آئیں جب میں نے زمین کی باتیں کہیں اور تم یقین نہیں کرتے تو پھر اگر میں آسمان کی باتیں کہوں تو کیونکر یقین کروگے۔ رُوح القدس کی ہدایت کے لئے بڑی آرزو سے دعا مانگنا اس لئے ضرور ہے کہ آئندہ باتوں کی خبریں دینا رُوح القدس ہی کا کام ہے ❋

پس ہم رُوح القدس کے کام کے انجام کی نسبت امور ذیل پر غور کریں (۱) مقدس لوگ درجہ کمال کو پہنچینگے۔ (۲) کلیسیا کا شمار پورا ہوگا۔ (۳) مقدسوں کے لئے نئے آسمان و زمین تیار ہونگے ❋

(۱) مقدس لوگ باعتبار جسم۔ اور فہم۔ اور پاکیزگی کے کاملیت حاصل کرینگے۔ جو جسم قیامت کے دن مقدسوں کو ملیگا وہ اُن کی کامل اور پاک رُوح کے سب کاموں کے لئے ایک کامل آلہ ہوگا۔ وہ (یعنے یسوع مسیح) اپنی قدرت کی تاثیر کے مطابق جس سے وہ سب کو اپنے تابع کر سکتا ہے ہمارے خاکی بدن کو بدل کے اپنے جلالی جسم کی مانند بنائیگا۔ ہمارا بدن بھی ویسا ہی ہو جائیگا جیسا جی اُٹھنے کے بعد خداوند

۱ ۱ کرنتھیوں ۲: ۹-۱۵ ۲ ۲ پطرس ۱: ۱۹ ۳ دیکھو کلسیوں ۱: ۵، ۲ ۴ یوحنا ۳: ۱۲
۵ یوحنا ۱۶: ۱۳ ۶ فلپیوں ۳: ۲۱ ۷ رومیوں ۶: ۵ ۸ ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۴۵

بدن ہو گیا۔ خداوند کے جی اُٹھنے پر اُس کا بدن اُس کی مرضی کے موافق دکھائی دیتا تھا یا نہ دکھائی دیتا تھا۔ اگرچہ وہ فانی گوشت و خون نہ تھا جو مقدس پولس کے قول کے موافق خدا کی بادشاہت کا وارث نہیں ہو سکتا بلکہ غیر فانی ہو گیا تھا۔ مگر پھر بھی وہی بدن تھا جو صلیب پر میخوں سے ٹھونکا گیا تھا۔ کیونکہ خداوند نے رسولوں سے جو اُس کو دیکھ کر ڈرے یہ فرمایا میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ اور مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ رُوح کے جسم اور ہڈی نہیں جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔[۱] اگرچہ وہ روحانی بدن تھا مگر پھر بھی اُس میں کھانے کی قابلیت تھی چنانچہ مذکور ہے کہ خداوند نے رسولوں کے سامنے شہد اور بھنی ہوئی مچھلی کھائی۔[۲] اگرچہ وہ چھوا جا سکتا تھا مگر پھر بھی زمین کی کشش اُس پر اثر نہ کرتی تھی۔ چنانچہ اُسی بدن میں خداوند نے صعود کیا۔ حتیٰ کہ بدلی نے اُسے شاگردوں کی نظروں سے چھپا لیا۔ بلکہ وہ اُسی بدن میں ساری حکومت و اختیار و قدرت و خداوندی سے بلند ہو کر باپ کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا[۳] ٭

اب جاننا چاہئے کہ جس قسم کی تبدیلی خداوند کے جسم میں ہوئی اُسی قسم کی ہمارے جسم میں بھی ہوگی وہ فنا میں بویا جاتا اور بقا میں اُٹھتا ہے بے حرمتی میں بویا جاتا ہے اور جلال میں اُٹھتا ہے کمزوری میں بویا جاتا ہے اور زور اور قوت میں اُٹھتا ہے۔ نفس والا جسم بویا جاتا ہے روحانی جسم اُٹھتا ہے[۴] ٭

اگرچہ اور بھی بہت سی ایسی مثالیں ہیں جو قیامت ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً خزاں کے بعد بہار کا آنا۔ کیڑے کا تیتری بن جانا۔ مگر جو مثال بیج اور درخت کی کلام الٰہی میں آئی ہے وہ سب سے زیادہ معنی خیز معلوم ہوتی ہے۔ اگر گل شبّو یا کسی پھول کی جڑ کا گچھا علم نباتات کے جاننے والے کو دکھایا جائے تو وہ خوردبین کے ذریعہ سے بتا سکتا ہے کہ اس میں کیسا پھول آئیگا۔ لیکن جو علم نباتات سے ناواقف ہو وہ ہرگز خیال نہیں کر سکتا کہ ایسے بدنما گچھے میں سے ایسا

[۱] لوقا ۲۴: ۳۹   [۲] لوقا ۲۴: ۴۲   [۳] افسیوں ۱: ۲۰ و ۲۱   [۴] ۱ کرنتھیوں ۱۵: ۴۲-۴۴ ٭

خوشنما پھول نکلیگا۔ ہمارے موجودہ جسم کو بھی ہمارے آئندہ جسم سے ٹھیک یہی نسبت ہے۔ ہمارے خاکی بدن کا خیمہ جو جلد اُکھڑنے والا ہے ہمارے آسمانی بدن کی غیر فانی عمارت سے جو خدا کے دست قدرت سے بنائی جائیگی یہی نسبت رکھتا ہے۔[۱] ہمارے جملہ قوائے جسمانی مثل قوت باصرہ۔ قوت سامعہ۔ قوت حرکت۔ قوت کلام قیامت کے دن ترقی پا کر اپنی حالت موجودہ سے وہی نسبت رکھینگے جو پھول کو بیج سے ہوتی ہے۔ غرضکہ جو جلال ہمیں قیامت کے دن حاصل ہوگا وہ بے نہایت اور ابدی بھاری جلال ہوگا۔ اگر خداوند نے اپنی نسبت فرمایا کہ میں صبح کا نورانی ستارہ ہوں[۲] اور مقدس یوحنا نے اُس کا چہرہ ایسا روشن دیکھا جیسے آفتاب نیمروز[۳]۔ تو ہم کو بھی یہ یقین دلایا گیا ہے کہ جب خدا کے فرزندوں کے ظاہر ہونے کے روز اہل دانش موت کی نیند سے جاگینگے تو وہ فلک کی چمک اور ستاروں کی مانند ابد الآباد تک چمکینگے[۴] ٭

اس میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ قیامت کے دن رُوح القدس ہی ہمارے فانی بدنوں کو غیر فانی بنائے گا۔ کیونکہ رسول نے فرمایا ہے کہ اگر اُس کی رُوح جس نے مسیح کو مُردوں میں سے جلایا تم میں بسے تو مسیح کا جلانے والا تمہارے مُردہ بدن کو بھی اپنی اُس رُوح کے وسیلے جو تم میں بستی ہے جلائیگا[۵]۔ مقدس پولس کے اس قول کی تشریح اس طرح ہو سکتی ہے۔ تم نے حیات ربانی پائی ہے۔ خدا باپ کی رُوح جس نے مسیح کو مُردوں میں سے جلایا تم میں بستی ہے۔ یہ ثبوت اس بات کا ہے کہ تم جلائے جاؤگے تمہارے جلائے جانے میں بڑی روک گناہ اور موت کی تھی۔ مگر مسیح نے گناہ کو نیست و نابود کیا اور موت پر فتح پائی۔ تمہاری قیامت اُس کی قیامت میں مشتمل ہے۔ وہ تمہارے بدنوں کو ہمیشہ قبر میں پڑا نہ رہنے دیگا۔ کیونکہ وہ رُوح القدس کی ہیکل میں خدا کی مبارک رُوح نے تمہارے فانی بدنوں میں رہ کر تمہاری فہم کو نور حق سے

[۱] ۲ کرنتھیوں ۵: ۱   [۲] مکاشفات ۱: ۱۶ و ۲۲: ۱۶   [۳] رومیوں ۸: ۱۹
[۴] دانی ایل ۱۲: ۲   [۵] رومیوں ۸: ۱۱ ٭

روشن کیا۔ تمہارے دل میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکایا۔ تمہارے ہاتھوں کو خدا کی خدمت کی قدرت دی۔ تمہارے پاؤں کو خدا کی راہ پر چلنا سکھایا۔ تمہارے ہونٹ اس لئے کھولے کہ اُس کی محبت کی خبر دیں۔ کیا یہ کام رُوح القدس نے عبث کئے ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ باپ کا رُوح القدس کو تم جیسے خستہ حالوں کے پاس بھیجنا البتہ کمال فضل کا کام تھا۔ لیکن جس حال میں مسیح کے مرنے اور جی اُٹھنے کے وسیلے سے رُوح القدس تم کو مل گیا تو اب کامل یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ اُسی رُوح کے وسیلے سے قیامت کے دن تمہارے فانی بدنوں کو جلائیگا اور پھر تمہارا بدن تمہاری لطیف رُوح کو اپنی کثافت سے نیچے کی طرف نہ دبائیگا بلکہ عقاب کے پروں کی طرح بلند پروازی میں تمہیں مدد دیگا۔ تاکہ تم محبت الٰہی کے ابدی نور تک عروج کر سکو ✦

اور قیامت کے روز جو جسم کا حال ہوگا وہی فہم کا بھی ہوگا۔ ہمارے قوائے عقلیہ بھی حد کمال کو پہنچینگے۔ اس امر کے ثبوت میں رسول کے کلمات ذیل پیش کرنے کافی ہیں۔ اگر نبوتیں ہیں تو موقوف ہونگی۔ کیونکہ جو بھید یہاں نہیں کھلے وہاں کھل جائینگے۔ اگر زبانیں ہیں تو جاتی رہینگی۔ کیونکہ کل مخلوقات ہمزبان ہو کر خدا کی مدح سرائی کریگی۔ اگر علم ہے تو لا حاصل ہو جائیگا۔ کیونکہ جس طرح کسی زبان کی کامل تحصیل کے بعد اُس کی ابتدائی کتابوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح جب عاقبت میں ہمارا علم کاملیت کے مرتبہ پر پہنچیگا۔ تو ہمارا موجودہ ناتمام علم معدوم ہو جائیگا۔ اور اُس کا معدوم ہونا اسی لئے لازم آئیگا کہ وہ ناقص اور ناتمام ہے۔ کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام پر جب کمال آویگا تو ناقص نیست ہو جاویگا۔ جب میں لڑکا تھا تو لڑکے کی مانند بولتا تھا اور لڑکے کی مانند خیال کرتا تھا۔ اور لڑکے کی مانند سمجھتا تھا پر جب جوان ہوا تب میں نے لڑکائی سے ہاتھ اٹھایا۔ ہماری موجودہ ناکاملیت ہماری آئندہ کاملیت کا گویا پہلا درجہ ہے۔ جیسے کہ لڑکوں کی باتیں۔ اور اُن کے خیالات۔ اور اُنکی بحثیں۔ اگرچہ لڑکپن کے لئے مناسب اور ضروری ہیں اور سن بلوغ کی پختگی کا گویا بیج ہیں

لیکن پھر بھی لڑکوں ہی کے لئے شایاں ہیں اور قیام پذیر نہیں۔ ۱ اب ہم آئینہ سے (اُس زمانہ میں آئینے دھات سے بنائے جاتے تھے اور ایسے شفاف نہیں ہوتے تھے جیسے حال کے) دھندلا سا دیکھتے ہیں پر اُس وقت رُوبرو دیکھینگے ان لفظوں میں گنتی ۱۲ : ۸ کی طرف اشارہ ہے جس میں خداوند بخلاف رویتوں اور خوابوں کے موسےٰ سے بالمشافہ ہمکلام ہونے کا ذکر فرماتا ہے۔ اب ہم خدا کو اُس کی مخلوقات اور کلام اور کلیسیا کے آئینہ میں دھندلا سا دیکھتے ہیں مگر تب رُوبرو دیکھینگے۔ اس وقت میرا علم ناقص ہے پر اُس وقت میں بالکل جانونگا جس طرح کہ میں سراسر پہچانا گیا۔ چونکہ ہمارا موجودہ علم ناقص ہے اس لئے غیر مستقل ہے لیکن قیامت کے روز اگرچہ کسی مخلوق کا ہمہ دان ہونا نا ممکن ہے مگر پھر بھی ہم کو فاضت درجہ قابلیت تک مسیح کا ویسا ہی کامل علم حاصل ہوگا جیسا مسیح کو ہمارا علم حاصل ہے ✦

اور جس طرح ہمارے بدن اور فہم کو کاملیت کا مرتبہ حاصل ہوگا اُسی طرح ہماری روحیں بھی باعتبار پاکیزگی کے کامل ہو جائینگی۔ ہم پاک بن جائینگے کیونکہ وہ پاک ہے۔ خدا نے بنائے عالم سے پیشتر ہم کو مسیح میں چن لیا۔ تاکہ ہم اُس کی حضور محبت میں پاک اور بے عیب ہوں۔ خداوند کریم کی یہ مرضی اُس دن پوری ہو جائیگی وہ اپنے جلال کے حضور کامل خوشی کے ساتھ ہمیں بے عیب حاضر کر سکتا ہے۔ اور جو اُس نے محبت سے ارادہ کیا ہے اُس روز اُسے پورا کریگا۔ اور برہ کے ساتھ جو ایک لاکھ چوالیس ہزار کوہ صیہون پر کھڑے تھے اُن کے باب میں لکھا ہے۔ کہ وہ خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں۔ اور مقدس یوحنا لکھتا ہے کہ اے پیارو اب ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اور ہنوز ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا (اور کلسیوں ۳ : ۴ سے ظاہر ہے کہ مسیح کا ظہور اور ہمارا ظہور ایک ساتھ ہوگا)۔ تو ہم اُس کی مانند ہونگے۔ کیونکہ ہم اُسے

۱ ا کرنتھیوں ۱۳ : ۸ ۔ ۲ افسیوں ۱ : ۴ ۔ ۳ یہوداہ ۲۴ ۔ ۴ مکاشفات ۱۴ : ۵
۵ ا یوحنا ۳ : ۲ ✦

جیسا کہ وہ ہے ویسا دیکھینگے۔ واضح ہو کہ نہ صرف ہمارا جسم اُس کے جلالی جسم کے موافق بنایا جائیگا۔ اور ہماری عقل نورانی ہو جائیگی بلکہ ہماری روحیں بھی اپنی خاص قابلیت تک محبت الٰہی کے شیریں چشمے سے بہرہ ور اور شاد کام ہونگی۔ کیونکہ اُس وقت ہمارے بڑے سردار کاہن کی یہ دعا پوری ہوگی۔ کہ اے باپ میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی جنہیں تو نے مجھے بخشا ہے جہاں میں ہوں میرے ساتھ ہوویں۔ تاکہ وہ میرے جلال کو جو تو نے مجھے بخشا ہے دیکھیں۔ اور یہ بڑا وعدہ بھی پورا ہوگا۔ کہ میں نے تیرا نام اُن پر ظاہر کیا اور ظاہر کرونگا تاکہ وہ پیار جس سے تو نے مجھے پیار کیا ہے اُن میں ہو اور میں اُن میں ہوں[1]۔ غرضکہ ہم اُسے آنکھوں سے دیکھینگے اور اُس کا نام ہمارے ماتھوں پر لکھا ہوگا ۔

اب جاننا چاہیئے کہ جو کمالات مقدسوں کو اس طرح سے حاصل ہونگے وہ سب رُوح القدس ہی کے کام کا نتیجہ ہونگے۔ جو کچھ رُوحانی قوتیں اور فضائل ایمانداروں کو اب حاصل ہیں وہ رُوح کے پہلے پھل ہیں[2]۔ اور ظاہر ہے کہ پہلے پھل فصل کی پیداوار کے بیعانہ ہوتے ہیں جو مگر اب ایمانداروں پر کی جاتی ہے وہ گویا رُوح کا بیعانہ ہے[3]۔ اور جس میراث کا وہ بیعانہ ہے وہ قیامت کے دن ملیگی[4]۔ یہاں ایماندار رُوح کے لئے بوتے ہیں۔ اور بوتے وقت اکثر اُن کو رونا پڑتا ہے۔ اور عاقبت میں وہ نہ سب واسطے یا بے مدد رُوح کے بلکہ رُوح سے ہمیشہ کی زندگی کا پھل پائینگے[5]۔ ہر عمدہ وصف جو رُوح القدس نے ایمانداروں کے دلوں میں یہاں پیدا کیا اور قائم رکھا ہے اُس ابدی بہار کی سرسبز زمین میں شگفتہ اور بارور ہوگا۔ وہاں کبھی جسم کی خواہش رُوح کے مخالف نہ ہوگی۔ اور نہ اس بات کی ضرورت ہوگی کہ رُوح ایسی آہیں بھر کے جن کا بیان نہیں ہو سکتا ہماری سفارش کرے۔ کیونکہ وہاں انسان کی ساری ذات ہمدم و ہمساز ہو کر شل ایک نغمہ شیریں بہاسکے ہو جائیگی۔ اور ہر ایک مقدس

[1] یوحنا ۱۷: ۲۴-۲۶ [2] رومیوں ۸: ۲۳ [3] ۲ کرنتھیوں ۱: ۲۲ [4] افسیوں ۱: ۱۴ [5] گلتیوں ۶: ۸ ۔

رُوح القدس کے لئے ایسی ہیکل ہو جائیگا جو بالکل پاک و صاف ہوگی ۔

(۲) قیامت کے روز رُوح القدس کا کام اس طرح انتظام پائیگا کہ کلیسیا کا شمار پُورا ہوگا ۔

آسمان میں سب مقدسوں کا اجتماع ہوگا کیونکہ ابن آدم اپنے فرشتوں کو بھیجیگا اور وے اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اُس حد تک جمع کرینگے[1]۔ اس طرح ہم خداوند کے پاس جمع ہونگے[2]۔ خداوند کے فرزند جو اب پراگندہ ہیں اُس روز اکٹھے ہو جائینگے[3]۔ سارا کنبہ جو تھوڑا سا آسمان پر ہے تھوڑا سا زمین پر اُس روز باپ کے سامنے باہم ملیگا[4]۔ جن کی جدائی کے سبب ہمیں اس لئے غم ہوا اور اب بھی ہے کہ وہ مسیح میں سو گئے ہم سے پھر مل جائینگے اور بعد ازاں ہم اور وہ خداوند کے فیضان صحبت سے ہمیشہ مسرور و محظوظ رہینگے[5] سب باپ کے گھر کے بہت سے اُن مکانوں میں بسینگے جو مسیح نے اُس پاک مستحکم بنیاد و شہر یروشلم میں تیار کئے ہیں جس کا بنانے اور بسانے والا خدا ہے ۔

تب مسیح کے حضور ایک ایسی پر جلال خوب صورت کلیسیا حاضر ہوگی جس میں داغ یا جھری یا کوئی اور کوئی ایسی چیز نہ ہوگی۔ بلکہ وہ اُس کے حضور ہمیشہ مقدس اور بے عیب رہیگی[6]۔ یہ سچ ہے کہ ادنے معنوں میں ہر ایک ایماندار اب بھی کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے محبوب کا ہوں اور میرا محبوب میرا ہے[7]۔ اور ہر ایک جماعت کا ہادی مقدس پولوس کے یہ کلمات جو اُس نے کرنتھیوں کو تحریر کئے اپنی زبان پر لا سکتا ہے۔ کہ میں نے تمہاری منگنی ایک ہی شوہر سے کی ہے تاکہ میں تم کو پاک دامن کنواری کی مانند مسیح کے پاس حاضر کروں[8] لیکن پھر بھی کل کلیسیا کا سامان عروسی اُسی وقت مہیا ہوگا جب ایک بڑی بھیڑ کی سی آواز۔ اور بہت سے پانیوں کی سی آواز۔ اور بڑی گرج کی سی آواز یہ کہتی

[1] متی ۲۴: ۳۱ [2] ۲ تسلنیکیوں ۲: ۱ [3] یوحنا ۱۱: ۵۲ [4] افسیوں ۳: ۱۵ [5] ۱ تسلنیکیوں ۴: ۱۳-۱۸ [6] افسیوں ۵: ۲۷ [7] غزل الغزلات ۲: ۱۶ [8] ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲ ۔

ہوئی سُنی جائیگی کہ ہللویاہ کیونکہ خداوند خدا قادرِ مطلق بادشاہی کرتا ہے۔ آؤ ہم خوشی و خرمی کریں اور اُس کو عزت دیویں۔ اس لئے کہ برّہ کا بیاہ آپہنچا۔ اور اُس کی دلہن نے آپ کو سنوارا ہے[1]۔ اس سے پہلے کلیسیا کا شمار پورا نہ ہوگا۔

جب کوئی شخص اُس نجات دہندہ کی آواز سُنکر جو کھڑا ہوکر کھٹکھٹاتا ہے اپنے دل کا دروازہ کھولتا ہے تو رُوح القدس اب بھی مسیح کے ساتھ اُس کا عقد باندھتا ہے۔ پس جبکہ مقدسوں کی کل جماعت برّہ کے جشن شادی میں موجود ہوگی تو اُس وقت رُوح القدس کی ربانی اور شادمانی بخش تاثیر کی کیا ہی رونق ہوگی[2]۔ اُس وقت کلمات ذیل کے معنی بخوبی ہماری فہم میں آئینگے ایک بدن اور ایک رُوح ہے چنانچہ تمہیں بھی جو بلائے گئے ہو اپنے بلائے جانے سے ایک ہی اُمید ہے[3]۔

اُس روز روحانی ہیکل پوری ہو جائیگی۔ سچ ہے کہ اب بھی ایک ایماندار سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے۔ کہ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن رُوح القدس کی ہیکل ہے جو تم میں بستی ہے جس کو تم نے خدا سے پایا ہے[4]۔ لیکن پھر بھی جو عمارت آسمانی کوہ صیہون پر بن رہی ہے اعلےٰ معنی میں ہر ایماندار اُس کا صرف ایک جیتا پتھر ہے۔ چنانچہ رسول نے افسیوں کو لکھا کہ تم رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جہاں یسوع مسیح آپ کونے کا سرا ہے روڑے کی طرح اُٹھائے گئے ہو جس سے ساری عمارت ایک ساتھ جڑکر مقدس ہیکل خداوند کے لئے اُٹھتی جاتی ہے یہ عمارت روح کے وسیلے سے خدا کے لئے مکان ہے[5]۔ جس وقت سلیمان کی ہیکل بالکل تیار ہو چکی تو لکھا ہے کہ ایسا ہوا کہ جب تُرہی پھونکنے والے اور گانے والے ایک کی طرح ہو گئے۔ کہ خداوند کی حمد اور شکرگزاری میں گویا فقط ایک

[1] مکاشفات ۱۹: ۶، ۷ [2] مکاشفات ۱۹: ۹ [3] افسیوں ۴: ۴ [4] ۱ کرنتھیوں ۶: ۱۹ [5] افسیوں ۲: ۲۰-۲۲

کی آواز سُننے میں آئی۔ اور جب نرسنگوں اور مجیروں اور موسیقی کے سب سازوں کی آواز خداوند کی شکرگزاری میں بلند ہوئی کہ وہ بھلا ہے کہ اُس کی رحمت ابدی ہے تو ایسا ہوا کہ وہ گھر جو خداوند کا مسکن ہے ایک بادل سے بھر گیا۔ یہاں تک کہ کاہنوں کو ابر کے سبب طاقت نہ ہوئی کہ کھڑے ہو کر خدمت کریں اس لئے کہ خداوند کا گھر خداوند کے جلال سے معمور ہو گیا تھا[1]۔ پس جس حال میں خداوند کا ایسا جلال سلیمان کی ہیکل کی تقدیس کے وقت ظاہر ہوا تو غور کا مقام ہے کہ جب اُس کا رُوحانی مسکن تیار ہوگا تو کس قدر زیادہ جلال اور کیسی اعلےٰ تر اور کامل آسمانی خوشی سے وہ ہمیشہ کے لئے پُر ہوگا۔

اُس وقت ہم کوہ صیہون کے پہاڑ اور زندہ خدا کے شہر میں جو آسمانی یروشلم ہے اور لاکھوں فرشتوں کے پاس بلکہ اُن کی تمام جماعت کے بیچ میں اور پہلوٹھوں کی کلیسیا میں جن کے نام آسمان پر لکھے ہیں داخل ہونے کی پوری خوشی حاصل ہوگی[2]۔ آسمانی یروشلم کے باشندوں کی فہرست اُس وقت پڑھی جائیگی۔ اور جن کے نام کتاب حیات میں لکھے ہیں اُن میں سے ایک بھی پہلوٹھوں کے اُس خوش و خرم گروہ و مجمع میں سے غیر حاضر نہ ہوگا۔ لاکھوں فرشتے لاکھوں نجات پائے ہوؤں سے مل کر وہاں ایک ہو جائینگے۔ اُن کی متفق پرستش کی کیا ہی نادر تصویر کتاب مکاشفات میں کھینچی گئی ہے[3]۔ کیا ازلی رُوح کے کام کا یہ آخری نتیجہ نہایت عالیشان نہ ہوگا۔ اور جس حالت میں اب بھی باوجود دنیا کی اتنی پریشانیوں کے رُوح القدس مقدسوں سے ایسی پسندیدہ حمد و ستائش کرا سکتا ہے کہ خدا اس جہان میں بھی اسرائیل کی مدح میں سکونت کرنے والا ہے[4]۔ تو آسمان پر مقدس لوگوں کی نغمہ سرائی سے رُوح القدس کی کیا ہی رحمت و قدرت ظاہر ہوگی[5]۔

اُس وقت نجات دہندہ اپنی جان کے دُکھ کا ثمرہ دیکھ کر سیر ہوگا۔ گو

[1] ۲ تواریخ ۵: ۱۳، ۱۴ [2] عبرانیوں ۱۲: ۲۲، ۲۳ [3] مکاشفات ۵: ۸-۱۴ [4] زبور ۲۲: ۳ [5] یسعیاہ ۶۳: ۱۲

وہ اب بھی ایمانداروں میں رُوح القدس کی تاثیر دیکھ دیکھ کر نہایت خوش ہوتا ہے مگر رُوح القدس کی پوری تاثیر اُن میں نظر نہیں آتی۔ البتہ سب اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم گناہ کے باعث ہلاک ہوئے اور مسیح کے ذریعہ سے ہمیں مخلصی ملی۔ اور اُسی کے وسیلے ایک ہی رُوح سے ہم نے باپ کے پاس دخل پایا۔ لیکن تاہم اُنکی خصلتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے کیونکہ جو آفتاب حق کی شعاعیں اُنپر پڑتی ہیں اُنمیں کوئی کسی شعاع سے زیادہ مستفیض ہوتا ہے کوئی کسی سے۔ مسیح کی کلیسیا کے فرقوں میں بھی یہی بات دکھائی دیتی ہے کیونکہ کسی میں حق کی کوئی تاثیر زیادہ جلوہ گر ہے کسی میں کوئی۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو ایک واحد ابدی انجیل ہے کسی زمانہ میں اُس کے کسی اصول پر کلیسیا نے زیادہ غور و فکر کیا۔ اور کسی زمانہ میں کسی پر۔ چنانچہ پہلی چار صدیوں میں مسئلہ تثلیث فی الوحدت پر زیادہ بحث ہوئی۔ اور سولھویں صدی میں جب کلیسیا کی اصلاح ہوئی تو اس بات پر زیادہ زور دیا گیا کہ انسان ایمان ہی کے وسیلے سے راستباز بن سکتا ہے اور اٹھارھویں صدی کے آخر میں جب کلیسیا میں از سر نو روحانی جوش پیدا ہوا تو رُوح کی نئی پیدائش کی طرف زیادہ توجہ کی گئی۔ اور زمانہ موجودہ میں انجیل کی اشاعت و ترقی میں زیادہ سعی و کوشش کی جاتی ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ ابھی کلیسیا کو خداوند کے دوبارہ آنے تک حالت آزمائش و مصیبت میں بہت سی باتیں سیکھنی باقی ہیں یہ بات صحیح ہو یا غلط مگر یہ حقیقی ہے کہ جب خداوند کا یہ وعدہ پورا ہو جائیگا۔ اور جس حال کہ میں جاتا اور تمہارے لئے جگہ تیار کرتا تو پھر آؤنگا اور تمہیں اپنے ساتھ لونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو[۱] تو اُس وقت وہ اپنی کلیسیا کو دیکھ کر یہ فرمائے گا کہ اے میری پیاری تو سراسر جمال ہے تجھ میں کوئی عیب نہیں ہے[۲] اُس وقت رُوح القدس کے فیض سے کلیسیا کی تعلیم و تربیت پوری ہو جائیگی۔ اور یہی کے کلمات ذیل کامل طور سے اُس پر صادق آئینگے۔ خداوند تیرا خدا جو تیرے درمیان ہے وہ قادر ہے وہی بچا لیگا۔ وہ تیرے سبب سے شادمان ہو کر خوشی کریگا۔ اپنی محبت کے باعث وہ الزام دینے کے بدلے خاموش رہیگا وہ گاتے ہوئے تیرے سبب

[۱] یوحنا ۱۴ : ۳ ؛ [۲] غزل الغزلات ۴ : ۷ ؛ [۳] صفنیاہ ۳ : ۱۷

سے لئے شادمانی کریگا۔

(۳) رُوح القدس کا کام اس طرح اختتام پائیگا کہ مقدسوں کے لئے نئے آسمان و زمین تیار ہونگے۔

مقدسوں کی میراث مذکورہ کے بیان کے ساتھ اس بات کا جتا دینا بھی ضرور ہے کہ کتاب مقدس کے موافق جس طرح ایمانداروں کو ابدی خوشی حاصل ہوگی اُسی طرح ابدی عذاب خدا کے دشمنوں کا حصہ ہوگا۔ اُنہوں نے آزمائش کے وقت رُوح فضل کا یہاں تک سامنا کیا آخر کار اُس نے بھی اُن کو ترک کر دیا۔ ایسے لوگوں کے حق میں اس بات کی خفیف اُمید بھی نہیں ہو سکتی۔ کہ رُوح القدس عاقبت میں اُن کو رُوحانی زندگی بخشیگا۔ اُن کی نئی پیدائش کے باب میں کوئی اشارہ کتاب مقدس میں نہیں پایا جاتا۔ چونکہ اُن میں مسیح کی رُوح نہیں اس لئے وہ اُس کے نہیں۔ وہ مقدس خداوند کے پاؤں تلے ہمیشہ کے لئے مغلوب ہونگے نجات نہ پائینگے۔ وہ اُس کے حضور سے نکالے جائینگے اور اُس آگ کی جھیل میں ڈالے جائینگے جو دوسری موت ہے[۱]۔ اور کلام الٰہی سے صاف ثابت ہے کہ اُن کی حالت غیر متغیر ہے اور اُن کی سزا دائمی[۲]۔

لیکن اب ہم اُس بے زوال۔ ناآلودہ۔ غیر فانی۔ میراث کا ذکر کرتے ہیں جو برگزیدگان خدا کے لئے آسمان پر رکھی ہوئی ہے[۳]۔ اس باب میں صادق القول خدا کا کلام ہمیں یقین دلاتا ہے کہ جس طرح پانی سے سمندر بھرا ہوا ہے اُسی طرح زمین خداوند کے جلال کی شناسائی سے معمور ہوگی[۴]۔ اور جب تک کہ مسیح سارے دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لاوے ضرور ہے کہ وہ سلطنت کرے[۵]۔ اور اگر ہم اُس کے ساتھ دُکھ اُٹھائیں تو اُس کے ساتھ بادشاہی بھی کرینگے[۶]۔ اور اُس پُر جلال بادشاہی میں ایک خداوند ہوگا اور اُس کا نام ایک ہوگا[۷]۔ اور اُس کی مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہوگی[۸]۔ اور اُس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی

[۱] مکاشفات ۲۰ : ۱۵ ؛ [۲] متی ۲۵ : ۴۶ ۔ [۳] ۱ پطرس ۱ : ۴ ؛ [۴] حبقوق ۲ : ۱۴ ؛ [۵] ۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۲۵ ؛ [۶] ۲ تیمتھیس ۲ : ۱۲ ؛ [۷] زکریاہ ۱۴ : ۹ ؛ [۸] متی ۶ : ۱۰

کی کچھ حد نہ ہوگی خدا کے بیٹے کی اس پاک اور بے حد بادشاہی میں مقدس لوگ اپنی شاہانہ کہانت کا کام بجا لائینگے۔ اُس وقت مکاشفات کی کتاب کے شروع میں جو کلام مندرج ہے وہ اپنے پورے معنی میں گایا جائے گا۔ جس نے ہم کو پیار کیا اور اپنے لہو سے ہم کو ہمارے گناہوں سے دھو ڈالا۔ اور ہم کو بادشاہ اور کاہن خدا اور اپنے باپ کا بنایا جلال اور قدرت ابد تک اُسی کو ہے۔ آمین[۱] ہم کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ جب مقدس لوگ ابدی جلال پائینگے تو وہ بادشاہ[۲] بھی ہونگے اور کاہن بھی۔ ان دونو کاموں کے لئے رُوح القدس کا پاک مسح اُنکو درکار ہے۔ لیکن یہ مسح اُن کو حاصل ہے اور ہمیشہ اُن پاس رہیگا[۳]۔

اُس وقت باپ سب چیزوں کے سر ہے خواہ وے جو آسمانوں پر خواہ وے جو زمین پر ہیں ملائیگا[۴] اور یسوع کا نام لے کر ہر ایک کیا آسمانی کیا زمینی کیا وے جو زمین کے تلے ہیں گھٹنا ٹیکیگا[۵] اور ہر ایک زبان اقرار کریگی کہ یسوع مسیح خداوند ہے تاکہ خدا باپ کا جلال ہووے اور خدا صلح کرکے ساری چیزوں کو کیا وے جو زمین پر ہیں کیا وے جو آسمان پر ہیں مسیح کے وسیلے اپنے سے ملائیگا[۶]۔ یہ پاک کامل عالم وہ بے حد وسیع میدان ہوگا جس میں لوگ اپنی مبارک اور مسرت بخش خدمات بجا لائینگے۔ کیا رُوح القدس کے کام کا یہ آخری نتیجہ نہایت شاندار نہ ہوگا جب وہ اس گندہ آلودہ اور غمناک دنیا میں بھی بذریعہ اپنے ضعیف اور ناکامل بندوں کے جنہیں وہ قوت بخشتا ہے۔ اور اپنی مرضی کے موافق بخششیں عطا فرماتا ہے اپنے ربانی ارادے پورے کر سکتا ہے تو اُس پاکیزہ عالم میں جس میں اُس کے ارادے بہت ہی آسانی سے پورے ہونگے اُسکے کام کی رونق کیسی کچھ نہ ہوگی۔

کتاب مکاشفات کی اخیر رویت میں کتنا بھی بات بتائی گئی ہے کہ رُوح القدس کا زندہ اور زندگی بخش فضل تا ابد ترقی پذیر رہیگا۔ پیارا رسول لکھتا ہے پھر

۱ یسعیاہ ۹: ۷ ۲ مکاشفات ۱: ۵، ۶ ۳ یوحنا ۱۴: ۱۶ + ۱ یوحنا ۲: ۲۷ ۴ افسیوں ۱: ۱۰ ۵ فلپیوں ۲: ۱۰ و ۱۱ ۶ کلسیوں ۱: ۲۰ +

اُس نے آبِ حیات کی ایک صاف ندی مجھے دکھائی جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور برّہ کے تخت سے نکلتی تھی[۱] (دیکھو یوحنا ۱۵: ۲۶ - جس میں نکلنے کا لفظ رُوح القدس کی نسبت آیا ہے) اور اُس کی سڑک کے بیچ اور اُس ندی کے وار پار زندگی کا درخت تھا جو بارہ قسم کے پھل لاتا اور ہر ایک مہینے میں اپنا پھل دیتا تھا۔ اس درخت کے پتے قوموں کی شفا (خدمت) کے واسطے تھے[۲]۔ پانی سے اکثر جگہ کتاب مقدس میں رُوح القدس مراد ہے۔ اور گو یہ پیشین گوئی آسمانی یروشلم میں کسی طرح پوری ہو لیکن بے شبہ بلور کی سی حیات کی ندی اُن خالص اور پاک خوشیوں کی علامت ہے جن کی بخشنے والی ازلی رُوح ہے جو باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے۔ اور ہر مہینے کے قسم قسم کے پھل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ عالم بقا کی خوشیاں تا ابد نئی رہینگی۔ اور جو درخت کے پتے قوموں کی خدمت کے لئے تھے اُن سے غرض وہ محبتانہ سلوک ہے جو اس خالص خوشی کی جگہ بھی معدوم نہ ہوگا۔ حزقی ایل نبی کو جو مقدس پانیوں کی رویت دکھائی گئی اُس میں مذکور ہے کہ ہر ایک شے جو جیتی اور چلتی پھرتی ہے جہاں کہیں یہ دریا آوے جیتی رہیگی یہی کیفیت آسمانی دریائے حیات کی روانی کی ہوگی۔ لیکن جس طرح اس رویت میں جب نبی کا رہنما ہزار ہاتھ ناپ کے اُس کو پانی میں لایا تو پانی ٹخنوں تک تھا۔ اور جب پھر وہ ہزار ہاتھ ناپ کے اُسے پانی میں لایا تو پانی گھٹنوں تک تھا۔ اور جب پھر وہ ہزار ہاتھ ناپ کے اُسے پانی میں لایا تو پانی کمر تک تھا۔ مگر جب پھر اُس نے ہزار ہاتھ ناپے تو لکھا ہے کہ پانی بہت زیادہ ہوئے۔ تیراؤ کے پانی ایک دریا جس کے پار پیدل جانا ممکن نہ تھا[۳]۔ یہی حال اُس وقت ہمارا ہوتا ہے جبکہ ہم رُوح القدس کے دائمی ترقی پذیر کام کا تصور کرتے ہیں۔ ہم اس نامحدود غیر معلوم ہستی میں قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ صرف متحیر ہو کر زبور کے یہ کلمات زبان پر لا سکتے ہیں۔

۱ مکاشفات ۲۲: ۱ اور ۲ یسعیاہ ۴۴: ۳ + یوحنا ۷: ۳۷-۳۹ وغیرہ
۳ حزقی ایل ۴۷: ۱-۱۲ +

اُس نے آبِ حیات کی ایک صاف ندی مجھے دکھائی جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور برّے کے تخت سے نکلی تھی[1] (دیکھو یوحنا ۱۵ : ۲۶ - جس میں نکلنے کا لفظ رُوح القدس کی نسبت آیا ہے) اور اُس کی سڑک کے بیچ اور اُس ندی کے وار پار زندگی کا درخت تھا جو بارہ قسم کے پھل لاتا اور ہر ایک مہینے میں اپنا پھل دیتا تھا - اس درخت کے پتّے قوموں کی شفا (خدمت) کے واسطے تھے۔ پانی سے اکثر جگہ کتابِ مقدس میں رُوح القدس مراد ہے - اور گو یہ پیشین گوئی آسمانی یروشلم میں کسی طرح پوری ہو لیکن بے شبہ بلور کی سی حیات کی ندی اُن خالص اور پاک خوشیوں کی علامت ہے جن کی بخشنے والی ازلی رُوح ہے جو باپ اور بیٹے سے نکلتی ہے - اور ہر مہینے کے قسم قسم کے پھل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ عالم بقا کی خوشیاں تا ابد نئی رہینگی - اور جو درخت کے پتّے قوموں کی خدمت کے لئے تھے اُن سے غرض وہ محبانہ سلوک ہے جو اس خالص خوشی کی جگہ بھی معدوم نہ ہوگا - حزقیئل نبی کو جو مقدس پانیوں کی رویت دکھائی گئی اُس میں مذکور ہے کہ ہر ایک شے جو جیتی اور چلتی پھرتی ہے جہاں کہیں یہ دریا آویگا جئے گی[2] یہی کیفیت آسمانی دریائے حیات کی روانی کی ہوگی - لیکن جس طرح اس رویت میں جب نبی کا رہنما ہزار ہاتھ ناپ کے اُس کو پانی میں لایا تو پانی ٹخنوں تک تھا - اور جب پھر وہ ہزار ہاتھ ناپ کے اُسے پانی میں لایا تو پانی گھٹنوں تک تھا - اور جب پھر وہ ہزار ہاتھ ناپ کے اُسے پانی میں لایا تو پانی کمر تک تھا - مگر جب پھر اُس نے ہزار ہاتھ ناپے تو لکھا ہے کہ پانی بہت زیادہ ہوئے - تیراؤ کے پانی ایک دریا جس کے پار پیدل جانا ممکن نہ تھا - یہی حال اُس وقت ہمارا ہوتا ہے جبکہ ہم رُوح القدس کے دائمی ترقی پذیر کام کا تصوّر کرتے ہیں - ہم اس نامحدود و غیر معلوم ہستی میں قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کر سکتے - صرف متحیر ہو کر زبور کے یہ کلمات زبان پر لا سکتے ہیں -

[1] مکاشفات ۲۲ : ۱ اور ۲ یسعیاہ ۴۴ : ۳ + یوحنا ۷ : ۳۷ - ۳۹ وغیرہ
[2] حزقیئل ۴۷ : ۱ - ۱۲ +

تیری راہ سمندر میں ہے اور تیرا گزر بڑے پانیوں میں - تیرے نقشِ قدم معلوم نہیں[1] یا رسول کے ساتھ خدا کے حضور سرنگون ہو کر یہ کہہ سکتے ہیں واہ خدا کی دولت و حکمت اور دانش کی کیسی گہرائی ہے اُس کی عدالتیں دریافت سے کیا ہی بعید اور اُس کی راہیں پتہ ملنے سے کیا ہی دور ہیں - کیونکہ اُسی سے اور اُسی کے سبب اور اُسی کے لئے ساری چیزیں ہیں - ابد تک اُسی کی بزرگی ہو - آمین[2]

---

[1] زبور ۷۷ : ۱۹ اور [2] رومیوں ۱۱ : ۳۳ و ۳۶